اقرأ و ربك الاكرم ٥ الذى علم بالقلم ٥

www.KitaboSunnat.com

نفائس البیان
فی
رسم القرآن

أستاذ القراء قاری محمد ادریس العاصم
فاضل مدینہ یونیورسٹی

۲۳۱
ن

قراءت اکیڈمی
لاھور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- **کتاب وسنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- **مجلس التحقیق الاسلامی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

كلية القرآن الكريم والعلوم الاسلامية

كتاب نمبر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ن والقلم وما یسطرون

نفائس البیان

فی

رسم القرآن

مؤلف

الشیخ القاری محمد ادریس العاصم

فاضل مدینہ یونیورسٹی مدینہ منورہ

قرآءۃ اکیڈمی

۱۲۸ الفضل مارکیٹ ۱۷ اردو بازار لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

233،6
ادریس

نمبر 16875

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	----------	نفائس البیان فی رسم القرآن
مولف	----------	قاری محمد ادریس العاصم
ناشر	----------	قرآءت اکیڈمی لاہور
سرورق ڈیزائن و	----------	یونیک گرافکس
کمپوزنگ	----------	الفضل مارکیٹ اُردو بازار لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى خَاتِمِ الۡاَنۡبِيَاءِ وَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَ اَصۡحَابِهٖ اَجۡمَعِيۡنَ-

اما بعد!

رسم قرآن یعنی قرآن کا رسم الخط علوم قرآنی میں اشرف و اعلیٰ علم ہے-
قرآن کے اعجازات میں جہاں اس کے الفاظ- پیرایہ بیان- قصص و تماثیل معجز ہیں- وہیں رسم قرآنی بھی معجز ہے-
اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ کے وعدہ الٰہی میں جہاں قرآن کی صحیح ادا کو علم تجوید کی صورت میں محفوظ کیا گیا' کلمات قرآنی کو علم قرآءات کی صورت میں محفوظ کیا گیا وہاں پر اس کلام معجز کے رسم الخط کو بھی محفوظ فرمایا گیا-
اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے جہاں تجوید و قرآءات کے بہترین اور مایہ ناز تلامذہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بنایا وہیں پر حضرات صحابہ قرآن ماہرین رسم کے طور پر بھی نمایاں ہو کر سامنے آئے- قرآن کے رسم میں جن امور کو حضرات صحابہؓ نے ملحوظ خاطر رکھا رسم قرآنی کی کتب کا مطالعہ کرتے ہوئے وہ امور جب ایک ذی فہم پر منکشف ہوتے ہیں تو عقل دنگ رہ جاتی ہے-
قرون اولیٰ سے رسم قرآنی پر بڑے بڑے علماء وائمہ نے اس فن میں کتب تحریر فرمائی ہیں- جن میں خاص طور پر علامہ دانیؒ کی "المقنع" علامہ شاطبیؒ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"عقیلۃ اتراب القصائد" اور علامہ الجزائری" کی مورد الظمآن" اہم مراجع ہیں۔

اردو ادب میں رسم کی نہایت قلیل کتب نظر آتی ہیں مگر وہ بھی ناپید ہو چکی ہیں۔ حالانکہ بر صغیر پاک و ہند سے ہی علامہ غوث صاحبؒ کی تحریر کردہ کتاب "نثر المرجان فی رسم القرآن" جو سات جلدوں میں عربی میں تحریر کردہ ہے منصۂ شہود پر آئی ہے۔

عقیلہ کی شروح میں اس وقت اسہل الموارد اور ایضاح المقاصد ہی اردو ادب میں موجود ہیں۔

معرفۃ الرسوم۔ تسہیل البیان فی رسم القرآن انہی ناپید خزائن میں شمار کی جا سکتی ہیں۔ جو گردش ایام کے ہاتھوں اب دستیاب نہیں ہیں۔

الخط العثمانی فی رسم العثمانی مؤلفہ حضرت قاری المقری رحیم بخش صاحب نور اللہ قبرہ بھی نہایت تگ و دو کے بعد ہی دستیاب ہو پاتی ہے۔

اپنے استاد محترم حضرت مولانا قاری المقری الشیخ اظہار احمد التھانویؒ کی عقیلہ کی شرح ایضاح المقاصد کی تکمیل و تبویب کے دوران ہی ذہن میں خیال آیا کہ رسم عثمانی سے متعلق ایک مختصر کتاب تحریر کی جائے۔ کتاب کا معتدبہ حصہ پہلے سے تحریر کر کے رکھا ہوا تھا۔ شرح مذکور سے فراغت کے بعد اس حصہ کو ترتیب دے دیا اور اب یہ زیور طباعت سے آراستہ ہو کر آپ کے سامنے ہے۔

میں نے کتاب کی تحقیق و تزئین میں کافی عرق ریزی سے کام لیا ہے۔ امید ہے اہل علم حضرات پذیرائی فرمائیں گے۔ کتاب کے آخر میں علم الضبط سے متعلق مختصر بحث بھی شامل کی گئی ہے۔

کتاب میں اول حصہ تاریخ رسم سے متعلق ہے دوسرے حصہ میں مختلف مصاحف عثمانیہ کی تصاویر اور دیگر مختلف ادوار کے مصاحف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے دو نامہ مبارکہ کی تصاویر ہیں مقصد مختلف ادوار میں طرز تحریر کی وضاحت کرنا مقصود ہے۔

تیسرے حصہ میں اصول رسم قرآنی ہیں۔

چوتھے حصہ میں ان اصول کے مطابق پورے قرآن کے غیر قیاسی کلمات قرآنی کو بیان کیا گیا ہے۔

اور پانچواں حصہ علم الضبط پر مشتمل ہے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ کے حضور التجا ہے کہ وہ اس کاوش کو قبول فرمائے اور احقر کو اپنی کتاب عظیم کی خدمت میں مصروف و مشغول رکھے۔ نیز اہل علم حضرات سے درخواست ہے کہ فروگذاشت اور غلطی کا امکان انسان کا جزو لازم ہے لہذا کتاب ہذا میں کوئی کمزوری اور لغزش علمی نظر آئے تو مطلع فرمائیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ۔

ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ
م/ اگست ۲۰۰۰ء

خادم القرآن الکریم
(قاری) محمد ادریس العاصم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن کی تعریف

قرآن وہ کلام معجز ہے جسے حضرت محمد ﷺ پر بواسطہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل کیا گیا۔ جسے مصاحف میں لکھا جاتا ہے۔ جو آپ سے بتواتر منقول ہے۔اور جس کی تلاوت عبادت کادرجہ رکھتی ہے۔

قرآن کریم کے بعض دوسرے نام :

قرآن کریم کے بہت سے نام ہیں یہاں اختصار کی بنا پر بعض نام تحریر کیے جاتے ہیں، مثلاً الکتاب، الفرقان، الہدیٰ، القرآن، موعظہ، ذکر، حکیم، حبل، احسن الحدیث، تذکرہ، شفاء لمانی الصدور، حکمت وغیرہ۔

قرآن کریم کی جمع و تالیف اور مصاحف عثمانیہ

جمع و تالیف :

یہ دو لفظ ہیں ان کے معنی و مفہوم میں قدرے تغایر پایا جاتا ہے تالیف کے معنی تو اوراق میں لکھنے اور تناسب کے ساتھ جمع کرنے کے ہیں۔ مگر جمع کے لفظ میں عموم پایا جاتا ہے یعنی یہ لفظ تالیف کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اور مطلق جمع کرنے کے لیے بھی آتا ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف میں پہلے جمع القرآن کا باب قائم کیا ہے اور پھر تالیف القرآن کا ترجمہ باندھا ہے حضرت علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں فرماتے ہیں یہاں جمع سے مراد متفرق اور منتشر اجزاء کو چند مصحف یا ایک مصحف میں جمع کرنے کے ہیں۔

اور تالیف سے مراد آیات کو ایک سورۃ کی شکل میں ترتیب دینے یا چند

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورتوں کو ایک مصحف میں ترتیب دینے کے ہیں۔ جمع القرآن کو چار ادوار میں منقسم کیا جاسکتا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ا۔ عہد نبوی ﷺ میں جمع قرآن :

امام کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر جو آیت یا سورت نازل ہوتی آپ اسے کاتبین وحی سے لکھواتے تاکہ حفظ صدری کے علاوہ بذریعہ کتابت بھی محفوظ ہو جائے۔ جمع نبوی کا مقصد قرآن کریم کو ضائع ہونے سے محفوظ رکھنا تھا اس لیے قرآن کریم کو مختلف اشیاء پر تحریر کیا گیا کچھ سفید پتھروں کی تراشی ہوئی تختیوں پر کچھ سفید چمڑوں اور کچھ لکڑی کی ہموار تختیوں پر اس لیے یہ جمع یکجائی شکل میں نہ تھی عہد صدیقی میں جس کا تذکرہ آئندہ ہوگا کہ جمع قرآن سے یہ مقصود تھا کہ قرآن کو یکجائی کتابی صورت میں جمع کیا جائے تاکہ متفرق قطعات میں سے کسی قطعہ کے ضائع ہونے کا خطرہ باقی نہ رہے۔ اور یہ جمع کاغذ پر ہوا ہے جو عہد نبوی ﷺ میں نہ تھا اور عہد صدیقی میں شام سے المدینۃ المنورۃ پہنچ چکا تھا۔

موطاء میں حضرت سالم بن عبداللہؒ سے روایت ہے :

جَمَعَ اَبُوْبَکْرِ الْقُرْآنَ فِی الْقَرَاطِیْسِ.

یعنی حضرت ابو بکرؓ نے قرآن کریم کو کاغذ پر لکھ کر جمع کیا۔

مغازی موسیٰ بن عقبہ میں ہے۔

حَتّٰی جُمِعَ عَلٰی عَھْدِ اَبِیْ بَکْرٍ فِی الْوَرَقِ.

یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ میں قرآن کاغذ پر لکھ کر جمع کیا گیا الغرض کہ نبی ﷺ کی ہدایت کے مطابق لکھے گئے قرآن کے حصہ کو خانہ بندی میں محفوظ کر دیا جاتا اور اس کی نقول بعض دوسرے صحابہؓ بھی حاصل کر لیتے اس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح آپ ﷺ کے عہد مبارک میں ہی بالترتیب قرآن کریم جمع ہوتا رہا اور مکمل جمع تھا۔

کچھ مشہور کاتبین وحی کے نام :

(۱) حضرت ابوبکر صدیقؓ (۲) حضرت عمر فاروقؓ (۳) حضرت عثمان غنیؓ (۴) حضرت علیؓ (۵) حضرت امیر معاویہؓ (۶) حضرت ابی بن کعبؓ (۷) حضرت زید بن ثابتؓ (۸) حضرت ابان بن سعیدؓ (۹) حضرت خالد بن سعید بن العاصؓ (۱۰) حضرت العلاء بن الحضرمیؓ (۱۱) حضرت حنظلہ بن الربیعؓ (۱۲) حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرحؓ (۱۳) حضرت محمد بن مسلمہ انصاریؓ (۱۴) حضرت مغیرہ بن شعبہؓ (۱۵) حضرت حذیفہ بن الیمانؓ اور دیگر بہت سے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین۔

عہد صدیقیؓ میں جمع قرآن کریم :

اس جمع کے محرک امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے حضرت امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ایک روایت حضرت زید بن ثابتؓ سے نقل کی ہے کہ جب جنگ یمامہ میں ستر حفاظ اور قراء شہید ہو چکے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے بلایا جب میں گیا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا :

حضرت عمر بن الخطابؓ میرے پاس آئے ہیں اور کہا کہ یمامہ کی جنگ کی تیزی میں قراء شہید ہو گئے اگر اور جنگوں میں بھی شہادت قراء کا سلسلہ اسی طرح جاری رہا تو قرآن کے اکثر حصوں کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے لہذا آپ حکم دیں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ قرآن کریم کو تحریری صورت میں جمع کیا جائے میں نے ان سے کہا کہ ہم ایسا کام کیوں کریں جو رسول کریم ﷺ نے نہیں کیا حضرت عمرؓ نے کہا اللہ کی قسم اس میں خیر ہے ان کا مطالبہ جاری رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ اس کام کے لیے کھول دیا۔

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کے قرآن کریم عہد نبوی ﷺ میں تحریری صورت میں خود نبی کریم ﷺ نے لکھوایا تھا لیکن ایک کتابی اجتماعی شکل میں نہیں تھا حضرت امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا مطالبہ اجتماعی اور کتابی صورت میں جمع کرنے کا تھا اس لیے حضرت خلیفۃ المسلمین ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا کہ ہم ایسا کام کیسے کر سکتے ہیں جو آنحضرت ﷺ نے نہیں کیا اس سے مراد مجموعی کتابی صورت کی تدوین تھی۔ جس کی تدوین عہد نبوت میں ممکن نہ تھی لیکن عہد صدیقی میں ایسے احوال اور حالات پیش آئے کہ ایسا کرنا ضروری ہو گیا اور ابوبکر صدیقؓ پر وہ مصلحت کھل گئی۔ اس لئے انہوں نے حضرت عمر بن الخطابؓ کی رائے سے اتفاق کیا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ اولاً اس کام سے انکار کیوں کر رہے تھے

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا جو فرمان تھا کہ میں کیسے وہ کام کروں جو نبی ﷺ نے نہیں کیا۔ اس سے درج ذیل تین وجوہ مراد ہیں:

۱۔ آپ ﷺ نے قرآن کریم کو ایک جگہ دو جلدوں کے درمیان جمع نہیں کیا لہذا میں کیوں کروں۔ یعنی آپ ﷺ چونکہ دو جلدوں کے درمیان جمع نہیں کیا لہذا میں بھی دو جلدوں کے درمیان نہیں کرتا، کہیں آپ ﷺ کے عمل کے خلاف کام نہ ہو جائے۔

۲۔ نبی ﷺ کے زمانہ میں مکمل قرآن لکھا ہوا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ جو انکار کر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے تھے وہ لکھنے کا انکار نہیں تھا۔ کیوں کہ آپ ﷺ کے زمانہ میں قرآن لکھا ہوا تھا۔ انکار اس بات پر تھا۔ کہ حضرت عمرؓ کا مطالبہ تھا کہ قرآن کو ایک ایسے خاص رسم پر لکھا جائے جس پر تمام اختلاف منطبق ہو جائیں انکار صرف لکھنے کا نہ تھا بلکہ خاص رسم پر لکھنے کا انکار تھا۔ یعنی سبعہ احرف کے مطابق لکھنے سے انکار تھا۔

۴۔ جنگ یمامہ میں قراء کی ایک جماعت کی شہادت نے حضرت عمرؓ کو ایک مصحف میں جمع قرآن کرنے کی تجویز پیش کرنے پر آمادہ کیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی پہلے پہل ہچکچاہٹ اور تردد کی وجہ یہ تھی کہ کہیں یہ امر قرآن کریم کے حفظ کے سلسلہ کو کمزور نہ کر دے۔ اور لوگ صرف تحریر پر اعتماد نہ کر بیٹھیں۔

نبی کریم ﷺ کے مبارک زمانہ میں قرآن کریم کو کتابی شکل میں جمع نہ کرنے کے اسباب

۱۔ نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں وہ اسباب پیدا نہیں ہوئے تھے جو حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں پیدا ہوئے اور جس کی وجہ سے کتابی صورت میں مدون کرنا ضروری ٹھہرا۔

۲۔ آپ ﷺ کے عہد مبارک میں تحریر کی وہ سہولتیں فراہم نہیں تھیں جو حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں فراہم ہوئیں جیسے کاغذ و دیگر ادوات کتابت۔

۳۔ نبی کریم ﷺ کے مبارک عہد میں نسخ آیات کا احتمال تھا جس کی وجہ سے کتابی صورت میں تغیر کرنا پڑتا جو موزوں نہ تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ قرآن کریم کی ترتیب نزولی احوال وواقعات کے مطابق تھی اور آیات و سور کی ترتیب ربط مضامین کے اعتبار سے تھی اگر نبی کریم ﷺ کے مبارک زمانہ میں قرآن کریم کتابی صورت میں مرتب کیا جاتا تو جدید نازل شدہ آیات کو ان کے مناسب آیات و سور کے ساتھ ملا دینے میں دشواری ہوتی۔

ان وجوہات کی بنا پر عہد نبوی میں قرآن کریم کو کتابی شکل میں جمع نہیں کیا گیا۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں حالات بالکل بدل گئے قراء کی شہادت نے قرآن کو کتابی صورت میں جمع کرنے کی ضرورت پیدا کی کاغذ اور ادوات کتابت کی سہولت مہیا ہوئی نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد وحی منقطع ہوئی اور قرآن کا نزول مکمل ہوا۔ لہذا قرآن کو کتابی صورت دینے میں کوئی رکاوٹ باقی نہ رہی۔

دستور جمع صدیقی

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جمع قرآن میں پوری احتیاط برتی اور ایسے انتظام کیے کہ قرآن کی جمع کتابی میں کسی قسم کے سہو اور فروگذاشت کا احتمال باقی نہ رہے۔ آپ نے جمع قرآن میں صرف محفوظ یا مکتوب یا مسموع ہونے پر اکتفا نہیں کیا۔ کہ ان آیات کو قلمبند کیا جائے۔ جو کسی کو حفظ ہوں یا کسی چیز پر تحریر ہوئی ہوں یا رسول اللہ ﷺ سے سنی گئی ہوں۔ بلکہ جمع قرآن میں دو قاعدوں پر عمل کیا گیا۔

۱۔ ان لکھی ہوئی آیات کو جمع کیا جائے گا جو رسول اللہ ﷺ نے اپنے سامنے لکھوائی ہوں۔ اور دو عادل گواہوں کے ذریعے اس طرح لکھوانے کا ثبوت مہیا ہو جائے۔ سنن ابی داوٗد میں حضرت عروہؓ سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایت ہے اِنَّ اَبَابَکْرٍ قَالَ لِعُمَرَ وَ زَیْدٍ اُقْعُدَا عَلٰی بَابِ الْمَسْجِدِ فَمَنْ جَآءَ کُمَا بِشَاہِدَیْنِ عَلٰی شَیْءٍ مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ فَاکْتُبَاہُ.

یعنی حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ و حضرت زیدؓ سے کہا "تم دونوں مسجد کے دروازہ پر بیٹھ جاؤ پھر اس کے بعد جو شخص تمہارے پاس کتاب اللہ کا کوئی حصہ مع دو گواہوں کے لائے اسے لکھ لو۔"

۲۔ دوسری یہ کہ وہ آیات مکتوب ہونے کے علاوہ کثیر تعداد صحابہ کے سینوں میں محفوظ بھی ہوں۔ (مناہل العرفان)۔ اسی طرح ابن ابی داؤد نے کتاب المصاحف میں سند کے ساتھ بیان کیا ہے:

وَمَا کَانُوا یَکْتُبُوْنَ فِی الصُّحُفِ وَالْاَلْوَاحِ وَ الْعَصْبِ وَکَانَ لَا یُقْبَلُ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰی یَشْہَدَ شَاہِدَانِ.

یعنی صحابہ کرامؓ قرآن کریم کو لکھتے تھے صحیفوں، تختیوں اور شاخہائے کھجور پر لیکن اس کو دو گواہوں کی گواہی کے بعد قبول کیا جاتا تھا۔

تیسرا دور جمع عثمانی

اسلام کا دائرہ جب وسیع تر ہو گیا تو جن مسلمانوں نے قرآنی آیات کو جس استاذ سے جس طرز تلفظ اور قراءۃ سے سیکھا تھا ان میں اور دیگر مسلمانوں میں جن کو دوسری قراءۃ کی تعلیم دی گئی تھی۔ اختلاف پیدا ہونے لگا۔ جیسا کہ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت حذیفہ بن الیمانؓ صحابی فتح آرمینیہ اور آذربائیجان سے واپسی پر حضرت عثمانؓ کی خدمت میں پہنچے اور حضرت عثمانؓ سے کہا:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَدْرِكْ هٰذِهِ الْاُمَّةَ قَبْلَ اَنْ يَّخْتَلِفُوْا اِخْتِلَافَ الْيَهُوْدِ وَ النَّصَارٰى.

امیر المومنین اس امت کو سنبھال لیجیے اس سے پہلے کہ ان میں یہود و نصاریٰ کی طرح اختلاف پیدا ہو جائے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مسئلے کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک خطبہ ارشاد فرمایا کہ جب تم میں یہ اختلاف ہے تو دور کے شہر والوں میں اس سے زیادہ اختلاف کا اندیشہ ہے۔

اَنْتُمْ عِنْدِيْ تَخْتَلِفُوْنَ فَمَنْ نَّاٰى مِنَ الْاَمْصَارِ اَشَدُّ اِخْتِلَافاً

(الاتقان فی علوم القرآن و مناهل العرفان)

پس آپ نے یہ مسئلہ صحابہ کرامؓ کے آگے پیش کیا صحابہ کرامؓ کے اجماع پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے قرآن کریم کا وہ نسخہ منگوایا جو حضرت ابو بکر صدیقؓ کے عہد خلافت میں لکھا گیا تھا۔ اور پھر اہتمام کیا گیا کہ ایسے رسم پر ان مصاحف کو لکھا جائے جن پر دوسری قراءات بھی منطبق ہوں یعنی یہ مصاحف سبعہ احرف کے مطابق ہوں اور اس کے متعدد نسخے تیار کروا کر مختلف اور مشہور شہروں میں بھیجا جائے۔ اور اسی کے مطابق قرآن کریم کی تعلیم دی جائے۔ اجماع صحابہؓ سے مصاحف عثمانیہ کی تحریر کے لیے جو مجلس بنائی گئی وہ ان چار ارکان پر مشتمل تھی تین قریشی اور ایک انصاری۔ قریشی حضرات میں حضرات عبد اللہ بن زبیرؓ، حضرت سعید بن العاصؓ، حضرت عبد الرحمن بن الحارثؓ۔ انصار میں سے حضرت زید بن ثابت انصاریؓ تھے۔ جو سبعہ احرف کے حافظ اور ماہر تھے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرضہ اخیرہ کے مشاہد اور کاتب وحی اور کاتب غیر وحی تھے۔

دستور جمع عثمانی

جمع عثمانی میں مندرجہ ذیل امور کا لحاظ رکھا گیا۔

۱۔ مصحف میں وہ چیز درج ہو جس کے قرآن ہونے کا قطعی یقین ہو۔

۲۔ جس کے متعلق معلوم ہو کہ نبی کریم ﷺ کے آخری ایام (یعنی عرضہ اخیرہ) میں باقی تھا۔

۳۔ جس کی صحت نبی کریم ﷺ سے ثابت ہو اور منسوخ التلاوت نہ ہو

مصاحف عثمانیہ کی تعداد

(۱) مصحف مدنی (۲) مصحف مکی (۳) مصحف شامی (۴) مصحف بصری

(۵) مصحف یمنی (۶) مصحف بحرین (۷) مصحف کوفی (۸) مصحف امام

مصاحف عثمانیہ کی تاریخ

مصحف مدنی:

مصاحف عثمانیہ میں سے جو نسخہ مدینہ میں رکھا گیا وہ حضرت عثمانؓ کی حیات میں آپ کے پاس رہا آپ کی شہادت کے بعد حضرت علیؓ کے پاس رہا پھر خلافت کے ساتھ حضرت امیر معاویہؓ کے سپرد ہوا وہاں سے اندلس پہنچا وہاں سے مراکش کے دارالسلطنت فاس میں پہنچا (تاریخ ادریسی تذکرہ مصاحف) پھر کسی طرح مدینہ منورہ پہنچا جنگ عظیم اول میں فخری پاشا گورنر مدینہ اس کو دیگر تبرکات کے ساتھ قسطنطنیہ لے گیا وہاں اب تک موجود ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصحف مکی :

مکی مصحف ۶۵۷ھ تک مکہ معظمہ میں رہا محمد بن جبیر اندلسی نے ۵۷۹ھ میں مکہ میں اس کی زیارت کی تھی مولانا شبلی نعمانیؒ نے لکھا ہے کہ جس زمانہ میں انہوں نے سیاحت کی یہ نسخہ جامع دمشق میں موجود تھا آپ کی زیارت غالباً انیسویں صدی کے اخیر میں تھی کشاف المہدی صفحہ ۱۵۷ میں ہے کہ سلطان عبد الحمید خان جو ۱۸۷۶ھ میں تخت نشین ہوئے اور تقریباً تیس برس تک انہوں نے حکومت کی ان کے زمانہ میں مسجد جامع دمشق میں آگ لگ گئی اس میں یہ مصحف بھی جل گیا- اللہ اعلم و علمہ اتم

مصحف شامی :

احمد مقری مورخ نے ۵۷۳ھ میں اس کی زیارت کی تھی یہ نسخہ کوفہ سے سلاطین اندلس پھر سلاطین موحدین پھر سلاطین بنی مرین کے قبضہ میں آیا اور جامعہ قرطبہ میں رہا اہل قرطبہ نے سلطان عبد المومن کو دیا عبد المومن کے حکم سے ابن بشکوال نے مراکش کے دار السلطنت فاس میں منتقل کیا یہ منتقلی ۱۱ شوال ۵۵۲ھ کو ہوئی- ۶۴۵ھ میں یہ مصحف خلیفہ معتضد علی بن مامون کے پاس رہا- اسی سال خلیفہ مذکور نے تلمسان پر فوج کشی کی اور مارا گیا اسی فوج کشی میں یہ مصحف گم ہو گیا لیکن پھر تلمسان کے شاہی خزانہ میں پہنچا وہاں سے ایک تاجر خرید کر فاس لایا وہاں اب تک موجود ہے-

مصحف بصری :

یہ نسخہ کتب خانہ خدیو جو مصر میں ہے موجود رہا اس کو سلطان صلاح الدین ایوبی کے وزیر نے ۵۷۹ھ میں تیس ہزار اشرفی میں خریدا-

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصحف یمنی : مصحف یمنی کتب خانہ جامع ازہر مصر میں موجود ہے۔

مصحف بحرین : فرانس کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

مصحف کوفی :

کتب خانہ قسطنطنیہ میں موجود ہے۔ حضرت عثمانؓ کے تین مصاحف اور ہیں جن میں مصحفِ عثمانی دوم جامع سیدنا حسینؓ قاہرہ میں ہے اور مصحف عثمانی سوم جامعہ ملیہ دہلی میں موجود تھا اگر ہنگامہ تقسیم ہندوستان میں تلف نہ ہوا ہو تو موجود ہو گا مصحف عثمانی چہارم انڈیا آفس لندن کے کتب خانہ میں ہے اس پر لکھا ہوا ہے "کتبہ عثمان بن عفان" یہ نسخہ شاہان مغلیہ کے پاس تھا اکبر کی مہر اس پر ہے ۱۸۴۵ء میں یہ نسخہ میجر راونس کو ملا۔ اس نے ایسٹ انڈیا کمپنی کے کتب خانہ کو دیا اب انڈیا آفس کے کتب خانہ میں ہے اس کے ۱۸۱ صفحات ہیں فی صفحہ ۱۶ سطریں ہیں۔

مصحف امام :

یہ وہ قرآن حکیم ہے جو حضرت عثمان غنیؓ کا ذاتی مصحف تھا۔ شہادت کے وقت آپ اسی کی تلاوت فرما رہے تھے۔ شہادت کے بعد یہ آپ کے صاحبزادے حضرت خالد بن عثمانؓ کے پاس رہا۔ بعد ازاں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ کے پاس پہنچا۔ امام ابو عبید قاسم بن سلامؒ نے بھی اس کی زیارت کی ہے۔ ابن بطوطہ (م ۷۷۹ھ) نے بھی اسی کو دیکھنے کا دعویٰ کیا ہے۔ اس نے یہ مصحف بصرہ میں ملاحظہ فرمایا۔ یاد رہے کہ ابن بطوطہ نے مصحف شامی کی بھی دمشق میں زیارت کی ہے۔ علامہ جزری (م ۸۳۳ھ) اپنی تالیف نشر میں فرماتے ہیں کہ میں نے قاہرہ کے مدرسہ فاضلیہ کے کتب خانہ میں اس کی زیارت کی ہے۔ امیر تیمور (م ۸۰۷ھ)۔ بعد ازاں اسے اپنے ہمراہ سمرقند لے گیا۔ بعد میں اس مصحف کو جامع

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبید اللہ الاحرمیں منتقل کیا گیا- پھر ترکستان کے حاکم نے اس کو پیٹرز برگ روس میں منتقل کر دیا- ۱۹۱۷ء میں انقلاب روس کے بعد یہ مصحف ادارہ نظارت دینی کو منتقل کیا گیا- ۱۹۲۳ء میں اسے دوبارہ سمرقند منتقل کیا گیا- اس وقت یہ قرآن ادارہ مشرق شناسی ازبکستان تاشقند میں موجود ہے- اس کی ایک فوٹو کاپی پنجاب لائبریری میں قرآن مرکز میں بھی موجود ہے- لاہور کے عجائب گھر میں راقم نے آج سے تقریباً ۳۰ سال پہلے دیکھی تھی-

آیات وسور قرآن

جمع عثمانی ۲۵ھ میں ہوا امام زرکشی و دیگر علماء نے اجماع نقل کیا ہے کہ ترتیب آیات قرآن توقیفی ہے یعنی حکم الٰہی سے ہوتا ہے ہر آیت کے متعلق حضرت جبرئیلؑ حکم دیتے تھے کہ اس آیت کو فلاں آیت کے ساتھ رکھو- امام احمدؒ نے اپنی مسند میں حضرت عثمان بن العاصؓ سے اسناد حسن کے ساتھ نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل نے مجھے امر کیا کہ اس آیت کو فلاں سورۃ میں رکھو اسی طرح ابوداؤد و ترمذی و نسائی میں ابن عباسؓ سے نقل کیا گیا ہے-

كَانَ اِذنَزَلَ عَلَيْهِ الشَّيْءُ دَعَا بَعْضَ مَنْ كَانَ يَكْتُبُ فَيَقُوْلُ صَفُوْا هٰذِهِ الْاٰيَاتِ فِي السُّوْرَةِ الَّتِيْ يُذْكَرُ فِيْهَا كَذَا وَكَذَا.

یعنی جب حضور ﷺ پر آیات نازل ہوتیں تو کاتب کو بلا کر فرماتے ان آیات کو اس سورۃ جس میں فلاں مضمون ہے شامل کر دو-

ترتیب سور میں راجح قول یہ ہے کہ وہ حکم الٰہی سے ہوئی اور توقیفی ہے امام جلال الدین سیوطیؒ نے کرمانی کی کتاب البرہان سے نقل کیا ہے-

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَرْتِیْبَ السَّوَرِ ھٰکَذَا ھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ فِی اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ عَلٰی ھٰذَا التَّرْتِیْبِ وَ عَلَیْہِ کَانَ صَلَّی اللّٰہُ یَعْرِضُ عَلٰی جِبْرَئِیْلَ کُلَّ سَنَۃٍ.

سورتوں کی ترتیب بھی اسی طرح ہے جس طرح کہ لوح محفوظ میں ہیں اور اسی ترتیب کے ساتھ حضور علیہ السلام جبرئیل کو سناتے تھے اسی طرح امام یحییٰؒ سے بھی منقول ہے کہ امام بیہقیؒ نے المدخل میں بھی لکھا ہے:

کَانَ الْقُرْآنُ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مُرَتَّبًا سُوَرُہٗ وَ اٰیَاتُہٗ عَلٰی ھٰذَا التَّرْتِیْبِ اِلَّا الْبَرَاءَ تَہ وَالْاَ نْفَالَ (الحدیث).

(ابن عطیہ)

ابو جعفر نحاس سے بھی یہی منقول ہے توقیفی ہونے کے ثبوت کے لیے سیوطیؒ نے الاتقان جلد ۲، صفحہ ۶۳ میں حذیفہ ثقفی کی روایت سے حدیث نقل کی ہے جو مسند احمد و سنن ابی داوٗد میں موجود ہے اور ابن رشد کی کتاب المصاحف سے بھی مزید روایت نقل کی ہے امام زرکشی نے برہان میں لکھا ہے کہ جو ترتیب سور کو اجتہادی کہتے ہیں وہ درحقیقت توقیفی مانتے ہیں اور نزاع لفظی ہے کیونکہ توقیف عام ہے قولی ہو یا فعلی بہر حال ذخیرہ حدیث میں قرآن کی اکثر سورتوں کے نام عہد نبوت میں رائج اور معروف تھے جو الاتقان میں مذکور ہیں جو سورت کے توقیفی ہونے کی دلیل ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھا دور نقاط و اعراب

چوتھے دور میں نقطے اور اعراب سے قرآن کریم کو مزین کیا گیا۔

مصاحف عثمانیہ نقطہ و شکل اور اعراب سے خالی تھے کیونکہ اس وقت کے جو لوگ تھے عربی ان کی مادری زبان تھی عربی لکھنے پڑھنے میں انہیں کوئی دقت نہیں ہوتی تھی اور نہ ہی کسی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا تھا حالانکہ اس زمانے میں نحو کے قواعد بھی وضع نہیں کیے گئے تھے نحو کے قواعد حضرت ابو الاسود الدؤلی التابعی البصری جو کہ حضرت عمرؓ و حضرت علیؓ کے شاگرد ہیں نے وضع کیے تھے۔

اور حضرت ابو الاسود ھی نے مصاحف میں لال نقطے لگائے جو کہ اعراب کی جگہ تھے پھر امام خلیل بن احمد النحوی الفراہیدی نے مصاحف میں شد و مد و ہمزہ اور علامت وصل و علامت وسکون کو قائم کیا۔

ہم شکل حروف کو باہم ممتاز کرنے کا رواج ابتدائی دور اسلام میں نہیں تھا خلیفہ عبدالملک بن مروان کی حکومت میں عرب و عجم کا اختلاط ہوا تو پھر عجمی حضرات نے پڑھنے میں زیادہ غلطیاں کیں تب حجاج بن یوسف امیر عراق کے حکم سے نصر بن عاصم اللیثیؒ اور یحییٰ بن یعمر عدوانی نے ہم شکل حروف کو ممتاز کرنے کے لیے ان حروف پر نقطے لگائے اور پورے قرآن کے ایسے حروف کو نقطوں سے منقط کر دیا اور یہ سلسلہ تمام لوگوں میں آج تک اسی طرح چلا آرہا ہے۔ یاد رہے کہ نصر بن عاصم اللیثیؒ اور یحییٰ بن یعمر عدوانی دونوں ابو الاسود الدؤلیؒ کے شاگرد تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن کا رسم الخط

دنیا کی کتابوں میں یہ امتیاز صرف قرآن مجید؎۱ کو حاصل ہے کہ وہ آج ہمارے پاس ٹھیک ان ہی الفاظ میں موجود ہے- جن الفاظ میں نبی آخر الزماں علیہ ﷺ پر نازل ہوا تھا- اور چودہ سو سال؎۲ سے زیادہ کا عرصہ گذرنے پر بھی یہ مقدس کلام ہر قسم کی تحریفات اور حذف و اضافہ سے بالکل پاک ہے-؎۳ یہ میرا چیلنج اور دعویٰ ہی نہیں تاریخ کی کھلی شہادت اس پر ثبت ہے کہ اس کا حرف حرف متواتر و محفوظ چلا آرہا ہے-

قرآن کی اس غایت درجہ حفاظت کا ایک سبب تو اللہ تعالیٰ کا وہ

؎۱ بل ھو قرآنٌ مجیدٌ فی لوحٍ محفوظ (سورۂ بروج ۲۱، ۲۲) یہ قرآن عظیم الشان ہے لوح محفوظ میں (لکھا ہوا)

؎۲ قرآن کا نزول ہجرت مدینہ سے ۱۳ سال قبل مکہ میں شروع ہوا تھا- مطابق ۶۱۰ء

؎۳ قرآن کے علاوہ جو آسمانی کتابیں آج پائی جاتی ہیں- مثلاً تورات، انجیل وغیرہ ان کے بارے میں قطعی ثابت نہیں ہوتا کہ مکمل طور پر یہ وہی کتابیں ہیں جو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھیں- البتہ کہیں کہیں بعض حصے ان کے ایسے ہیں، جو قرآن کے ارشادات کی روشنی میں "الہامی" معلوم ہوتے ہیں- ورنہ جو کتابیں موجود ہیں ان کی تاریخ تدوین کے مطالعہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ (ا) محض لوگوں کی یادداشت پر مرتب ہوئیں- (ب) جس رسول پر نازل ہوئی تھیں اس کے وصال کے بعد قید تحریر میں آئیں (ج) سینکڑوں حوادث کا شکار ہوئیں اور (د) اصل مفقود ہے- ترجمہ در ترجمہ ہوتی ہوئی پہنچیں- اسی وجہ سے ان کے مسلوں میں سخت اختلافات ہیں-

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وعدہ ؎۴ ہے- جو اس نے خصوصیت سے اس کتاب کے لیے کیا ہے- علاوہ ازیں اللہ تعالی کی رہنمائی کے سائے میں رسول اللہؐ نے اس کتاب کی حفاظت، جمع اور تدوین کے سلسلے میں جو کوششیں اور انتظامات ؎۵ فرمائے- وہ اس کا دوسرا سبب ہیں-

عام طور پر کسی علم یا کلام کی حفاظت کے تین طریقے ہو سکتے ہیں- ایک حفظ یعنی کلام کو بجنسہ اپنے اصل الفاظ کے ساتھ دل و دماغ میں محفوظ کر لینا، دوسرا تعامل یعنی اس کلام یا علم کے مطابق عملاً زندگی کو ڈھال لیا جائے- اور تیسرا کتابت ہے- یعنی اس کلام کو کسی چیز پر عبارت میں محصور کر دیا جائے- قرآن کو تینوں طریقوں سے محفوظ کیا گیا ہے- اسے حفظ بھی کیا گیا- اس کے مطابق نبی کریم ﷺ اور صحابہؓ نے اپنی زندگیوں کو اس طرح ڈھالا کہ وہ قرآن کے چلتے پھرتے زندہ نسخے تھے- ؎۶ اور اس تعامل کے ساتھ ساتھ اس کی کتابت بھی ہوئی- لیکن

؎۴ الٓرا- تلک اٰیت الکتابِ و قران مبین.......... انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحفظون (حجر ۱، ۹) ا- ل- ر یہ آیات ہیں کتاب الہی اور قرآن مبین کی .... یہ ذکر (قرآن) تو اس کو ہم نے نازل کیا ہے اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں-

؎۵ انتظامات کے سلسلے میں کاتبان وحی کی تعداد (یعنی تقریباً چالیس) لکھنے کے لیے بہترین اشیاء (مثلاً لخاف، عیف، کتف، رق وغیرہ) کا استعمال اور قرآن کے بار بار پڑھنے (دور) اور حفظ کی ترغیب قابل ذکر ہے-

؎۶ وقال معمر عن قتادة سئلت عائشة عن خلق رسول الله ﷺ قالت کان خلقه القران تقول کما هو فی القران- (معمر نے قتادہؓ سے روایت کی کہ حضرت عائشہؓ سے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں دریافت کیا گیا- تو انہوں نے فرمایا کہ ان کا اخلاق تو سر تاپا قرآن ہے- مطلب یہ ہے کہ جس طرح قرآن میں (لفظاً) ہے اسی طرح (عملاً ان کی زندگی میں ہے-) (تفسیر ابن کثیر)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ تینوں میں "سماع اور تلقی" اصل ہے۔ اور اعتماد و اعتبار اسی کو حاصل ہے۔ قرآن اول دن سے سماع اور تلقی پر موقوف ہے۔ اگر کتابت ؁۷ نہ ہوتی تب بھی قرآن تواتر ؁۸ کے ساتھ منقول و محفوظ ہوتا ہاں غایت درجہ کی حفاظت کے لیے کتابت کا اہتمام بھی ہو گیا۔

کتابت قرآن کے ضمن میں ایک پیچیدہ مسئلہ "رسم الخط" کا ہے۔ یعنی ہم یہ معلوم کریں کہ حضور ﷺ نے کس رسم الخط میں قرآن کی کتابت کرائی اور آج قرآن جس مکتوب شکل میں ہمارے سامنے موجود ہے۔ وہ کتابت کے دائرہ میں کن کن مراحل سے گذر کر ہم تک پہنچا ہے۔

؁۷ کتابت کے ضمن میں فی زمانہ یہ غلط فہمی عام ہے کہ کسی علم کو محفوظ کرنے کا مستند ترین ذریعہ کتابت ہے۔ حالانکہ در حقیقت محض کتابت کی صورت میں کسی چیز کا آجانا اس بات کی قطعاً ضمانت نہیں ہے کہ وہ چیز ہر نقص سے پاک اور محفوظ ہے۔ حفاظت کا ایک بہ اذریعہ ضرور ہے لیکن واحد اور مستند ترین نہیں۔ اس مسئلہ پر مولانا مناظر احسن گیلانی ؒ نے بڑی مفصل بحث کی ہے۔ ملاحظہ ہو ان کی کتاب تدوین حدیث۔

؁۸ قرآن کی حفاظت اور اس کا شک و شبہ سے بالاتر ہونے میں فی الحقیقت "تواتر" کا سب سے زیادہ حصہ ہے۔ اور قرآن کے وجوہ اعجاز میں سے ایک اہم ترین وجہ یہی تواتر ہے۔ مزید برآں تواتر اپنی تمام اقسام و اشکال اور اپنی پوری شان سے موجود ہے۔ یہ تواتر ہمہ جہتی ہے۔ یعنی تواتر مکانی بھی موجود ہے کہ دنیا کے ہر گوشہ میں متواتر رہا اور ہے۔ اس میں تواتر زمانی بھی ہے۔ یعنی ہر زمانے میں متواتر رہا اور ہے۔ اس میں تواتر منسوب الیہ بھی پایا جاتا ہے کہ جس ذات اقدس (محمد ﷺ) کی طرف اس کی نسبت ہے وہ ذات بھی متواتر ہے۔ اس میں تواتر منسوب بھی ہے یعنی قرآن کا رسول ؐ کی طرف منسوب ہونا بھی متواتر ہے۔ تواتر نسبت بھی موجود ہے یعنی منسوب و منسوب الیہ کے درمیان کا تعلق اور علاقہ اور اس میں تواتر جزو وکل بھی ہے۔ یعنی جس طرح قرآن مجموعی حیثیت سے متواتر ہے۔ اسی طرح اس کا ایک ایک لفظ ایک ایک نقطہ بلکہ ایک ایک شوشہ تک متواتر ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخ کتابت

خط کا آغاز کب اور کیسے ہوا۔اور مختلف رسم الخط کس طرح وجود میں آگئے۔یہ ایک علیحدہ بحث ہے۔اس کی ایک مستقل تاریخ ہے جو بہت پرانی اور دلچسپ ہے۔ لیکن یہاں یہ موقع نہیں ہے کہ خط کی اس طویل داستان کو دہرایا جائے۔کیونکہ بالفعل زیر بحث مسئلہ قرآنی رسم الخط کا ہے۔البتہ تاریخ کے بعض ان اشارات کا تذکرہ ناگزیر ہے جن کے بغیر ہم اصل موضوع تک نہیں پہنچ سکتے۔

تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مجملاً قرآن کا رسم الخط "عربی" خط سے ماخوذ ہے۔کہا جاتا ہے کہ اس خط کو سب سے پہلے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے ایجاد کیا تھا۔ ؎۹ اور نبطی، حمیری، کوفی وغیرہ دراصل اسی کی مختلف شاخیں اور اصلاح یافتہ شکلیں ہیں۔ ؎۱۰ اس بیان کے مطابق حضرت اسماعیلؑ کے پڑپوتے نبط بن حمل ؎۱۱ نے خط عربی میں اصلاح کر کے جس خط کو باقی رکھا۔اس کا نام نبطی

؎۹ المحکم فی نقط المصاحف۔دانی۔ص ۲۵۔ابن ندیم نے خط عربی کی ایجاد کے سلسلے میں مختلف اقوال نقل کئے ہیں۔ایک ہشام کلبی کی روایت ہے جس میں عرب عاربہ کے ۱۶ اشخاص کو موجد قرار دیا گیا ہے۔دوسری روایت کعب سے ہے جس میں عربی و فارسی اور دیگر خطوط کی ایجاد کو حضرت آدم علیہ السلام سے منسوب کیا گیا ہے۔ تیسرا قول ابن عباسؓ کا ہے۔کہ یہ قبیلہ بولان کے تین آدمیوں کی ایجاد ہے جو انبار میں رہتے تھے۔ایک قول حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں ہے۔اس کے علاوہ متعدد اقوال اور بھی نقل کئے ہیں۔تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔ الفہرست لابن ندیم

؎۱۰ اور یہی قول قرین قیاس بھی ہے۔کیونکہ یہ سب قومیں سام بن نوح کی اولاد کہی جاتی ہیں۔

؎۱۱ نبایوط یا نبط وغیرہ کی تحقیق کے لیے ملاحظہ ہو ارض القرآن ج ۲، ص ۵۶ تا ۵۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا- اہل معین ؂۱۲ نے نبطی میں اصلاح کی وہ جزم کہلایا- جزم کو اہل سبا نے مزید ترقی دی وہ مسند حمیری ؂۱۳ بن گیا- اسی میں بنی ہاشم کے ایک شخص قیر ابن موز نے اصلاح کی اس وجہ سے وہ "قیر اموز" مشہور ہوا- بعد میں اہل عراق نے اس میں اصلاح کر کے اسے کوفی بنالیا- ؂۱۴

ایک دوسری روایت کے مطابق عربی خط کا سلسلہ نسب فنیقی خط سے جا کر ملتا ہے- جب فنیقی خط کا زوال ہوا تو غلبہ آرامی خط کو حاصل ہوا- آرامی خط میں غالباً سب سے پہلے حروف کو ملا کر لکھنے کی کوشش کی گئی تھی- عبرانی، نبطی، سریانی، سینائی اور عربی اسی آرامی خط کی شاخیں ہیں- ان خطوط کے چند نمونے درج ذیل ہیں: ؂۱۵

؂۱۲ معین ایک آبادی اور شہر کا نام تھا- جو یمن میں واقع تھا اس کا وجود دوسری صدی ہجری تک باقی تھا- یہ شہر کسی زمانہ میں حکومت یمن کا مستقر تھا- اس کے مشرق میں حضر موت اور جنوب مغرب میں سبا (موجودہ صفاء) واقع تھا- اہل معین کے بعد سبا اس کے مالک بنے- (ارض القرآن ج ۱ ص ۲۰۴ تا ۲۰۷)

؂۱۳ حمیر یا سباء کا طبقہ ثالثہ ورابعہ (از ۱۱۵ ق م ت ۵۲۵ء) حمیر سبا سے کوئی الگ شے نہیں ہے صرف خاندان اور محل حکومت کا فرق ہے- حمیر سبا کے جانشین فرزند کا نام تھا- حمیر مغربی یمن میں بحر احمر و بحر عرب کے متصل آباد تھے- سبا کی تباہی و تفرق کے بعد حمیر نے مآرب تک اپنی حکومت کو وسعت دی- آخری حمیری بادشاہ ذونواس (۵۲۵ء) تھا- (ارض القرآن ج ۱- ص ۲۷۳ تا ۲۷۶)

؂۱۴ ملاحظہ ہو، مضمون بعنوان "کتابت قرآن مجید" ماہنامہ خاتون پاکستان قرآن نمبر بابت ۱۳۸۴ھ ص ۲۳ از مولانا ظہور الحسن ناظم سیوہاروی، تاریخ القرآن- از عبدالصمد صارم- ص ۲۹ نیز فہرست ابن ندیم ص ۱۳ تا ۱۵-

؂۱۵ یہ روایت (ص ۱۹۰، ۱۹۴، ۱۹۵) اور خطوط کے یہ نمونے کتاب "فن تحریر کی تاریخ" سے ماخوذ ہیں- مصنفہ محمد اسحاق صدیقی علی گڑھ- ۱۹۶۲ء (شکل نمبر ۱۰۸ ص ۱۵۸ نیز شکل نمبر ۱۳۲ ص ۲۰۴)-

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فنیقی

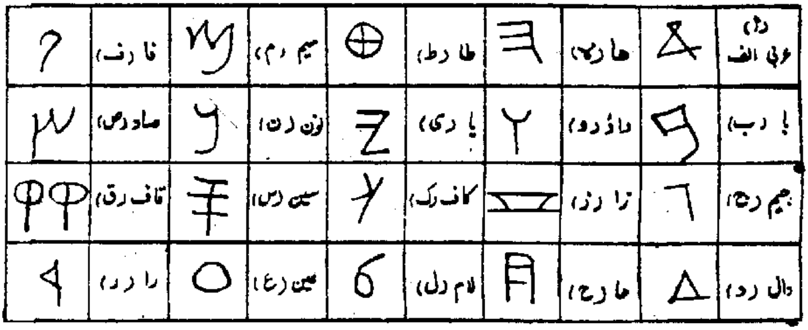

آرامی ؂۱۶

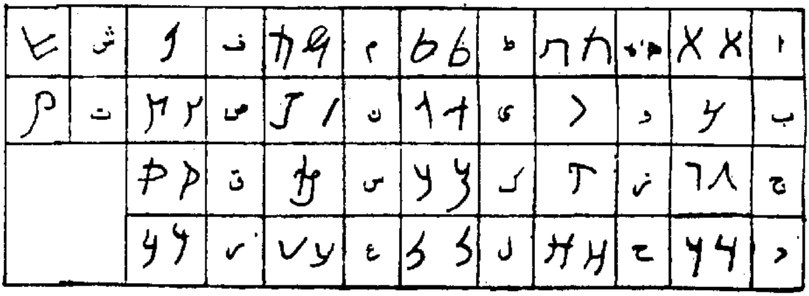

؂۱۶ آرامی خط میں زمانہ اور مقام کے اعتبار سے تفاوت رہا ہے- نینویٰ' سترابی' مصر' یروشلم اور تدمیر (یاتدمر) میں بالترتیب' ساتویں صدی ق- م' چوتھی اور پانچویں صدی ق م- تیسری اور چوتھی صدی ق م' دوسری صدی ق م' پہلی صدی ق م' اور پہلی صدی عیسوی کے حروف میں معمولی معمولی فرق پایا جاتا ہے- ہم نے مثال میں مصر کے دوسری صدی قبل مسیح والے خط کی نقل دی ہے-(فن تحریر کی تاریخ--- شکل نمبر ۱۳۲' ص ۲۰۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

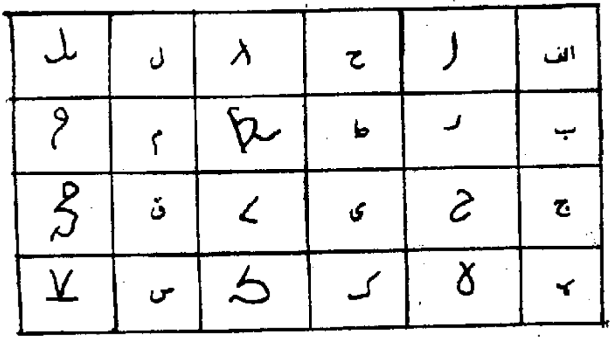

نبطی ۔ ۱۷

۱۷ ـ نبطی خط بھی زمانے اور مقام کے اعتبار سے بدلتا رہا ہے۔ ہم نے مثال میں جو شکلیں پیش کی ہیں زیادہ تر حجر میں پہلی سے تیسری صدی عیسوی تک کے زمانے کی ہیں۔ (ایضاً) خط نبطی کی عبارت کا ایک نمونہ درج ذیل ہے۔

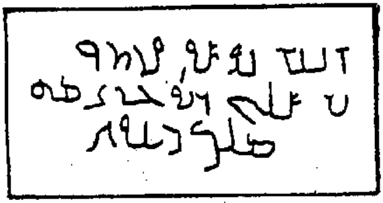

یہ دراصل ایک مزار کی لوح ہے، جس میں خط نبطی میں عبارتیں کندہ ہیں۔ تین سطریں ہیں جنہیں بائیں سے دائیں (انگریزی کی طرح) پڑھا جاتا ہے۔ پہلی سطر میں جو عبارت ہے (دنا نفشو فشرد) اس کے معنی ہیں یہ فشرد کی قبر ہے۔ دوسری سطر کی عبارت (بشالي را بوجدت) کا مطلب ہے۔ بیٹا بشالی' راب بوڑھا' تیسری سطر (مالك تنوخ) میں ہے شاہِ تنوخ۔

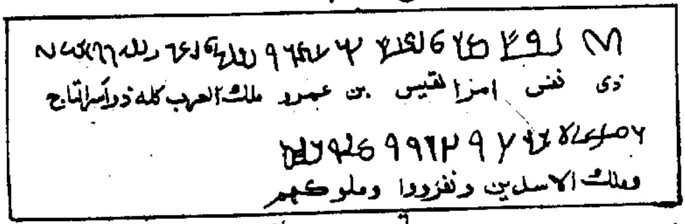

یہ بھی ایک مزار کا کتبہ ہے جو امراء القیس ابن عمرو (لخمی بادشاہ ۳۲۸ ق م) کی قبر پر لگا ہوا ہے۔ (ماخوذ اسلامک ریویو۔ ووکنگ۔ ۶۲ مئی ص ۱۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوفی [۱۸]

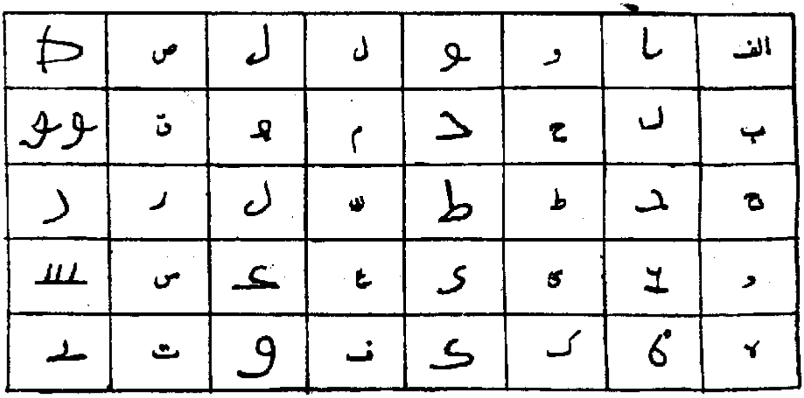

کتبات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عربوں نے تیسری صدی عیسوی میں نبطی رسم الخط اختیار کر لیا تھا- اور چوتھی یا پانچویں صدی عیسوی میں اس خط میں تغیر و

۱۸ـ ساتویں صدی عیسوی میں سنگی کتبوں پر جس طرح کی اشکال ملتی ہیں ان میں سے یہ منتخب شدہ ہیں- یہاں لفظ کوفی کے استعمال سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اس کا نام "کوفی" کیسے ہو سکتا ہے؟ کیونکہ کوفہ تو ظہور اسلام کے بہت بعد میں آباد ہوا- یہاں مطلب یہ ہے کہ یہ وہی خط ہے جسے بعد میں کوفہ کے صاحبان فن نے ترقی دی- اور چونکہ کوفہ سے مخصوص ہو گیا- اس بناء پر ماہرین نے دوسرے خطوط سے ممتاز و ممیز کرنے کے لیے اس کو خط کوفی کہہ دیا- اوپر جس خط کوفی کی طرف اشارہ ہے- یہ دراصل وہ خط ہے جسے ایک قول کے مطابق اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے ایک شخص ہمیسع نے خط حیری میں اصلاح کر کے ۵۰۰ ق-م میں بنایا تھا اور حیرہ و کوفہ کا تعلق بالکل واضح ہے)(فن تحریر کی تاریخ ص ۲۰۴' خاتون پاکستان- قرآن نمبر ص ۳۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تبدل کر کے بڑی حد تک انفرادیت پیدا کر لی تھی--۱۹ کیا ہم اس منفرد خط کو خالص "عربی خط" کا نام نہیں دے سکتے-؟

آخر میں "السنہ امم" کے سلسلے میں مولانا سید سلیمان ندوی صاحب کی تحقیق کا تذکرہ بھی بے محل نہ ہو گا ان کے بیان کا خلاصہ یہ ہے :

"جغرافیائی حیثیت سے سامی زبانیں تین مرکزوں پر منقسم ہوتی ہیں- عربی' بابلی اور شامی ان میں سے ہر ایک کی متعدد شاخیں ہیں-

۱- عربی : آرامی' ثمودی' مدیانی' نبطی' سبائی' حمیری' حبشی وغیرہ-

۲- بابلی : آرامی' کلدانی' سریانی

۳- شامی : آرامی' فنیقی' عبرانی' تدمری-

جس زمانے میں یہ تمام قومیں صرف ایک خاندان یا قبیلہ تھا- ظاہر ہے کہ ان کی کوئی مشترک زبان ہو گی- جس کا نام "سامی" رکھتے ہیں- سینکڑوں' ہزاروں برس کے بعد جب یہ ایک خاندان سینکڑوں قبائل اور یہ قبائل مختلف قوموں میں منقسم ہو گئے تو آب و ہوا' خصائص و عادات' رسوم و عوائد' مذاہب' اخلاق اور دیگر ضروریات کے اختلاف سے بنو سام کی مادری زبان سے مختلف زبانیں نمودار ہو گئیں- لغویین میں اختلاف ہے کہ ان میں سب سے پہلی زبان کون سی ہے-

بنو سام کا اصل مسکن عرب تھا اس لیے اصل سامی زبان کا جو کچھ بھی نام ہو' لیکن جغرافیائی اور ملکی حیثیت سے اس کا نام "عربی"--۲۰ ہی ہو گا- پھر سامی قبائل میں سب سے پہلا نامور اور ممتاز قبیلہ بنو ارم پیدا ہوا- اس بناء پر عربی زبان

۱۹-- فن تحریر کی تاریخ- ص ۲۰۳

۲۰-- یہاں ایک شبہ واقع ہوتا ہے اسے دور کر لینا چاہیے عربی زبان سے بعینہ وہ زبان مراد نہیں ہے جو ظہور اسلام کے وقت بولی جاتی تھی اور اب تک محفوظ ہے-

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی پہلی شاخ آرامی ہو گی۔ آرامی قبائل جس جس ملک میں جا کر بس گئے ان کے انتساب سے بعد کو ان کا الگ الگ نام پڑا۔ اس بیان کے مطابق آل و سام کی قدیم ترین زبان کو ملکی حیثیت سے عربی اور قومی حیثیت سے آرامی کہنا چاہیے۔

عرب کی دو بڑی قسمیں ہیں۔ ان میں باہم متعدد امور میں امتیاز اور تفریق ہے۔ اہل عرب اس کی قومی تقسیم کرتے ہیں یعنی بنو قحطان اور بنو اسماعیل۔ اور علمائے یورپ نے اس کی جغرافیائی حدبندی کی ہے۔ یعنی جنوبی اور شمالی۔ بنو قحطان جنوبی عرب کے باشندے ہیں۔ اور بنو اسماعیل کا مسکن شمالی عرب ہے۔ عربی زبان بھی ان دو شاخوں میں منقسم نظر آتی ہے۔ شمالی (اسماعیلی) اور جنوبی (قحطانی) جنوبی عربی کی قسمیں یہ ہیں۔ سبائی، حمیری، حضر موتی، مہری، حبشی، وغیرہ۔ ان میں سے سبائی زبان تو بہت پہلے مردہ ہو چکی تھی۔ بقیہ زبانیں ظہور اسلام تک بولی جاتی تھیں۔ شمالی زبانوں کے حدود، تدمیر (شام کے قریب) اور حیرہ (عراق کے قریب) سے شروع ہوتے ہیں۔ ان کی شاخیں ہیں۔ تدمیری، نبطی، حجازی۔ ان میں بھی الفاظ، حروف و معانی اور قواعد کا باہم فرق ہے۔ دو پہلی زبانوں میں آرامی کا اثر زیادہ نمایاں ہے۔ تدمری قرآن کی عربی زبان سے الفاظ میں بہت مغائر ہے بلکہ عبرانی کے قریب قریب ہے۔" [۲۱]

ظہور اسلام کے وقت عربوں میں کون سا خط رائج تھا؟

ماہرین السنہ اور مورخین کے بیان کے مطابق ظہور اسلام کے وقت عرب میں خط حیری یعنی خط انباری رائج تھا۔

كان الخط الذى يكتب به ظہور اسلام کے وقت اہل عرب

---

[۲۱] ارض القرآن ج ۲۔ ص ۱۲۹ تا ۱۴۱۔ ملخصاً۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

العرب فی مبدأ ظهور الاسلام هو الخط الانباری الحیری المسمّٰی بعد انتقاله الی الحجاز بالحجازی—۲۲

جس خط میں لکھتے تھے وہ انباری یعنی حیری تھا- جو حجاز میں منتقل ہو جانے کے بعد حجازی خط کے نام سے موسوم ہوا-

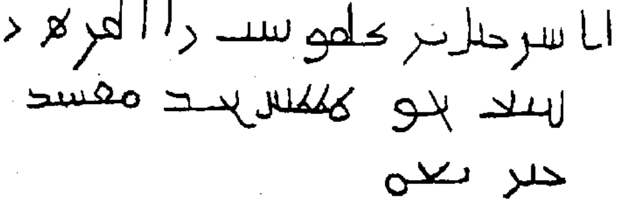

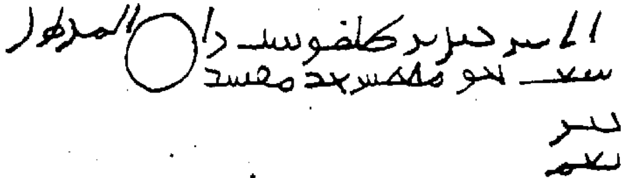

حیرہ ۲۳ اور انبار ۲۴ عراق کے دو مشہور مقامات ہیں :

---

۲۲ کتاب الوسیط فی الادب العربی وتاریخہ-

۲۳ حیرہ کوفہ سے صرف تین میل کے فاصلہ پر تھا (جسے اب نجف کہتے ہیں) یہ جاہلیت میں بخت نصر کے زمانے سے ملوک عرب کا مسکن رہا- پھر نعتوں نے اس پر قبضہ کیا- کہا جاتا ہے کہ تبع اکبر (تبع قبیلہ حمیر کے بادشاہوں کا لقب تھا- یہ لوگ قوم سبا کی ایک شاخ سے تعلق رکھتے تھے- (۱۱۵ ق-م) میں ان کو سبا کے ملک پر غلبہ حاصل ہوا اور ۳۰۰ء تک یہ حکمران رہے- (تفہیم القرآن- مولانا مودودیؒ ج ۴ ص ۵۶۹) نے جب خراسان کا رخ کیا تو فوج کے ایک حصہ کو اس مقام پر چھوڑ دیا- اور ان سے کہا کہ اس جگہ قیام کرو- دوسری روایت کے مطابق اسے اس لیے حیرہ کہا جاتا ہے کہ جب تبع کے لوگ اپنے لشکر سمیت یہاں آئے تو حیرہ کے مقام پر پہنچ کر اپنا راستہ بھول گئے اور حیران و سرگرداں ہوئے اس بنا پر اس کا نام حیرہ ہوا- (بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(گذشتہ سے پیوستہ حواشی ۲۳)

حیرہ کی بنیاد بخت نصر نے نجف کے قریب رکھی-اس میں قلعے اور فصیل وغیرہ تعمیر کی اور سارے شہروں سے عرب تاجروں کو بلا کر آباد کیا-بخت نصر کے بعد اہل حیرہ اہل انبار سے ضم ہو گئے-اور حیرہ انتہائی خراب وخستہ حالت میں بہت عرصہ تک پڑا رہا-یہاں کے عرب قبائل مختلف علاقوں میں منتشر ہو گئے-بہت سے قبائل کے لوگ سائے' بالوں کے خیموں' اور پانی کی تلاش میں انبار و حیرہ کے درمیان فروکش ہو گئے- جنہیں "عرب ضاحیۃ" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے-اہل حیرہ تین اقسام (اصناف) میں بٹے ہوئے تھے-ایک حصہ کو "تنوخ" کہتے تھے یہ وہ لوگ تھے جو سایہ اور بالوں کے خیموں کی تلاش میں فرات کے مغربی کنارے پر (حیرہ اور انبار کے درمیان) مسکن نشین ہو گئے تھے-دوسرے حصہ کو "عبّاد" کہا جاتا ہے-یہ وہ لوگ تھے جو حیرہ میں رہتے تھے-ان کے متفرق قبائل تھے جو اپنے ملوک کی عبادت کرتے تھے اور وہاں رہ پڑے تھے-اور تیسرے حصہ کو "احلاف" کہتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو اہل حیرہ سے ملے اور وہاں ٹھہر گئے-یہ نہ تو تنوخ تھے نہ عباد-اور اردشیر کے مطیع تھے- (معجم البلدان ج ۲'ص ۳۳۱)

حیرہ عربوں کی "لخمی سلطنت" کا پایہ تخت تھا-اسے ۳۰۰ء میں آباد کیا گیا تھا- علمی طور پر ساسانیوں کے زیر اثر تھا-لخمیوں کی سلطنت وادی فرات اور خلیج فارس کے بالائی حصہ تک پھیلی ہوئی تھی- اور اس کی حیثیت عرب و فارس کے درمیان ایک "فاضل ریاست" Buffer State کی تھی-(انسائیکلوپیڈیا-ج ۱۱ص ۵۸۷)

حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں حضرت خالد بن ولیدؓ نے ربیع الاول ۱۲ھ میں اسے فتح کیا-اس زمانے میں حیرہ کا مرزبان (حاکم) ایک ایرانی آزاذبہ تھا-اور اس وقت سے ۲۵ سال پیشتر عراقی عربوں کا یہ دارالحکومت اپنی پہلی شان و شوکت سے محروم ہو چکا تھا- (صدیق اکبر مؤلفہ سعید اکبر آبادی-ص ۲۵۴)

حیرہ کی فتح سے بیرونی دنیا میں مسلمانوں کا پہلا قدم نکلا- یہیں حضرت خالدؓ نے تقریباً ایک سال تک قیام کیا-اسے اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا-فی الحقیقت حدود عرب سے باہر یہ مسلمانوں کا پہلا پایہ تخت تھا-(خلافت عروج انحطاط اور زوال سر ولیم میور- ص ۵۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس وقت عرب میں جو حیری وانباری خط رائج تھا دراصل اسے اہل مکہ نے اہل حیرہ وانبار سے سیکھا تھا- اور ہمارے نزدیک غالباً اسی کو بعد میں کوفی کہا گیا- یہی وجہ ہے کہ بعض ماہرین انباری یا حیری کے بجائے یہ کہتے ہیں کہ ظہور اسلام کے وقت خط کوفی رائج تھا- اس کی بڑی دلیل یہ ہے کہ ۶ ھ میں نبی اکرم ﷺ نے جو تبلیغی خطوط مختلف حکمرانوں کو ارسال فرمائے تھے ان میں سے کافی خطوط اس وقت تک دستیاب ہو چکے ہیں- وہ واضح طور پر یہ ثابت کرتے ہیں کہ یہ خطوط

ص ۲۴ (گذشتہ سے پیوستہ) انبار- فرات کا ایک برباد شدہ شہر- بغداد سے ۴۰ میل کے فاصلہ پر نہر تخللروی کے بالکل جنوب میں واقع تھا- ایک دفعہ اجڑ کر ۳۵۰ء میں دوبارہ ایرانی شہنشاہ کے ہاتھوں آباد ہوا- عیسائیوں اور یہودیوں کا گڑھ بھی رہا ہے- بغداد کی تعمیر سے پہلے تک انبار جسے سفاح نے "ہاشمیہ" کا نام دے دیا تھا' عباسی خلافت کا مستقر اور مرکز رہا ہے- (انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا- ج ۱ ص ۸۸۶)

اس کو سب سے پہلے سابورین ہرمز ذوالاکتاف نے آباد کیا- اس کی تجدید ابوالعباس السفاح خلیفہ اول- بنو عباس نے کی- اس میں قصور و محلات تعمیر کئے- اور اپنی موت تک وہیں مقیم رہا-

کہا جاتا ہے کہ اس کو انبار کہنے کی وجہ یہ ہے کہ جب بخت نصر نے عرب کے ان لوگوں کو تاخت و تاراج کیا جن کا کوئی اخلاق اور کوئی کردار نہ تھا تو قیدیوں کو وہاں (انبار میں) رکھا- یہ بھی کہا گیا ہے کہ انبار بابل کی حد تھی اور چونکہ وہاں جو "گندم" اور اینٹوں وغیرہ کے انبار لگے رہتے تھے اس لیے اسے "انبار" کہا جانے لگا- اور اکاسرہ اپنے ملازموں کو غلہ یہیں سے فراہم کیا کرتے تھے- (معجم البلدان- یاقوت حموی ج ۱ ص ۲۵۸)

یہ شہر بھی حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں حضرت خالدؓ کے ذریعہ مسلمانوں کے قبضہ میں آیا- (صدیق اکبرؓ ص ۲۵۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صریحاً خط کوفی میں لکھے ہوئے تھے۔ ایک نمونہ درج ذیل ہے۔ ۲۵ـ

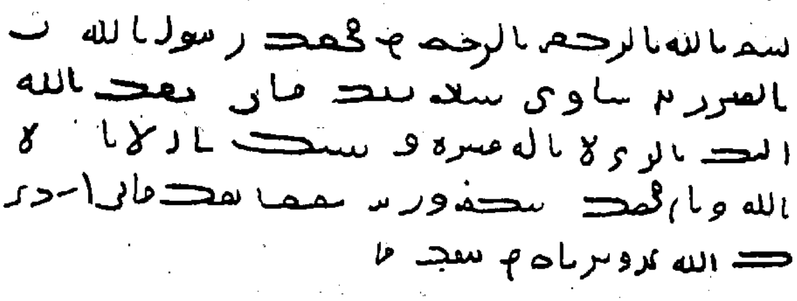

بسم الله الرحمن الرحيم من محمد رسول الله الى المنذر بن ساوى سلام عليك- فانى حمد الله اليك الذى لا اله الا غيره واشهد ان لا اله الا الله وان محمدا عبده و رسوله- امابعد- فانى اذكرك الله عزوجل فانه من ينصح نا ....

۲۵ـ ایسے خطوط کی تعداد تو دوڈھائی سو ہے جو آنحضرت ﷺ نے مختلف قبائلی شیوخ، صوبہ جاتی افسروں اور ہمسایہ حکمرانوں کے نام تحریر فرمائے تھے۔ لیکن ان میں سے بعض خطوط کے عکس جو شائع ہو چکے ہیں یہ ہیں:

(۱) مکتوب نبویؐ بنام نجاشی
(۲) مکتوب نبویؐ بنام منذر
(۳) مکتوب نبویؐ بنام مقوقس نمبر ۱
(۴) مکتوب نبویؐ بنام مقوقس نمبر ۲

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

؎ ۲۶ علاوہ ازیں حیرہ' انبار اور کوفہ ؎ ۲۷ (جو بعد میں آباد ہوا) تینوں

؎ ۲۶ متن میں دیا ہوا نمونہ اور حاشیہ نمبر ۲۵ کی تفصیل ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی کتاب "رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی" سے ماخوذ ہے- ملاحظہ ہو (ص ۱۰۶ تا ۱۶۸)

؎ ۲۷ کوفہ- عراق میں سرزمین بابل کا مشہور شہر ہے چونکہ یہاں کے لوگ جمال رخسار رکھتے تھے- اس بنا پر اس کا نام کوفہ ہوا- یہ بھی کہا گیا ہے کہ کوفہ کو کوفہ لوگوں کے اجتماع کی وجہ سے کہا گیا جیسے کہتے ہیں کہ قد تکوف الرمل یعنی ریت کے ذرات جمع ہو گئے- ایک قول کے مطابق یہ کوفان سے بنا ہے کہ لوگ بلاء و شر کے درمیان تھے- ایک روایت یہ ہے کہ چونکہ کوفہ شہروں کا ایک ٹکڑا ہے اس لیے کوفہ کہا گیا- جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ قد اعطیت فلانًا کیفیةً ای قطعة. ۱۸ھ میں حضرت عمر بن الخطابؓ کے زمانے میں آباد ہوا- (بصرہ کے بعد) (معجم البلدان ج ۴ ص ۴۹۰-)

کوفہ کو ابتداً ایک چھاؤنی (فوجی علاقہ) کے طور پر آباد کیا گیا تھا- حضرت علیؓ کے زمانے میں اس نے اسلامی ریاست کے دارالخلافہ کی حیثیت اختیار کر لی- یہی شہر شیعہ تحریک کا گڑھ رہا- علمی و تمدنی اعتبار سے دسویں صدی عیسوی تک مسلمانوں کا مرکز رہا- (انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ج ۱۳ ص ۵۱۲)

مدائن وغیرہ کی فتح اور بصرہ کے بعد آباد ہوا- زمین کا انتخاب خاص طور پر حضرت سلمانؓ اور حضرت حذیفہؓ نے فرمایا (حضرت عمرؓ کے حکم پر) اسلام سے پہلے نعمان بن منذر کا خاندان جو عراق و عرب کا فرماں روا تھا' ان کا پایہ تخت یہی مقام تھا- اور ان کی مشہور عمارتیں خورق اور سدید وغیرہ اس کے پاس واقع تھیں- منظر نہایت خوش نما اور دریائے فرات سے صرف ڈیڑھ دو میل کا فاصلہ تھا- اہل عرب اس مقام کو خد العذراء (عارض محبوب) کہتے تھے- کیونکہ وہ مختلف قسم کے عربی پھولوں' اقحوان' شقائق' قیصوم' خرامی کا چمن زار تھا- ۱۷ھ میں تعمیر شروع ہوئی- شہر کی وضع اور ساخت کے لیے خود حضرت عمرؓ کا تحریری حکم تھا- یہ شہر حضرت عمرؓ ہی کے زمانے میں اس عظمت و شان کو پہنچا کہ حضرت عمرؓ (بقیہ آئندہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقامات عراق کے اندر ہی تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر واقع ہیں- اور کیا عجب کہ ان تینوں مقامات پر ایک ہی خط متداول ہو اور جسے جگہ کی مناسبت سے مختلف نام دے دیئے گئے ہوں-

جہاں تک مکہ کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں مورخین ~۲۸ کا اجماع ہے کہ مکہ میں سب سے پہلے خط کا تعارف حرب بن امیہ ~۲۹ کے ذریعہ ہوا- حرب بن

(گذشتہ سے پیوستہ) اس کو راس الاسلام فرماتے تھے-

اس شہر کی علمی حیثیت یہ ہے کہ فن نحو کی ابتداء یہیں ہوئی- یعنی ابو الاسود الدوٴلی نے اولنحو کے قواعد یہیں بیٹھ کر منضبط کیے- فقہ حنفی کی بنیاد بھی یہیں سے ہوئی- امام ابو حنیفہؒ نے قاضی ابو یوسف وغیرہ کی شرکت سے فقہ کی جو مجلس قائم کی وہ یہیں قائم کی- حدیث و فقہ اور علوم عربیہ کے بڑے بڑے ائمہ فن یہاں پیدا ہوئے- (الفاروق حصہ دوم)

~۲۸ کلبی کی روایت ہے کہ سرزمین عرب میں سب سے پہلے قبیلہ طے کے چند لوگوں یعنی مرامر بن مرۃ، اسلم بن سدرہ، اور عامر بن جدرہ نے کتابت سیکھی- اور ان کے استاد جمحان بن (موہم) کاتب الوحی ہود علیہ السلام تھے- قبیلہ طے کے لوگوں سے انبار والوں نے اور انباریوں سے آگے چل کر عراق اور حیرہ میں یہ فن عام ہوا- اور یہیں سے بشر اور حرب کے واسطوں سے یہ فن حجاز میں پہنچا- (مناہل العرفان- زرقانی ص ۳۵۵ ج ۱)

~۲۹ حرب بن امیہ بن عبد شمس، حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ کے دادا تھے- حرب نے خط کی تعلیم بشر بن عبد الملک سے پائی تھی- کیونکہ بلاد عراق اور دوسرے مقامات پر تجارت کے سلسلے میں اس کا ساتھ رہتا تھا- رفتہ رفتہ یہ تعلقات اس قدر مستحکم ہو گئے کہ بشر نے مکہ آکر حرب کی لڑکی صہباء سے نکاح بھی (بقیہ آئندہ صفحہ پر) کر لیا- حرب سے خط کو متعدد لوگوں نے سیکھا- ان میں حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ جیسے اکابر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی شامل ہیں- (تاریخ القرآن- کردی ص ۱۱۹) (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امیہ نے خط کو اپنے سفر تجارت کے دوران مختلف لوگوں سے حاصل کیا تھا۔ جن میں سے بشر بن عبدالملک ۳۰۰ خاص ہے۔ پھر اس کے بعد قریش مکہ کے بہت سے لوگوں نے اس کو سیکھ لیا۔

(گذشتہ سے پیوستہ) ایک روایت کے مطابق حرب کا استاد عبداللہ بن جدعان بھی تھا۔ ایک مرتبہ زیاد بن الغم نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے کہا:

اے حضرات قریش! اس کتابت کو کیا تم زمانہ جاہلیت میں بھی جانتے تھے؟

ابن عباسؓ: ہاں۔

زیاد: آپ لوگوں کو کس نے کتابت سکھائی؟

ابن عباسؓ: حرب بن امیہ نے۔

زیاد: حرب بن امیہ کو کس نے سکھائی؟

ابن عباسؓ: عبداللہ بن جدعان نے۔

زیاد: عبداللہ بن جدعان کو کس نے سکھائی؟

ابن عباسؓ: قبیلہ انبار والوں نے۔

زیاد: انباریوں کو کس نے سکھائی؟

ابن عباسؓ: یمنی قبیلہ کندہ کا ایک شخص تھا جو انباریوں میں رہنے لگا تھا۔ اسی نے ان کو کتابت سکھائی۔

زیاد: اس نووارد کندی نے کہاں سے سیکھی؟

ابن عباسؓ: جلجان بن درہم سے جو حضرت ہود علیہ السلام کا کاتب تھا۔ (دانی۔ المحکم فی نقط المصاحف۔ ص ۲۶) تحریر و کتابت کا یہی ماخذ ذرا سے فرق کے ساتھ ابن ابی داؤد نے بھی اپنی کتاب "کتاب المصاحف" میں بیان کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو ص ۴ جزء اول)

۳۰۰ بشر بن عبدالملک دومۃ الجندل کے رئیس اکیدر بن عبدالملک بن عبدالجن الکندی کا بھائی تھا۔ بشر حیرہ آتا رہتا تھا اور وہاں کچھ عرصہ قیام بھی کیا کرتا تھا۔ وہ نصرانی تھا۔ اس نے اہل حیرہ سے "خط عربی" کو سیکھا۔ پھر مکہ آیا اور یہاں کے لوگوں کو سکھایا۔ (بقیہ آئندہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاں تک مدینہ کا تعلق ہے۔اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہاں ماسکہ کے یہودیوں میں سے ایک یہودی تھا جو بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھایا کرتا تھا۔چنانچہ مدینہ میں جب حضور اکرم ﷺ تشریف لے گئے تو دس سے کچھ زائد لوگ اس فن سے متعارف تھے۔ ان ہی میں حضرت زید بن ثابتؓ بھی تھے۔ جنہوں نے آنحضرت ﷺ کے حکم پر عربی اور سریانی دونوں زبانیں بھی بعد میں سیکھ لی تھیں۔ پھر حضور ﷺ کی ہی تحریص وترغیب پر تھوڑی ہی مدت میں مدینہ میں کثرت سے لوگوں نے فن کتابت سیکھ لیا۔اور اس کی خوب اشاعت ہوگئی۔

مکہ اور مدینہ میں خط کی ان تفصیلات کے معلوم ہو جانے کے بعد غالب گمان یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قرآن کی کتابت بھی اسی خط میں کرائی ہوگی جسے بعد میں "خط کوفی" سے موسوم کیا گیا۔اس وقت اسے ممکن ہے خط عربی' یا خط حجازی یا خط حیری کہا جاتا ہو۔ اس بات کے ثبوت میں ہمارے پاس نہ تو ایسی روایت ہے اور نہ ایسے مضبوط دلائل جن کی روشنی میں ہم کوئی بات حتمی طور پر

(گذشتہ سے پیوستہ) اس فن میں وہ بہت ماہر و مشاق تھا۔ (تاریخ القرآن۔ کردی ص ۱۲۰) چنانچہ دومۃ الجندل کا ایک باشندہ قریشیوں کو خطاب کرتے ہوئے اپنی سرزمین کا احسان بیان کرتا ہے:

التجحد واسعماء بشر علیکموا فقد کان میحون النقیبة ازھرا
فاجریتم الاقلام عودًا وُ بذاة وضا ھتموا کتاب کسریٰ و قیصرا

(قریشیو! اشر کے احسانات کے منکر نہ ہو۔وہ بڑی درخشندہ روایت ونسب کا مالک تھا۔ تم نے اپنے سفروں میں اس کے پاس آتے جاتے قلموں میں خوب روانی پیدا کی۔ یہاں تک کہ قیصر وکسریٰ کے میر منشیوں کے مشابہ ہو گئے۔)

بہر حال اسی طرح اشر طائف اور شام وغیرہ متعدد علاقوں میں بھی گیا اور وہاں کے لوگوں کو خط کی تعلیم دی۔(تاریخ القرآن۔کردی۔ص ۱۲۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہہ سکیں- اور نہ ہی آپ کی زیر نگرانی کتابت شدہ قرآن کے اوراق وغیرہ کا کوئی عکس دستیاب ہوا ہے- البتہ بعض ایسے قرائن ضرور پائے جاتے ہیں جن کے پیش نظر درج بالا رائے کا اظہار کیا گیا-

(۱) اس کا ذکر اوپر آ چکا ہے کہ اس وقت وہاں وہی خط متداول تھا اور صحابہؓ نے اسی کو سیکھا تھا- اس لیے اسی خط میں قرآن کی کتابت بھی ہوئی ہو گی-

(۲) دوسرا قرینہ بلکہ ثبوت (جیسا کہ ذکر ہو چکا) یہ ہے کہ آپ کے جن نامہ ہائے مبارک کے عکس ہم تک پہنچ سکے ہیں- وہ صاف طور پر اسی خط میں ہیں جس کو "خط کوفی" کہا جاتا ہے-

(۳) کاتبان وحی صحابہ کرامؓ تھے اور صحابہؓ میں سے اکثر کے متعلق یہ تصریح ملتی ہے کہ انہوں نے اپنے طور پر قرآن کو (اس کے بعض حصوں یا متفرق سورتوں کو) حسب توفیق محفوظ کر رکھا تھا-ے۳۱ بہت سے صحابہ کے ذاتی مصاحف تھے- مثال کے طور پر حضرت علی، حضرت حسن رضی اللہ عنہم کے مصاحف کے بعض ٹکڑے اور ان کے عکس قابل لحاظ ہیں-

ان کو دیکھ کر صاف طور پر اندازہ ہو جاتا ہے کہ وہ "خط کوفی" تھا- حروف کے اشکال اور ادغام و اظہار میں فرق تھوڑا بہت، بد خطی یا خوش خطی کی بنا پر ہو سکتا ہے- اور وہ بالکل فطری ہے-

---

ے۳۱ تاریخ القرآن- صارم- ص ۳۰ بحوالہ تسہیل البیان فی رسم نظم القرآن- ص ۴۹ و فوائد مکیہ ص ۲۸-

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) عام روایات کے مطابق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد مبارک میں قرآن کو لغت قریش (جس میں حضور ﷺ پر نازل ہوا تھا) کے مطابق تحریر کرایا تھا۔ اس سلسلے میں خاص بات یہ ہے کہ آپ نے اسے جس رسم الخط میں تحریر کرایا تھا۔ اس کی پیروی آج بھی جاری ہے اور اس کے خلاف لکھنا جائز نہیں ہے۔ اسی بنا پر امت کا اجماع اور سواد اعظم کا نقطہ نظر یہ ہے کہ قرآن کا رسم الخط توقیفی ہے۔ یعنی ہمیشہ سے وہی ہے جس کے مطابق حضرت عثمانؓ نے تدوین کرائی اور جس میں حضور ﷺ نے بھی تحریر کرایا تھا۔ چنانچہ حضرت زید بن ثابتؓ کے متعلق اس قول سے اسی بات کی تائید ہوتی ہے کہ حضرت عثمانؓ کے زمانے میں کتابت اسی رسم الخط میں ہوئی تھی۔

فکتب تلك المصاحف علی ما استقر علیه فی العرضة الاخیرة عند رسول الله ﷺ عن جبریل علیه الصلوٰة و السلام عن الله تعالیٰ۔ ۳۲

پس انہوں (حضرت زید بن ثابتؓ) نے مصاحف (قرآن) کو (بعہد خلافت عثمانیؓ) اسی رسم الخط میں لکھا۔ جو آخری عرضہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت جبرئیل کے واسطہ سے حضور ﷺ تک پہنچا تھا۔

بعض علماء رسم الخط کے توقیفی ہونے پر متفق نہیں ہیں۔ کچھ علماء اس سے اختلاف بھی رکھتے ہیں۔ توقیفی و غیر توقیفی کی بحث تو بہت طویل ہے ہم مسئلہ کی وضاحت کے لیے اجمالاً کچھ باتیں عرض کریں گے:

اگر ان تمام مباحث کا جائزہ لیا جائے جو رسم الخط کے ذیل میں علوم قرآنی کی

۳۲ مناہل العرفان ص ۳۷۰ ج ۱۔ محمد عبدالعظیم زرقانی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتابوں میں پائی جاتی ہیں تو واضح طور پر تین مذاہب [۳۳] سامنے آتے ہیں :

(ا) ایک مذہب یہ ہے کہ رسم الخط توقیفی یعنی آنحضرت ﷺ کی جانب سے تجویز کردہ تھا۔

(ب) بعض کے نزدیک رسم الخط غیر توقیفی (یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اپنا اختیار کردہ تھا) ہے۔

(ج) بعض کہتے ہیں پہلے توقیفی تھا اب غیر توقیفی ہے۔

ان مذاہب کی کچھ تفصیل معلوم کرنا ناگزیر ہے اس لیے ہم ترتیب سے بیان کریں گے۔

(ا) رسم الخط (رسم عثمانی) توقیفی ہے :

اور اس کی مخالفت جائز نہیں یہی جمہور کا مذہب ہے اس کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں :

(۱) اس کا سکھانے والا خود اللہ تعالیٰ ہے۔ ارشاد ہے عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ○ (جس نے قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا۔ اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جس کا اس کو علم نہ تھا۔ سورۃ العلق آیت ۴، ۵) سورۃ القلم میں ہے : نٓ وَ الْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ (ن۔ قلم کی اور جو (اہل قلم) لکھتے ہیں اس کی قسم۔ آیت ۱ [۳۴])

(۲) یہ (رسم الخط) ان اسماء کے حروف ہیں جو "اسماء" میں داخل ہیں اور ان

---

[۳۳] البرہان فی علوم القرآن۔ زرکشی۔ ج ا۔ ص ۳۷۷۔

[۳۴] البرہان فی علوم القرآن۔ زرکشی۔ ج ا۔ ص ۳۷۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اسماء" میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو سکھادیا تھا۔ ۳۵

(۳) حضور ﷺ کے پاس کاتبان وحی موجود رہتے تھے جو وحی کو فوراً لکھ لیتے تھے۔ کاتبان وحی کے لیے آپؐ نے ایک دستور العمل بھی مقرر کر دیا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپؐ نے حضرت معاویہؓ سے فرمایا:

ألق الدواة' و حرف القلم و انصب الباء وفرق السين ولا تعور الميم و حسن الله ومد الرحمن وجود الرحيم' وضع قلمك على اذنك اليسرى' فانه اذكرلك" (الدیلمی ص ۳۱۴۔ کنزالعمال ج ۱۰۔ الدر المنثور ص ۱۰ ج ۱)	دوات کو صحیح کرو، قلم کی نوک پلک صحیح کرو۔ باء کو نمایاں کرو۔ سین کے دندانوں کو واضح کرو۔ میم کی آنکھ کو خراب نہ ہونے دو۔ اللہ خوبصورت لکھو۔ رحمٰن میں مد بناؤ۔ رحیم کو عمدہ کر کے لکھو۔ قلم کو اپنے بائیں کان پر رکھ لیا کرو۔ اس طریقہ سے تمہیں لکھنے والی بات یاد رہے گی۔

آپؐ کے بعد حضرت ابوبکرؓ آئے تو انہوں نے بھی اسی رسم الخط میں مصحف قلم بند کرایا۔ پھر بعد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اس کے مطابق نسخے تیار کرائے اور دیار و امصار میں بھیج دیئے۔ یہ سلسلہ تبع تابعین تک جاری رہا۔ اور کسی نے نہ تو اس رسم الخط کی مخالفت کی اور نہ اس کا ثبوت مذکور ہے کہ اس کو بدلنے کی فکر کی ہو۔ یہاں تک کہ علوم کی باقاعدہ تدوین ہوئی۔ ان میں نئی نئی شاخیں پیدا ہوئیں لیکن رسم عثمانی اس طرح محفوظ و محترم رہا اور سب اسی کی

۳۵۔ زرقانی ص ۳۰۷ ج ۱، مزید مباحث فی علوم القرآن۔ صبحی الصالح ص ۳۷۵، ۳۷۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیروی کرتے رہے۔۔ ۳۶

(۴) اس رسم الخط کو حضورؐ کے دور میں اختیار کیا گیا اس (مصحف عثمانی) پر بارہ ہزار صحابہ کا اجماع ہوا۔ تمام ائمہ مجتہدین اس پر متفق ہوئے اور مسلمانوں کا عہد تابعین میں ہی اجماع ہوا۔ اور یہ سب کو معلوم ہے کہ رسولؐ کا اتباع واجب ہے صحابہ کی اقتدا لازمی ہے۔ خصوصاً حضرات خلفائے راشدین کی۔۔ ۳۷ اور اس عہد میں اجماع امت واجب الاتباع ہے۔ بہر حال رسم مصحف کے سلسلے میں یہ اجماع اس بات کی کافی دلیل ہے کہ اس سے عدول و تخالف جائز نہیں ہے۔ اور تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کا اتباع کریں۔۔ ۳۸

(۵) حضرت امام مالکؒ سے پوچھا گیا۔ کیا مصحف کو ان حروف ہجاء میں لکھا جا سکتا ہے جو لوگوں نے ایجاد کر لیے ہیں؟ آپؒ نے فرمایا نہیں! ایک اور موقع پر جب یہ دریافت کیا گیا تو فرمایا مصحف کے حروف میں تغیر نہیں کیا جا سکتا مثلاً واؤ اور الف تک کے معاملے میں بھی کہ یہ رسم الخط میں تو زائد ہیں لیکن لفظ میں معدوم ہوتے ہیں جیسے لفظ۔۔ اولوا۔۔ ۳۹

(۶) امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا مصحف عثمانی کے خط کی مخالفت حرام ہے۔۔ ۴۰

۳۶۔ زرقانی ۳۷۰ جلد ۱

۳۷۔ علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین المهدیین من بعدی۔ عضوا علیها بالنواجذ۔

۳۸۔ کردی ص ۱۰۳

۳۹۔ کردی ص ۱۰۳

۴۰۔ کردی ص ۱۰۳ زرقانی ص ۳۷۲ ج ۱

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۷) علامہ نظام الدین نیشا پوریؒ فرماتے ہیں کہ ائمہ کی ایک جماعت کہتی ہے کہ قراء علماء اور اہل کتابت کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس رسم مصحف کا اتباع کریں کیونکہ اسی میں حضرت زید بن ثابتؓ نے کتابت کی تھی جو رسول اللہ ﷺ کے امین اور کاتب وحی تھے۔ ۴۱

(۸) فقہ حنفی کی کتاب المحیط البرہانی میں ہے کہ "امام ابو حنیفہؒ اس بات کو پسند نہیں کرتے تھے کہ مصحف کی کتابت "رسم عثمانی" کے علاوہ کسی اور رسم الخط میں کی جائے۔" ۴۲

(۹) قاضی عیاضؒ نے اپنی کتاب شفا کے آخر میں لکھا ہے اس پر مسلمانوں کا اجماع و اتفاق ہے کہ اس رسم الخط میں قصداً ایک حرف کی بھی کمی یا زیادتی یا تبدیلی کسی دوسرے لفظ کے بدلے میں' یا اس میں کسی حرف کا شامل کرنا' جائز نہیں۔ ۴۳

(۱۰) شیخ عبد الرحمٰن بن القاضی المغربی نے کہا: "رسم مصحف عثمانی کی مخالفت جائز نہیں ہے۔ دوسرے تمام ائمہ اور افراد کا بھی اس پر اجماع ثابت ہے۔" ۴۴

(۱۱) مصحف عثمانی کے رسم الخط کے چھ قواعد بھی ہیں جنہیں علمائے فن نے بیان کیا ہے۔ یعنی حذف زیادت' ہمزہ' بدل' فصل' وصل ان قواعد کے تحت وہ لکھا جاتا رہا اور آئندہ بھی لکھا جاسکتا ہے۔ ۴۵

---

۴۱ زرقانی ص ۳۷۳ ج ۱
۴۲ زرقانی ج ۱ ص ۳۷۲
۴۳ کردی ص ۱۰۵
۴۴ کردی ص ۱۰۵
۴۵ زرقانی ص ۳۶۲ ج ۱

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۲) رسم الخط کے توقیفی ہونے کی بہت واضح دلیل یہ ہے کہ رسم عثمانی کے تحت بعض الفاظ کو جہاں جس طرح لکھ دیا گیا تھا۔ اس کو تبدیل کرنے کی آج تک کوشش نہیں کی گئی۔ اور زمانے کی ساری ترقیوں کے باوجود رسم الخط میں تبدیلی نہیں ہوئی۔ ایسے الفاظ کی مثالیں تو بہت ہیں ہم ذیل میں چند ذکر کریں گے:

۱۔ نبای المرسلین	(انعام-۳۴)	نباء المرسلین		(قصص-۳)
۲۔ سبع سموت	(فصلت-۱۲)	سموت		(پورے قرآن میں)
۳۔ ولا تقولن لشای	(کہف-۲۳)	قولنا لشیء		(نحل-۴۰)
٤۔ قال ابن أمَّ	(اعراف-۱۵)	قال یبنئوم		(طہٰ-۹۴)
٥۔ وبالوالدین احسانا	(بقرہ-۸۳)	وبالوالدین احسانا		(نساء-۳٦)
٦۔ قل اصلاحٌ	بقرہ-۲۲	اورا صلح بین الناس		(نساء-۱۱۴)
۷۔ وذلک جزاء الظالمین	(مائدہ-۲۹)	وذلک جزاء المحسنین		(مائدہ-۸۵-
	حشر-۱۷)			زمر۳۴)
۸۔ نعمت اللہ	(بقرہ-۲۳۱)	نعمة الله		(مائدہ-۷)

۹۔ فهل ينظرون الا سنت الاولين فلن تجد لسنت الله تبديلا ولن تجد لسنت الله تحويلا (فاطر- ٤٣) سنة الله التى قد خلت من قبل ولن تجد لسنة الله تبديلا (فتح- ۲۳)

۱۰۔ وجنت نعيم (واقعه- ۸۹) جنة (پورے قرآن میں)

۱۱۔ لعنت اللهِ على الكاذبين (ال عمران- ٦١) ان عليهم لعنة

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ (آل عمران-۸۷)

۱۲- قل کم لبثتم فی الارض (مومنون ۱۱۲،۱۱۴، انبیاء ۴، ۱۱۲، زخرف ۲۴)

اذ قال لابیہ و قومہ (انبیاء ۵۲، ۵۴، ۵۶، ۶۳، ۶۶، زخرف ۶۶)

یہ تو چند مثالیں تھیں ورنہ اس قسم کے اختلافات (رسم الخط میں) قرآن میں بہت جگہ پائے جاتے ہیں- جو بجائے خود اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ رسم الخط توقیفی ہے- غیر توقیفی ہوتا تو یہ اختلافات موجود نہ رہتے سب جگہ یکساں طور پر لکھا جاتا- اس سے معلوم ہوا کہ رسم الخط کو ہر زمانے میں اصلی شکل پر برقرار رکھا گیا- بقول زمخشری قرآن کے رسم الخط میں بعض الفاظ خلاف قیاس لکھے گئے ہیں لیکن مسلمانوں نے اسے درست کرنے کی کوشش نہیں کی- بلکہ جس طرح صحابہ کرامؓ کا لکھا ہوا پایا تھا اسی طرح آئندہ نسلوں تک پہنچاتے چلے گئے- اس بیان سے یہ نتیجہ بھی سامنے آتا ہے کہ عہد عثمانیؓ سے قبل بھی اس کے علاوہ کوئی اور رسم الخط نہ تھا- ان دلائل کی بناء پر ہم رسم الخط کو توقیفی قرار دے سکتے ہیں-

علاوہ ازیں رسم عثمانی کے اتباع سے متعدد فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں- جو مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) مصاحف کی کتابت پر ابتدائے امر سے لوگوں کا واقف ہونا- نیا رسم الخط ہونے کی صورت میں لوگ عجیب سا محسوس کریں گے اور پڑھنے میں مشکلات پیش آئیں گی-

(۲) ایک ہی کلمہ بقدر امکان، متعدد قراءات پر دلالت کرتا ہے- اور اس میں یہ رعایت موجود ہوتی ہے کہ اگر کسی کلمہ کی دو یا اس سے زیادہ قراتیں ہیں تو ان کی گنجائش رہے- مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ان ھذان

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لساحران کو مصحف عثمانی میں یوں لکھا جائے گا- ان هذان لساحران (بغیر کسی نقطہ یا تشدید اعراب وغیرہ کے) اس کو کوئی طرح پڑھا جاسکتا ہے- مثلاً :

قرأة نافع	ء ان هذٰن
قرأة ابن کثیر	ء ان هذان
روایت حفص	ان هذان
قرأة ابی عمرو	ء ان هذین

(۳) اس میں ظاہری اعتبار سے مختلف معانی کا احتمال رہتا ہے- مثلاً ارشاد باری ام من یکون علیهم وکیلا اور ام من یمشی سویًا علی صراطٍ مستقیم اگر اس کو "امن" کی طرح ادغام کے ساتھ لکھ دیں تو پہلے والے "ام" (جو منقطع ہونے پر دلالت کررہا ہے اور "بل" (بلکہ کے معنی میں آیا ہے) اور دوسرے "ام" (پہلے سے مختلف ہے) کے معنی میں فرق نہ رہے گا-

(۴) زیادت یاء جو معنی خفی پر دلالت کرتی ہے مثلاً والسماء بنینٰها بائید- اس میں اللہ کی قوت کی تعظیم ظاہر ہوتی ہے-

(۵) اس میں حرف کی اصل حرکت (زبر' زیر' پیش) کا پتہ چلتا ہے- یہ بات بھی سمجھ میں آتی ہے کہ کون سے حروف منقلب ہوتے ہیں-

(۶) بعض لغات فصیحہ کا فائدہ حاصل ہوتا ہے مثلاً ھاء تانیث' تاء مفتوحہ (لغت طے) مثلاً یوم یاتی لا تکلم نفسٌ الآباذنہٖ- یأت- یہ دلالت ہے لغت ہذیل پر- (یاء کے حذف کے ساتھ)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۷) اس کی سند متصل حضور علیہ السلام سے ملتی ہے۔

(ب) رسم الخط (رسم عثمانی) غیر توقیفی ہے:

بعض علماء (خصوصاً جدید زمانے کے) یہ خیال رکھتے ہیں کہ رسم الخط غیر توقیفی (اصطلاحی) ہے۔اس سلسلے میں ان کے دلائل کا خلاصہ یہ ہے:

(۱) جہاں تک کتابت کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے امت پر کوئی چیز فرض قرار نہیں دی۔کتاب اللہ کے نصوص یا ان کے مفہوم میں بھی ایسی بات نہیں پائی جاتی۔سنت میں بھی کوئی نص نہیں ہے نہ دلیل، اور نہ اجماع امت نے اس کو واجب کہا۔اور نہ قیاسات شرعیہ کی دلالت ہے۔بلکہ سنت تو اس بات کی دلالت کرتی ہے کہ سہولت کے لحاظ سے جو رسم چاہے اختیار کر لے۔اس وجہ سے خطوط مصاحف میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ان میں سے بہت سوں نے مخارج الفاظ کے اعتبار سے کتابت کی اور بہت سوں نے اصطلاح کے اعتبار سے کمی زیادتی کی۔اور اسی لیے نئے خطوط میں قرآن کو لکھنے کا جواز پیدا ہوا اور آنے والے زمانوں میں مختلف خطوط میں مصاحف کی کتابت کو روا رکھا گیا۔کیونکہ فی الحقیقت خطوط تو علامات اور نشانیاں ہیں۔جن کے سہارے اسرار و رموز اور اشارات چلتے ہیں۔۔۔ ۴۶

(۲) یہ نبی کریم علیہ السلام کے معجزات میں سے ہے کہ آپ امی تھے۔نہ تو لکھنا جانتے تھے اور نہ پڑھنا۔

وما كنت تتلوا من قبله من كتاب ولا تخطه بيمينك اذا لارتاب

---

۴۶ زرقانی ص ۳۷۳ ج ۱

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المبطلون- (عنکبوت ۴۸)

تو یہ کیسے ممکن تھا کہ نبی کریم ﷺ حضرت زید بن ثابتؓ کو املا کرا دیتے اور وہ اس ہدایت کے ساتھ کہ فلاں جگہ 'فلاں حرف کی زیادتی کے ساتھ فلاں لفظ لکھو اور فلاں جگہ اس کو حذف کر دو- اور فلاں جگہ ملا کر (اصل کے ساتھ) لکھو اور فلاں جگہ (فصل کے ساتھ) علیحدہ علیحدہ لکھو- پھر ہم دیکھتے ہیں کہ اس کیف دکم کے ساتھ املا کی روایتیں منقول نہیں ہیں- اور یہ باتیں فی الحقیقت اگر تواتر سے ثابت ہو تیں تو کسی بندۂ خدا کو اس سے اختلاف کی گنجائش نہ تھی- علاوہ ازیں یہ واضح رہے کہ اگر حضورؐ اس طرح کتابت و تحریر کے اتنے دقیق اصول و قواعد سے واقف تھے تو پھر یہ بات کیسے صادق آتی کہ آپ نبی امی ﷺ ہیں-؎ ۴۷

(۳) حضرت زید بن ثابتؓ اور ان کے ساتھی لفظ "تابوت" کی کتابت کے معاملہ میں جب باہم مختلف ہوئے- یعنی اسے لمبی تاء سے لکھا جائے یا گول ھاء سے (تابوہ) تو معاملہ حضرت عثمانؓ کے پاس لے جایا گیا- آپؓ نے ان لوگوں کو تاء سے لکھنے کا حکم دیا- اگر رسم توقیفی ہوتا اور اسے نبی کریم ﷺ نے املا کرایا ہوتا تو ایسی صورت میں تو حضرت زیدؓ لوگوں سے کہہ سکتے تھے کہ "نبی کریم ﷺ نے مجھے تاء کے ساتھ ہی لکھنے کا حکم دیا تھا-" اور حضرت عثمانؓ حضرت زیدؓ سے یہ فرما سکتے تھے کہ "تم اسی طرح اور اسی کیفیت کے ساتھ لکھو جس طرح تمہیں رسول اللہ ﷺ نے املا کرایا ہے-"؎ ۴۸

(۴) اگر رسم الخط توقیفی ہوتا تو رسم الخط کو "رسم عثمانی" کے نام سے نہ

؎ ۴۷ کردی

؎ ۴۸ کردی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پکارتے بلکہ اس کو رسم توقیفی یا رسم نبوی کہا جاتا۔ ۴۹؎

(۵) اگر رسم الخط توقیفی ہوتا تو اس کی صراحت امام مالکؒ ضرور کرتے جب کہ آپؒ نے چھوٹے بچوں کے لیے ایسے مصاحف کو پڑھنا جائز قرار دے دیا جو رسم عثمانی میں نہ تھے۔ اور اسی طرح دوسرے تمام ائمہ کو تصریح کرنی چاہیے تھی۔ ۵۰؎

(۶) بعض لوگ رسم الخط میں ذرا سا بھی تغیر جائز نہیں رکھتے مثلاً طغین (صافات، ن) اور طاغین (نبآء) کو ایک ہی صورت میں نہیں لکھ سکتے۔ اور بہت سے لوگوں نے تو اس کو اس حد تک مکروہ جانا کہ کفر کا فتویٰ لگا دیا اور کہا کہ جو رسم الخط میں زیادتی یا کمی کا ارتکاب کرے گا۔ حالانکہ حدیث کی روشنی میں یہ سب کو معلوم ہے کہ کسی مسلمان کی طرف نسبت کفر کرنا عجائے خود کفر ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کے اس قول (لشایء) کو علم و عقل کے مطابق محض (لشيء) لکھ دینے سے لکھنے والے کا شمار کافروں میں ہو جائے گا؟ (جس میں ایک الف کم کر دیا گیا ہے) یا اسی طرح ایک لفظ میں ایک الف زیادہ کر دینے سے وہ ہمیشہ ہمیشہ نار دوزخ کا ایندھن بنے گا؟ اور صالحین کی دعاؤں سے محروم اور شفاعت کا مستحق نہ رہے گا؟ ۵۱؎

(۷) ابن خلدون کا مندرجہ ذیل بیان بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ رسم الخط اصطلاحی اور غیر توقیفی ہے صحابہ کرام نے جب قرآن کریم کو لکھا تو

۴۹؎ کردی ص ۹۸ تا ۱۰۰

۵۰؎ کردی ص ۹۸ تا ۱۰۰

۵۱؎ الفرقان۔ ابن خطیب ص ۶۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے خاص رسم خط میں جو اکثر مواقع میں مروجہ اصول کتابت کے بالکل مخالف تھی- پھر تابعین بھی تبرکاً انہیں کے نشانات قدم پر چلے اور ان سے انحراف کو گستاخی سمجھا- کیونکہ یہی بزرگ برگزیدۂ خلق تھے اور ناقلین کتاب اللہ- ان سے سر مو مخالفت مناسب نہ جانی اور آئندہ بھی ولیوں اور عالموں کے رسم الخط کی تبرکاً خواہ وہ ٹھیک ہو یا غلط' پیروی کی جاتی ہے- اور اس سے عدول برا سمجھا جاتا ہے- پھر صحابہؓ تو صحابہ ہی ہیں- لیکن علمائے رسم خط نے صحابہ کرامؓ کے رسم الخط میں جگہ جگہ اختلاف کی وضاحت کر دی- اور ان مقامات کی پوری پوری نشان دہی کی جہاں صحابہؓ نے اس اصول سے باہر قدم رکھا-

اب اگر کوئی ناسمجھ عقیدت مندی میں ہماری بیان کردہ حقیقت سے انکار کرے اور یوں کہے کہ نہیں صحابہ کا رسم الخط سب جگہ اصول و قواعد کی حد میں تھا- اور جہاں اصول ٹوٹتا نظر آتا ہے وہاں اس کی کوئی نہ کوئی وجہ ہے جو اپنے اندر ایک معقولیت رکھتی ہے- مثلاً لا اذبحنۃ میں الف کی زیادتی جو خلاف اصول نظر آتی ہے وہ ایک وجہ معقول پر مبنی ہے کہ یہاں ساتھ ساتھ یہ بھی بتانا ہے کہ ذبح کا عمل وقوع پذیر نہ ہوا- یا اس قسم کی اور مثالیں- تو یہ محض دعویٰ ہی دعویٰ ہے- اس کی کوئی اصلیت نہیں- اور ایسی توجیہات و تاویلات کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اگر صحابہ کے خط میں رسم الخط کی غلطی مانیں تو ان میں ایک قسم کا نقص لازم آئے گا- حالانکہ وہ نقص سے پاک ہیں- اور یہ اتنا نہیں سمجھتے کہ خط و کتابت کوئی ایسا کمال نہیں کہ اس کی غلطی نقص میں شمار ہو- لہٰذا اسی تخیل کے ماتحت یہ اس نقص سے انکار کرتے ہوئے صحابہ میں رسم الخط کے کمال کے معترف رہے- اور جہاں اصول ٹوٹتا نظر آیا' وہاں اس کی وجہ کی تلاش میں لگ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئے۔ حقیقت یہ ہے کہ خطاطی صحابہ کے حق میں کوئی کمال نہیں کہ اس کا قصور ان کی ذاتوں میں نقص پیدا کرے۔ کتابت تو دراصل ایک شہری معاشی صنعت ہے اور صنعت میں کمال ایک مطلق اضافی کمال ہے۔ اس کا نقص و قصور انسان کی دینی حیثیت و مذہبی اہمیت پر اثر نہیں ڈالتا۔ اور نہ اس کی اخلاقی کیفیت کو بگاڑتا ہے۔ اس کے کمال و نقص کا اثر محض اسباب معاش پر پڑتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ مثلاً آنحضرت ﷺ امی تھے تو امی ہونا آپ میں کمال ہے۔ کیونکہ آپ شرف کے اس اعلیٰ مقام پر فائز تھے جہاں پہنچ کر معاشی صنعتوں سے پاک ہی ہونا چاہیے۔ البتہ امی ہونا ہمارے حق میں نقص ہے کمال نہیں۔ ظاہر ہے آپ حق سے وابستہ اور دنیا سے دور تھے۔ اور ہم دنیا سے وابستہ اور حق سے دور ہیں۔ دنیوی زندگی میں گھرے ہوئے ہیں۔ صنعتوں کے بغیر ہماری گذر نہیں۔ علوم اصطلاحیہ حاصل کیے بغیر ہم رہ نہیں سکتے۔ اس لیے امی ہونا ہمارے لیے سراپا نقص و قصور ہے۔"؎ ۵۲

ان دلائل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسم خط توقیفی نہیں بلکہ غیر توقیفی ہے۔؎ ۵۳

(ج) ان اعتراصات کے جولیات:

مناسب معلوم ہوا کہ ان اعتراضات کے جوابات بھی ترتیب وار نقل کر دیے جائیں۔ تاکہ ذہن میں خلجان کا باعث نہ بنیں۔

(۱) اولین اعتراض کہ کتابت کے سلسلے میں اللہ تعالی نے امت پر کوئی چیز

؎ ۵۲ ابن خلدون۔ مقدمہ۔ ص ۴۱۷، ۴۱۸

؎ ۵۳ کردی ص ۱۰۰

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرض قرار نہیں دی۔اس سلسلہ میں اکابر علماء رسم اس بات کے قائل ہیں کہ قرآن مجید کی رسم آنحضرت ﷺ کے حکم سے تھی۔

امام شاطبیؒ "عقیلہ" میں فرماتے ہیں۔

وکل مافیء مشهود بسنته
ولم یصب من اضاف الوهم والغیرا

یعنی قرآن مجید میں جس قدر بھی اوضاع ہیں۔وہ سب آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے حکم و سنت سے شہرت یافتہ ہیں۔اس شخص نے درست بات نہیں کہی۔جس نے اس رسم کو وہم و تغیر کی طرف منسوب کیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کو وحی کے ساتھ کتابت کی تعلیم شروع ہوئی۔جس طرح آپؐ کو علوم قرآنی کا انکشاف ہوا اصول کتابت کا بھی ہوا۔ورنہ علم بالقلم بے جوڑ بات ہوگی اور یہ کوئی تعجب خیز بات نہیں۔ قرآن حکیم کا ارشاد ہے۔

وما ارسلنا من قبلك الارجالا نوحي اليهم فسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون بالبينت والزبر (النحل : ٤٣ - ٤٤)

ترجمہ : اور ہم نے آپ سے پہلے مردوں ہی کو پیغمبر بنا کر بھیجا تو جن کی طرف ہم وحی بھیجا کرتے تھے۔اگر تم لوگ نہیں جانتے تو اہل علم سے پوچھ لو(اور ان پیغمبروں کو) دلیلیں اور کتابیں دے کر (بھیجا تھا)۔

بالبینت والزبر کا تعلق 'فعل ارسلنا سے ہے' فسئلوا سے نہیں یعنی ہم نے ہمیشہ مردوں ہی کو پیغمبر بنا کر بھیجا۔یہ ایسی مشہور بات ہے کہ اہل علم سے پوچھ لو کہ ہر پیغمبر کو معجزات اور صحیفوں ہی کے ساتھ بھیجا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوا کہ ہر پیغمبر صحیفوں کے ساتھ آئے اور ظاہر بات ہے کہ ان صحیفوں کی تلاوت علی الامہ ہر پیغمبر ہی نے کی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نوشت و خواند تمام پیغمبروں کا عمل رہا ہے۔ اس میں حضرت ادریس علیہ السلام یا حضرت ھود علیہ السلام یا حضرت آدم علیہ السلام ہی کی خصوصیت نہیں لھذا علماء روایت کا یہ کہنا کہ القرآن قد کتب بامرہ املائہ صلی اللہ علیہ وسلم

کوئی تعبیر مجازی نہیں۔ سیدھا صاف مطلب یہ ہے کہ ہر لفظ آپ کے حکم سے لکھا گیا اور اس کے رسم و انشاء بھی آپ کے فرمان سے ہوئی۔

اقراوربك الاکرم الذی علم بالقلم کے ذیل میں پروفیسر ڈاکٹر حمید اللہ خاں اپنے فرانسیسی ترجمہ قرآن میں کہتے ہیں۔

"اس پہلی وحی کا لب لباب انسانی علم کا ایک ذریعہ ہونے کے سبب قلم کی تعریف کرنا ہے۔ جس سے اس امر کی وضاحت ہوتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب قرآن کریم کو تحریری شکل میں محفوظ رکھنا تھا۔

(۲) دوسرا اعتراض کہ آپ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے اور امی تھے۔

اس باب میں علماء کا اختلاف ہے کہ نبوت کے بعد کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لکھ پڑھ سکتے تھے۔

بغوی وغیرہ نے فرمایا کہ کتابت میں مہارت نہ تھی لیکن واقفیت تھی۔ بغوی نے اپنی کتاب تھذیب میں اسی کو اختیار کیا ہے۔ فرمایا ہے انہ الاصح ابن ابی شیبہ وغیرہ نے روایت بیان کی کہ وفات سے پیشتر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نوشت و خواند سے واقف ہو چکے تھے۔

امام ابو حنیفہؒ کے شیخ کبیر ابو عمرو شعبیؒ سے یہ روایت نقل کی گئی تو فرمایا کہ روایت صحیح ہے کہ ہم نے اپنے اصحاب کو پایا وہ بھی یہی رائے رکھتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں نے معراج کی رات جنت کے دروازہ پر لکھا ہوا دیکھا۔ صدقہ کا ثواب دس گنا اور قرض دینے کا ثواب اٹھارہ گنا ہے۔

آپ کتابت پر قادر تھے صحیح بخاری میں اس پر احادیث کی شہادت موجود ہے صلح حدیبیہ میں ہے۔

ناخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم' الكتاب وليس يحسن الكتاب فكتب هذا ماقاضى عليه محمد بن عبدالله (الحديث)

ابوذر ھروی' ابو الفتح نیشاپوری اور مغاربہ میں ابو الولید باجی اور سمنانی کی یہی رائے ہے۔

نیز حضرت امیر معاویہؓ سے مروی شدہ حدیث "الق الدواة" ہم اوپر نقل کر آئے ہیں۔ جس سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو کتابت قرآن کے متعلق بہت واضح ہدایات فرمایا کرتے تھے۔

(۳) حضرت زید بن ثابتؓ اور ان کے ساتھی حضرات میں لفظ "تابوت" کی تاء کو لمبا یا گول لکھنے کی بابت جو اختلاف ہوا۔ یہ تاریخ و سیر کی تمام کتب میں واحد واقعہ ہے جو مصاحف کی کتابت کے دوران پیش آیا۔ اس کا سبب یہ امر ہوا کہ مصحف ابی بکر الصدیقؓ میں لفظ "التابوت" کی تاء حوادث زمانہ کے سبب حذف ہو گئی تھی۔ چنانچہ اس بناء پر اس کی تاء کی کتابت میں اختلاف ہوا۔

ابن ابی داؤد اپنی کتاب "کتاب المصاحف" میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان غنیؓ نے ارکان مجلس کو ہدایت فرمائی کہ اگر تمہارے درمیان کسی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلمہ کی لغت کی کتابت میں اختلاف پیدا ہو جائے تو تم نے وہ کلمہ لغت قریش پر لکھنا ہے- ان اراکین کا اختلاف صرف سورۃ البقرہ کے کلمہ "التابوت" میں ہوا کہ اس کی تاء ثانی کو کس طرح لکھا جائے- حضرت زید بن ثابتؓ کی رائے تھی کہ اس کو تاء مدورہ سے لکھا جائے اور باقی حضرات کا خیال تھا کہ نہیں اسے تاء مطولہ سے لکھا جائے- آخر یہ مسئلہ حضرت عثمان غنیؓ کی خدمت میں پیش کیا گیا اور آپ کے فرمان کے مطابق اسے لغت قریش کے مطابق تاء مطولہ سے تحریر کیا گیا-

(۴) رسم الخط توقیفی کو رسم عثمانی کیوں کہا جاتا ہے-

لفظ توقیفی اور سماعی ہم معنی ہیں توقیف وقف سے ہے بمعنی ٹھہراؤ' یعنی اوضاع رسمی کا موجد کوئی کاتب وحی نہیں ہے یا یہ لفظ وقوف بمعنی شعور و تعلیم سے ہے- یعنی یہ تمام رسم امر مشروع سے شارع علیہ السلام کی تعلیم و تربیت کے نتیجے میں ہے-

چونکہ مصاحف کو تحریر کروا کے بلاد اسلامی میں پھیلانا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا کارنامہ ہے- لہذا یہ خط بھی ان سے منسوب ہو گیا- بالکل ایسے ہی جیسے کہ قراءات متواترہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول شدہ ہیں- مگر آئمہ عشرہ کے ان کے لئے اپنی ساری عمریں لگا دینے کی وجہ سے ان سے منسوب ہو گئیں- بعینہ یہ رسم الخط توقیفی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امر کردہ ہے- مگر چونکہ مصاحف کی نشر و اشاعت کا عظیم الشان کارنامہ حضرت عثمان غنیؓ نے انجام دیا- لہذا یہ خط ان کے نام سے موسوم ہو کر رسم عثمانی کہلایا-

(۵) رسم الخط توقیفی ہونے کے متعلق ہم علماء اسلام کے اقوال اوپر نقل کر آئے ہیں اور جن میں امام مالکؒ کا قول بھی شامل ہے-

(۶) رسم کو تبدیل کرنے پر کفر کا فتویٰ-

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمدۃ البیان میں شفاء قاضی عیاض رحمۃ اللہ کے حوالہ سے فرمایا ہے کہ رسم قرآن کو تبدیل کرنا کفر ہے۔

وکیف لایجب الاقتداء لما اتی نصابه الشفاء

الی عیاض انه من غیرا حرفامن القرآن عمداکفرا

زیادة اونقصا اوان ابدلا شیامن الرسم الذی تاصلا

ترجمہ : کسی طرح اقتداء نہیں ہے۔اس کو جو شفاء میں نص ذکر کی ہے۔ قاضی عیاضؒ نے کہ جس نے عمداً قرآن سے کوئی حرف تبدیل کیا اس نے کفر کیا ہے۔ زیادہ کیا یا کم کیا یا رسم سے کسی حرف کو بدلا جو کہ اصل ہے۔اس نے بھی کفر کیا اس کا کفر ہونا ظاہر ہے کہ جو کام خیر القرون میں صحابہ نے کیا اور پھر صحابہ کا اجماع بھی اس پر ہے۔اس کا تبدیل کرنا کفر سے کم نہیں۔لہذا یہ رسم توقیفی ہے جس میں تغیر و تبدل ہرگز جائز نہیں۔

مذکورہ بالا بیان سے فتویٰ کفر کی بہت اچھی طرح تصریح ہو جاتی ہے کہ چونکہ یہ رسم توقیفی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقرر کردہ ہے۔لہذا اس کے خلاف لکھنا کفر کے زمرے میں ہی آئے گا۔

(۷) ابن خلدون کا صحابہ کرام سے متعلق طعن کا جواب ہم آگے چل کر بہت وضاحت سے نقل کریں گے۔

نوٹ : یہ جوابات ہم نے "ایضاح المقاصد شرح عقیلة اتراب القصائد" للشیخ الاستاذ المقرئین حضرت مولانا قاری اظہار احمد التھانوی نور اللہ قبرہ میں سے نقل کیے ہیں۔ مزید تفصیل اور معلومات کے لئے شرح مذکور کا مطالعہ فرمائیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(و) رسم الخط توقیفی بھی غیر توقیفی بھی :

ایک زمانہ تھا جب کہ رسم الخط توقیفی تھا اور اس کی مخالفت جائز نہیں تھی مگر آج کل مصاحف کی کتابت عام لوگوں کے لیے اصطلاحات مروجہ میں کی جائے جو ان میں شائع اور ذرائع ہیں اور اب ان کے لیے رسم عثمانی میں کتابت جائز نہیں کہ کہیں جہلاء رسم الخط میں تغیر و تبدل نہ کریں۔ ۵۴؎

یہ مذہب کچھ عجیب و غریب اور غیر واضح ہے پھر ایسے دلائل بھی اس کی پشت پر نہیں ہیں جن کے پیش نظر ہم اسے فوراً قبول کر لیں۔

رسم الخط کے بارے میں ایک رائے یہ بھی ہے کہ یہ ایک بھید ہے۔ مثلاً علامہ ابن مبارک نے اپنے شیخ عارف باللہ عبد العزیز دباغ سے اپنی کتاب "الابریز" میں نقل کیا ہے کہ رسم قرآنی دراصل اللہ کے اسرار میں سے ایک سر ہے۔" ۵۵؎

رسم الخط کے توقیفی واصطلاحی ہونے کے بارے میں مندرجہ بالا بحث کے بعد اول الذکر موقف ہی زیادہ واضح اور صحیح معلوم ہوتا ہے۔ البتہ یہاں غیر مناسب نہ ہوگا اگر یہ مسئلہ بھی مختصراً زیر بحث آجائے کہ صحابہ قواعد کتابت و املاء سے واقف تھے یا نہیں؟ یہ خاصا اہم مسئلہ ہے۔ اور جو لوگ رسم الخط کو توقیفی نہیں مانتے وہ اس بات پر خاصا زور دیتے ہیں کہ صحابہ اس معاملہ میں بالکل کورے تھے۔ صاحب تاریخ القرآن علامہ کردی نے اس سوال پر کافی تفصیل سے بحث کی ہے۔ اور یہ ثابت کیا ہے کہ صحابہؓ قواعد کتابت واملاء سے نہ صرف واقف بلکہ ماہر

۵۴؎ زرقانی ج ا ص ۳۷۸

۵۵؎ زرقانی ج ا ص ۳۷۵

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ان کے جواب کا خلاصہ اپنے الفاظ میں ہم اس طرح پیش کر سکتے ہیں :

(ا) تفسیر روح المعانی میں علامہ آلوسی نے لکھا ہے کہ صحابہؓ رسم الخط سے واقف تھے۔وہ اس بات کا بھی علم رکھتے تھے کہ کیا لکھنا چاہیے اور کیا نہ لکھنا چاہیے۔اور کس حرف کو کس طرح ملانا چاہیے۔اور کس طرح نہ ملانا چاہیے۔دراصل انہوں نے ان سب باتوں کے علی الرغم بعض حکمتوں کے پیش نظر مختلف مقامات پر عام قواعد کتابت کے خلاف لکھا ہے۔

(ب) یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ صحابہ ملوک وامراء سے مختلف اہم مسائل میں مراسلت فرماتے تھے۔معاہدات' دستاویزات بیع وشرا' عطاء وضمان وغیرہ بھی لکھتے تھے۔اس لیے اگر وہ قواعد املاء وکتابت سے بے بہرہ تھے تو پھر یہ ہونا چاہیے تھا کہ سارے معاملات بگڑ جاتے مگر ایسا نہیں ہوا۔حالانکہ عبارت و حروف کے بگڑنے کی وجہ سے سارا مطلب خبط ہو جاتا اور کتابت کی غلطی سے پورا معاملہ ہی فسخ ہو جاتا مثلاً وہ عمرو اور عمر دونوں میں واضح فرق کر کے لکھتے تھے۔چنانچہ قرن اول کے بعض وہ مکتوبات وخطوط جو مصر کے دارالکتب عربیہ میں محفوظ ہیں اور جو پتھروں' کھالوں اور پاپیرس وغیرہ پر لکھے ہوئے ہیں۔ان میں کتابت یا املاء کی غلطیاں نہیں پائی جائیں۔بلکہ دور کیوں جایئے حجاز کے پہاڑوں اور چٹانوں پر صحابہؓ کی کتابت اور خطوط کے بہت سے نمونے پائے جاتے ہیں۔۵۶؎ خصوصاً مکہ مدینہ اور طائف میں ان حروف کی تراش خراش اور حسن خط کو دیکھ کر دیکھنے والا ان کے کمالِ فن پر حیران رہ جاتا ہے۔

(ج) خط (کوفی) حجاز میں حیرہ اور انبار سے پہنچا۔صحابہؓ اسی خط میں لکھا کرتے

۵۶؎ کردی۔ص ۱۱۸

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے اور اس پر مورخین کا اجماع ہے کہ مکہ میں سب سے پہلے کتابت حرب بن امیہ کے ذریعہ پہنچی- پھر جب مدینہ میں حضورؐ کی ترغیب پر فن کتابت عام ہوا تو بہت سے صحابہؓ نے اس کو سیکھ لیا- چنانچہ حضرت عبد اللہ بن سعید بن العاص کو حضورؐ کا حکم تھا کہ لوگوں کو کتابت سکھائیں اور غزوۂ بدر کے قیدیوں کے بارے میں آنحضرت ﷺ کا یہ فیصلہ سب کو معلوم ہے کہ جو شخص زر فدیہ ادا کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو وہ فدیہ کے طور پر مدینہ کے دس بچوں کو تعلیم دے- اس کی وجہ سے تعلیم و کتابت عام ہو گئی اور صحابہؓ کے اندر اس فن کے جاننے کا ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے کہ حضورؐ کے کاتبان وحی کی تعداد چالیس سے اوپر ہے-

ان دلائل کی بناء پر ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ صحابہؓ قواعد املا اور کتابت سے پوری طرح واقف تھے- [57]

نبویؐ دور کے بعد کا رسم

حضور ﷺ کے وصال مبارک کے بعد حضرت ابو بکرؓ کے عہد مبارک میں قرآن کو بین الدفتین جمع کیا گیا- [58] اور صحابہؓ کی ایک پوری مجلس نے حد درجہ احتیاط اور وافر شہادتوں کے موصول ہونے کے بعد اس کو انجام دیا- افسوس ہے کہ ہم تک آپؓ کے دور میں مرتب کردہ نسخہ قرآن کا کوئی نمونہ نہیں پہنچا- لیکن اوپر جو بیان آچکا ہے اس کی روشنی میں اس کا رسم الخط بھی دراصل وہی ہو گا جسے بعد

۵۷- کردی- ص ۱۱۶ تا ۱۲۳

۵۸- الاتقان فی علوم القرآن

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں حضرت عثمانؓ نے اختیار کیا۔ ؎۵۹

حضرت عمرؓ کے دور میں اس سلسلے میں کوئی نئی بات نہیں ہوئی۔ البتہ قرآن کی تعلیم و تبلیغ کا خاص اہتمام ہوا۔ اور یہ تعلیم اس حد تک عام ہوئی کہ نہ صرف بچے بلکہ چھوٹے لڑکیاں اور بچیاں بھی لکھنا پڑھنا سیکھتی تھیں۔ "عنوان البیان" میں ہے کہ مکتب میں سب سے پہلے حضرت عمر بن الخطابؓ نے بچوں کو تعلیم کا حکم فرمایا اور حضرت عامر بن عبداللہ خزاعی کو پڑھانے لکھانے پر مامور کیا۔ بیت المال سے ان کی تنخواہ مقرر فرمائی۔ حکم دیا کہ ناسمجھ بچوں کے لیے تختی پر لکھواؤ، پڑھاؤ اور سمجھ دار بچوں کے لیے اس کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ استاد صبح کی نماز کے بعد سے دن چڑھے تک پڑھانے میں مشغول رہتا اور پھر ظہر سے عصر تک یہی سلسلہ جاری رہتا تھا۔ ؎۶۰ پھر اسی تبلیغ و اشاعت کا نتیجہ تھا کہ ------ **اذا مات عمر کانت مائة الف صحف من مصر الی العراق الی الشام الی الیمن فی بین ذلك فلم یکن اقل۔**

یعنی جب حضرت عمرؓ کی وفات ہوئی تو قرآن کے جو نسخے مصر سے لے کر عراق تک اور عراق سے شام تک اور شام سے یمن تک پھیلے ہوئے تھے ان کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ نہ تھی تو کم بھی نہ تھی ؎۶۱

⌘⌘⌘

؎۵۹ الاتقان فی علوم القرآن

؎۶۰ الاتقان فی علوم القرآن

؎۶۱ الاتقان فی علوم القرآن

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منذر بن ساوی کے نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک

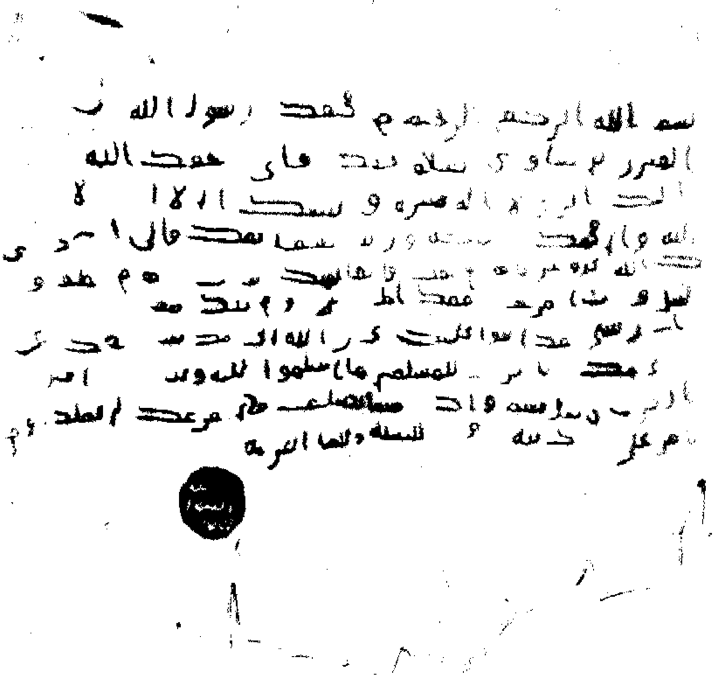

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک بنام مقوقس حاکم مصر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

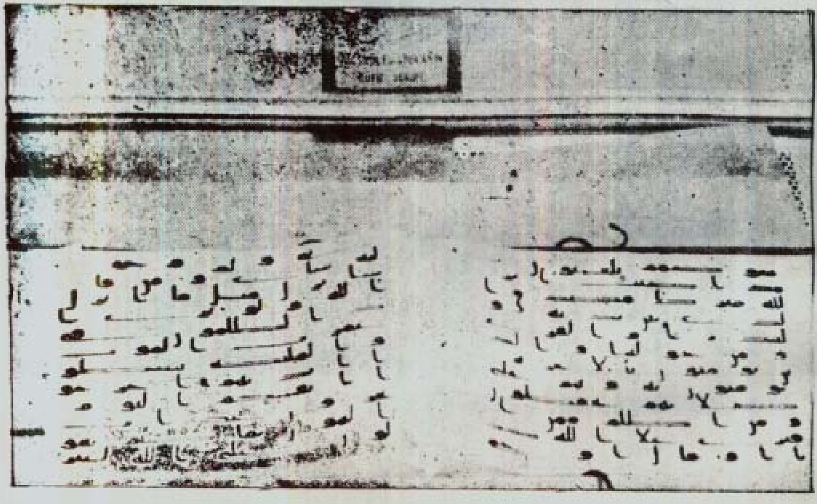

مصحف کوفی کے دو صفحات کا عکس جن پر یہ آیات تحریر ہیں۔

لہ ما فی السموت وما فی الارض وما تحت الثری سے لے کر کل نفس بما تسعی (طٰہٰ ۶ تا ۱۵)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

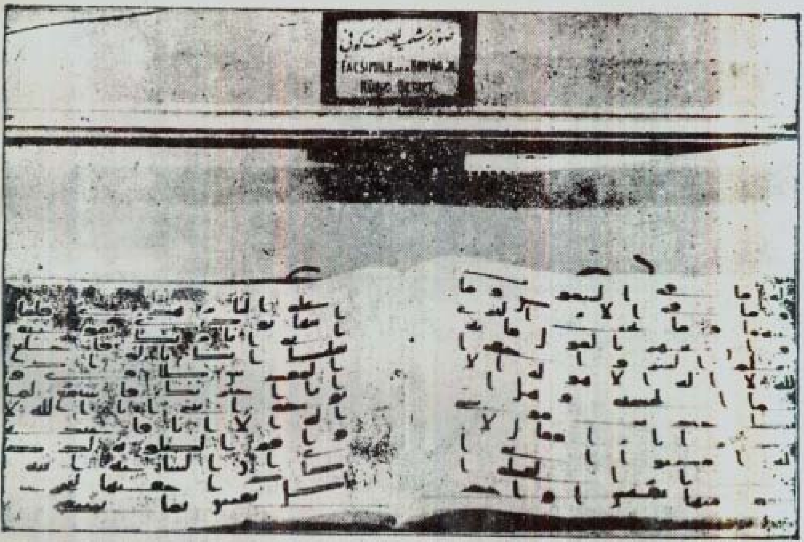

مصحف امام کے دو صفحات کا عکس جن پر یہ آیات تحریر ہیں۔

خوضھم یلعبون ھذا کتاب انزلناہ سے لے کر بما کنتم تقولون علی اللہ غیر

(الانعام ۹۱ تا ۹۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

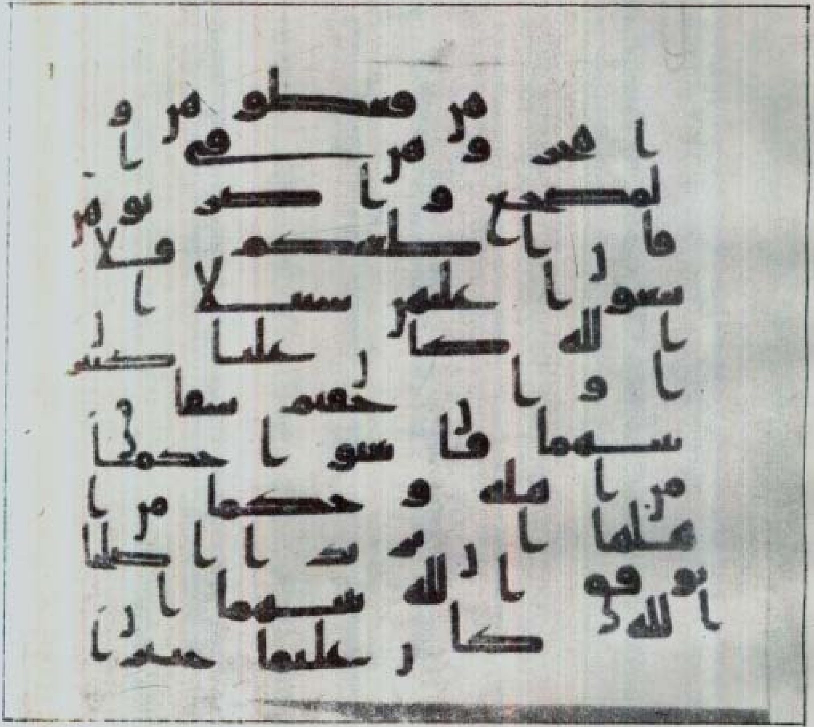

مصحف امام کے ایک صفحے کا عکس جس پر یہ آیات تحریر ہیں۔

هُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا
تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ○ وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا
حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا إِنْ يُّرِيْدَا إِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللّٰهَ
كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ○ سورة النساء (۳۴-۳۵)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

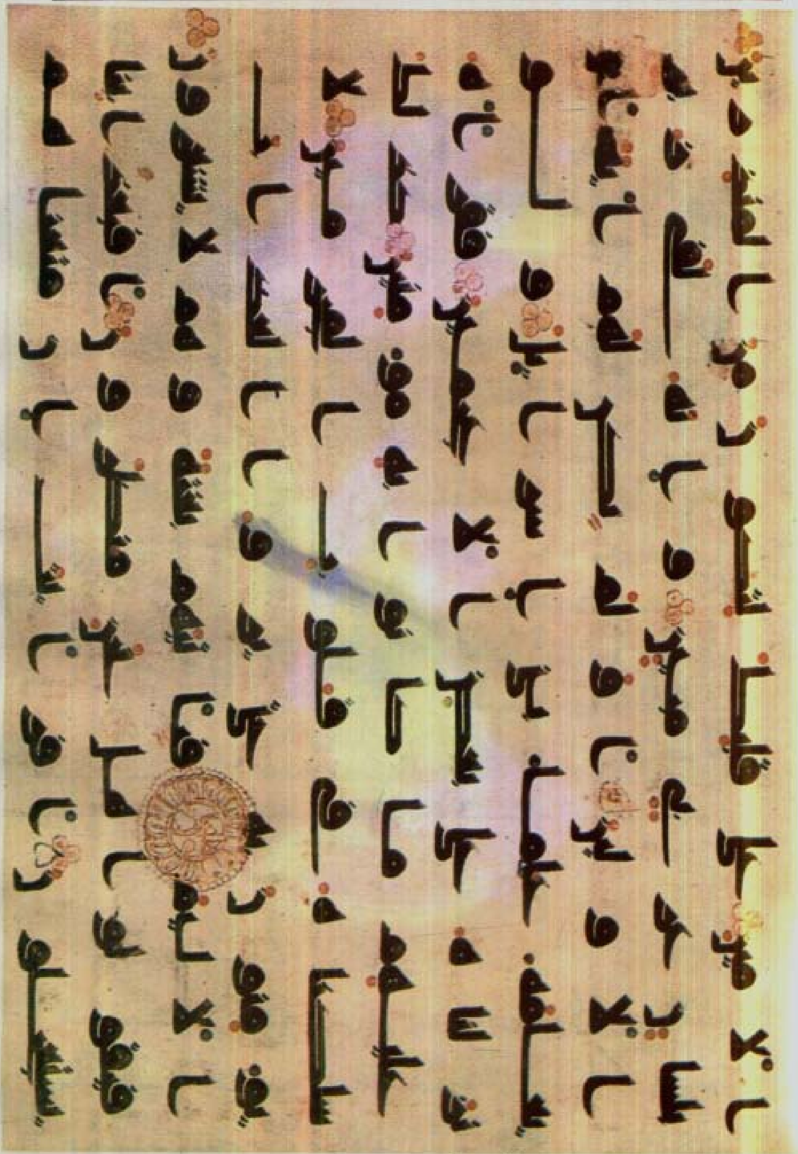

قرآن شریف کے نسخے کا عکس جو کہ دوسری صدی ہجری کا ہے۔ خط کوفی میں تحریر شدہ یہ نمونہ کھال پر لکھا ہوا ہے۔ سورہ الشعراء کی درج ذیل آیات اس صفحہ پر تحریر شدہ ہیں۔

الاَمِیْنُ ۝ عَلٰی قَلْبِکَ لِتَکُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ ۝ سے لے کر اَفَرَءَیْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

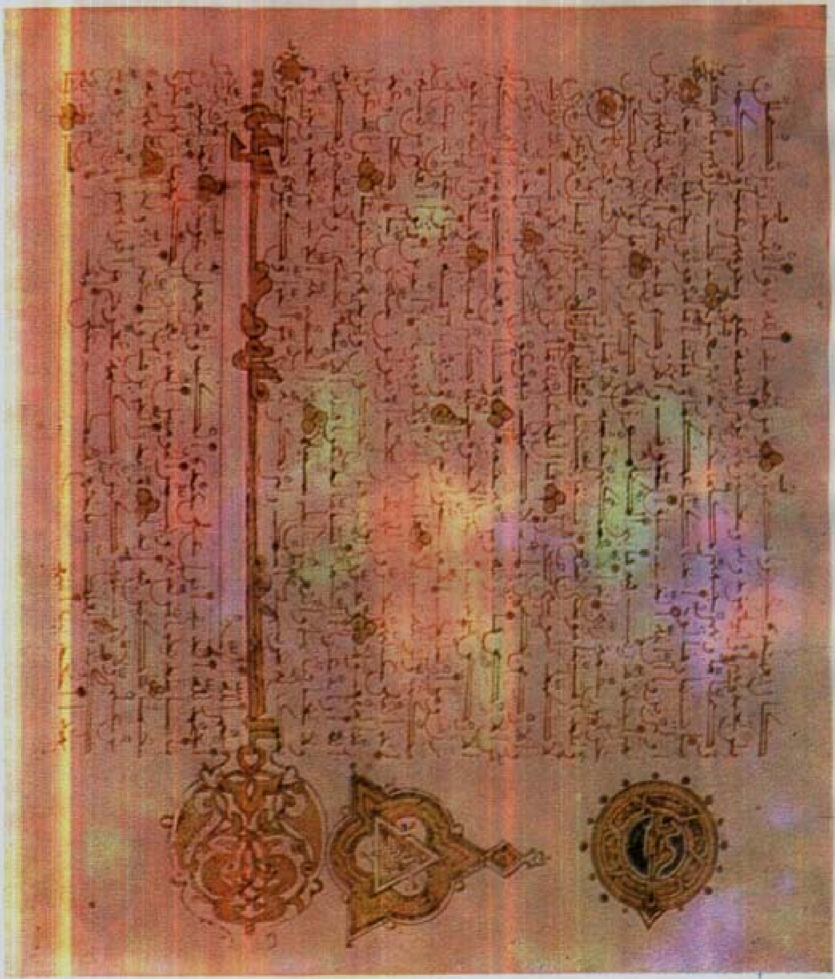

تیسری یا چوتھی صدی ہجری کے ایک قرآن شریف کا نمونہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتویں صدی ہجری کے ایک قرآن شریف کے نسخے کی تصویر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خط اور رسم الخط کے درمیان فرق

خط کے معنی ہیں کلمہ کو اس کے ان حروف ہجا سے لکھنا جو اس پر وقف اور اس سے ابتداء کرنے کے وقت پائے جاتے ہیں اور رسم الخط کے معنی ہیں قرآنی کلمات کو حذف وزیادت اور وصل و قطع کی پابندی کے ساتھ اس شکل پر لکھنا جس پر حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا اجماع ہے۔

لیکن رسم الخط میں تبدیلی قطعاً جائز نہیں نیز اس کو درج ذیل اشارے میں سمجھیں الْعٰلَمِیْنَ' الرَّحْمٰنَ' هٰؤُلَآءِ' مِنْ نَبَایِٔ المرسلین وغیرہ یہ چار کلمات ہیں ان کا موجودہ خط تو رسم عثمانی کے مطابق ہے کیوں کہ ان میں الف لکھا ہوا نہیں ہے اور هٰؤُلَاءِ میں واو اور مِنْ نبایٔ میں یا لکھی ہوئی ہے اور اگر ان کو اس طرح لکھیں العالمین' الرحمان' ها اُلاء مِنْ نبا المرسلین تو ان کی کتابت گو تلفظ کے مطابق ہے لیکن رسم عثمانی کے بالکل خلاف ہے کیونکہ ان میں الف لکھا ہوا ہے نیز هٰؤلاءِ میں واو مِنْ نبایٔ میں یا مرسوم نہیں پس یہاں خط تو ہے لیکن رسم الخط نہیں۔

فن رسم کی مبادیات

(۱) تعریف: علم الرسم سے ان قواعد کو مراد لیا جاتا ہے کہ ان کو جان لینے کے بعد لکھنے والا رسم کی غلطیوں (حرفوں کے اضافہ اور کمی) سے محفوظ رہتا ہے۔

(۲) موضوع: ہمزہ' الف' وہ کلمات جن کو ایک دوسرے سے جدا کر کے یا ملا کر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لکھنا ضروری ہے اور وہ حروف جو تبدیل کر کے یا اضافہ اور کم کر کے لکھے جاتے ہیں۔

(۳) فائدہ : کاتب کا قلم رسمی اغلاط سے محفوظ رہتا ہے۔

(۴) حکم : وجوب کفایہ۔کیونکہ کتابت کا سیکھنا دیگر فنون کی طرف واجب علی الکفایہ ہے۔

(۵) شرف : ہر علم میں اس کی ضرورت ہے تمام علوم کی تدوین اور ان کی حفاظت کتابت پر ہی موقوف ہے۔

(۶) کتابت کا انگلیوں سے تعلق : ایسا ہی ہے جیسے نحو کو زبان سے اور منطق کا برہان سے۔

(۷) فن کی بنیاد : صرفی اصولوں اور نحوی قاعدوں پر رکھی گئی ہے۔

(۸) علم الرسم کے واضعین : علماء بصرہ و کوفہ ہیں۔

علم رسم کے واضعین

زیادہ صحیح یہ ہے کہ جس نے عربی رسم الخط کو سب سے پہلے ایجاد کیا وہ مرا مر بن مرہ ہے جو شہر انبار کا باشندہ ہے۔بعد میں علماء کوفہ نے اس علم کے مزید قواعد میں اضافہ کیا۔اسی وقت سے خط کوفی معرض وجود میں آیا۔اس کے کچھ زمانہ بعد علماء بصرہ نے رسم کے قواعد کی مزید تہذیب و تدوین کی۔بہر حال حقیقت یہ ہے کہ عرب میں کتابت کا فروغ انبار ہی سے ہوا۔ دور اسلامی آیا تو کتابت مکہ و مدینہ کے علاوہ ممالک مفتوحہ میں بھی عام ہوئی۔

ابو علی محمد بن علی بن مقلہ (۸۸۶ء تا ۹۴۱ء) پہلا شخص ہے جس نے رسم کو ترقی دی۔اس نے خط کوفی کو موجودہ رسم' خط نسخ میں تبدیل کیا جس کو اس قدر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رواج ہوا کہ رسم الخط کوفی گویا ناپید ہو گیا' یہی مقبول و مروج رسم الخط علی بن ہلال المعروف ابن البواب کے دور میں مزید مقبول اور ارتقائی منازل سے گزر کر بنو عباس کے سرکاری دفاتر میں رواج پذیر ہوا۔

ظہور اسلام سے کچھ ہی پہلے عربی رسم خط وجود میں آیا دور جاہلیت کے عرب زیادہ تر حفظ و روایت پر ہی اپنی یادداشتوں کا دارومدار رکھتے تھے۔

البتہ حرکات اور نقطے اسلام کے وجود میں آنے کے بعد ایجاد ہوئے جن میں کچھ شکلوں کے موجد ابو الاسود دؤلی ہیں اور ایجاد کی ضرورت یوں پیش آئی کہ اہل عجم قرآن میں حرکات صحیح نہیں پڑھ سکتے تھے چنانچہ زبر' زیر' پیش کے لیے انہوں نے اوپر نیچے آگے پیچھے بطور علامت نقطے ایجاد کیے۔ ابو الاسود کے بعد ان کے دو شاگردوں نصر بن عاصم لیثیؒ اور یحییٰ بن یعمرؒ نے مزید واضح اور منضبط صورتوں پر حرکات کو نقطوں میں ظاہر کیا۔

چنانچہ انہیں دونوں شاگردوں نے حرفوں کی معجمہ (نقطوں والے حروف) اور مہملہ (بے نقطہ حروف) کی تقسیم کی۔ حروف مہملہ کل چودہ حروف مقرر ہوئے جو حسب ذیل ہیں:

ا' ح' د' ر' س' ص' ط' ع' ک' ل' م' ہ' ء۔

معجمہ حروف کل چودہ سمجھے گئے جو یہ ہیں:

ب' ت' ث' ج' خ' ذ' ز' ش' ض' ظ' غ' ف' ق' ن

یاء کا قاعدہ یہ مقرر ہوا کہ کلمہ کے آخر میں آئے تو مہملہ' شروع یا درمیان میں ہو تو معجمہ۔ حرکات کو جب نقطوں کی شکل میں رکھا گیا تو یہ صورت باعث نزاع ہوئی تب امام خلیل بن احمدؒ فراہیدی نے حرکات کو اس شکل میں مقرر کیا جو اس وقت مصاحف میں موجود ہے اور عام طور پر وہی سب کے نزدیک مقبول و

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مروج ہے۔

خلیل بن احمدؒ نے کل آٹھ علامتیں مقرر کیں جو حسب ذیل ہیں :

(۱) فتحہ (۲) ضمہ (۳) کسرہ انفرادی حالت میں اور (۱) فتحہ (۲) ضمہ (۳) کسرہ مکررہ (۴) کسرہ مکررہ، سکون (۵) تشدید (۶) مد (۷) صلہ اور (۸) ہمزہ۔ شکلوں کی حسب ذیل صورتیں قرار پائیں۔

بَ، بُ، بِ، بًا، بٌ، بٍ، بْ، بّ، اُ، آ، أ

یہ علامتیں جو خلیلؒ کی مجوزہ ہیں، درحقیقت سب چھوٹے چھوٹے حروف یا ان حروف کے کچھ مختصر حصے ہیں ان علامتوں اور ان کے مدلولات میں کھلی ہوئی واضح مناسبت پائی جاتی ہے، بخلاف ابوالاسود دؤلیؒ کی اصطلاحوں کے کہ وہ محض اصطلاحات ہی ہیں اور دوال اور مدلولات کے درمیان مناسبت مفقود ہے۔

رسم الخط کی تین قسمیں

(۱) خَطُّ الْمُصْحَف : قرآن مجید میں بہت سے کلمات خلاف قیاس صورت پر مرسوم ہیں، اور یہ رسم عثمانی کی اتباع میں ہے جو باجماعِ صحابہ رضی اللہ عنہم ہے، بلکہ دورِ نبوی ﷺ میں بھی یہ کلمات یونہی مرسوم تھے۔

مثلاً مصحفِ امام میں لاتحین مرسوم ہے، قیاسی رسم کا تقاضہ یہ ہے کہ تَا حِیْن سے جدا لکھی جائے کیونکہ لات کلمہ واحد ہے اور حِیْنَ دوسرا کلمہ ہے۔

اور مثلاً فَمَالِ ھٰؤلاءِ وغیرہ میں لام جارہ کو مجرور سے جدا لکھا گیا ہے۔

ایسے ہی کُلَّمَا اُلْقِیَ فِیْھَا فَوْجٌ میں لفظ کُلَّ کو مَا سے جدا لکھا گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہر حال یہ سُنّتِ مُتَّبَعِہ ہے اور یہ رسم قرآن مجید ہی تک محدود ہے۔

(۲) خَطُّ الْعَرُوضْ : بسا اوقات اوزان شعری کے مطابق کلمات کو قطع کر کے لکھا جاتا ہے۔ ؎۱

(۳) خط اصطلاحی یا خط قیاسی : اس میں بہت سی اصطلاحات مروج ہیں کہیں ملفوظ کو لکھائی میں حذف کرتے ہیں، کہیں حرفِ غیر ملفوظ کا لکھائی میں اضافہ کرتے ہیں۔ کہیں ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف لکھا جاتا ہے مثلاً بشریٰ کہ تلفظ میں الف ہے اور لکھائی میں یاء ہے۔

جس کی تفصیلات انشاء اللہ آئندہ اوراق میں معلوم ہوں گی۔

؎۱ مثلاً یہ شعر ؎

تَلَقَّ الْاُمُوْرَ بِصَبْرٍ جَمِیْلٍ　　وَصَدْرٍ رَحِیْبٍ وَخَلِّ الْحَرَجْ

عروضیین اس طرح لکھیں گے ؎

تَلَقْقَ لْ اُمُوْرَ بِصَبْرِنْ جَمِیْلِنْ　　وَصَدْرِنْ حِیْبِنْ وَ خَلْلِ لْ حَرَجْ

ترجمہ: ؎ حالات کا سامنا خوبصورت صبر اور کشادہ سینے کے ساتھ کر، اور کسی رکاوٹ کی پرواہ نہ کر۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب اول ---- ہمزہ کے بیان میں

اس باب میں چھ مباحث ہیں

مبحث اول (الف) :

پہلی بحث :

شروع کلمہ کا ہمزہ الف کی شکل میں لکھا جاتا ہے ہمزہ ابتدائے کلمہ میں بشکل الف لکھا جاتا ہے۔

جب ہمزہ شروع کلمہ میں واقع ہو اور کسی بھی لحاظ سے اسے متوسطہ نہ کہا جا سکے اس کو مبتدیہ کہا جاتا ہے۔ ایسا ہمزہ ہمیشہ بشکل الف لکھا جاتا ہے۔ خواہ ہمزۂ قطعی ہو جیسے اَنْزَلَ۔ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ۔ اِيَّاكَ۔ اِنْ كُنْتُمْ۔ وَلَهٗ اُمْتٌ۔ یا وصلی جیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ۔ اِجْتَبَاهُ۔ سَبِّحِ اسْمَ۔ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ۔ اُقْتُلُوْا۔

مذکورہ مثالوں سے آپ نے سمجھ لیا ہو گا کہ مفتوح، مضموم، مکسور تینوں قسم کے ہمزۂ مبتدیہ کا ایک ہی حکم ہے۔ یعنی مرسوم ہو گا۔

مبحث اول (ب)

ہمزۂ مبتدیہ، متوسطہ بالزوائد :

(ا) قاعدہ : وہ ہمزہ جو کلمہ کے شروع میں حقیقتاً نہ ہو بلکہ حکماً ہو تو جب اس پر ہمزۂ استفہام داخل ہو جائے۔ یا ھآء تنبیہ، یا اسم زمان یا لام مفتوحہ تو اس ہمزہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو الف کی شکل پر نہیں بلکہ ہمزہ کی حرکت کے موافق جو حرف مد ہو اس کی شکل پر لکھا جائے گا۔ مثلاً

هٰؤُلَآءِ- يَوْمَئِذٍ- حِيْنَئِذٍ- سَاعَتَئِذٍ- لَأَنْتَ يُوْسُفُ أَؤُنَبِّئُكُمْ- أَؤُ نْزِلَ- لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا- أَئِفْكًا - أَأَسْجُدُ-

مگر یہ اس وقت ہے کہ ہمزۂ وصلی نہ ہو' لہذا ہمزۂ وصلیہ مبتدیہ متوسط بالزوائد' محذوف ہو گا جیسے

أَصْطَفَى الْبَنَاتِ؟ أَشْتَرَيْتَ هٰذَا؟

قاعدہ (۲) : ہمزہ مضارع پر حرف سین داخل ہو جیسے سَأَصْرِفُ سَأُكْرِمُ یا ہمزۂ مبتدیہ پر اَلْ یا فَا یا باجارہ یا تاءِ جارہ یا کاف جارہ یا لام جارہ یا لام تعلیل یا لام قسم واؤ داخل ہو تو ہمزہ بصورت الف ہی لکھا جائے گا مثلاً لَأَنَّكَ تَقُوْلُ لِإِيْلٰفِ قُرَيْشٍ-

قاعدہ (۳) : وہ اَنْ مصدریہ جس کے بعد لا نافیہ واقع ہو اگر اس اَنْ پر لام مکسورہ داخل ہو تو یہ ہمزہ ہمیشہ یاء لکھا جائے گا جیسے لِئَلَّا يَعْلَمَ- لِئَلَّا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ-

قاعدہ (۴) : ہمزہ مبتدیہ سے پہلے اگر ہمزۂ وصلیہ مضمومہ داخل ہو جائے تو ہمزۂ وصلیہ بشکل الف اور ہمزۂ مبتدیہ بشکل واؤ لکھیں گے مثلاً اُؤْتُمِنَ اور اگر ہمزۂ وصل مکسور ہو تو ہمزۂ وصلیہ بشکل الف اور ہمزۂ مبتدیہ بشکل یاء جیسے اِيْتِ اِيْتَمَرَ-

قاعدہ (۵) : صیغہ ماضی یا امر کے شروع میں ہمزۂ مبتدیہ پر اگر فا یا واؤ داخل ہو تو یہ ہمزۂ مبتدیہ بشکل الف ہی لکھا جائے گا جیسے فَأْتُوْا- وَأْتُوْا-

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاْتُمِنَ ۔

مبحث ثانی :

وسط کلمہ میں ہمزہ بصورت الف :

تین حالتوں میں وسط کلمہ کا ہمزہ الف کی صورت میں لکھا جاتا ہے۔

قاعدہ (۱) : ہمزہ ساکنہ متوسطہ، فتحہ کے بعد بشکل الف لکھا جاتا ہے جیسے

رَأْسٌ ۔ كَأْسٌ ۔ بَأْسٌ ۔ طُمَأْنِيْنَةٌ ۔ يَأْمُرُ وَأْمُرْ ۔ فَأْتُوْ ۔ شَأْنٌ ۔

قاعدہ (۲) : ہمزہ مفتوحہ متوسطہ، فتحہ کے بعد بشکل الف لکھا جاتا ہے

جیسے سَأَلَ ۔ مُتَأَمِّلٌ ۔ نَأَىٰ ۔ يَتَأَخَّرُ ۔ اِشْمَأَزَّتْ ۔ قَرَأَ ۔

قاعدہ (۳) : ہمزہ مفتوحہ بعد حرف صحیح ساکن بشکل الف لکھا جاتا ہے

جیسے مِرْاَةٌ ۔ مَسْأَلَةٌ ۔ يَنْأَىٰ ۔ مَلْأَى ۔ جُزْأَيْنِ ۔ يَسْأَلُ ۔ مَشْأَةٌ ۔ فَجْأَةٌ ۔

مبحث ثالث :

ہمزہ متوسطہ بشکل واؤ :

ہمزہ متوسطہ پانچ حالتوں میں بشکل واؤ مرسوم ہوتا ہے۔

قاعدہ (۱) : ہمزہ ساکن ما قبل مضموم ہو تو بشکل واؤ لکھتے ہیں جیسے لُؤْلُؤٌ،

يُؤْمِنُ، رُؤْيَةٌ، سُؤْرٌ، اُؤْتُمِنَ، بُؤْسٌ ۔

قاعدہ (۲) : ہمزہ متوسطہ مفتوحہ بعد ضم بشکل واؤ لکھا جاتا ہے جیسے

مُؤَلَّفٌ ۔ سُؤَالٌ ۔ يُؤَجِّلُ ۔ لَاتُؤَاخِذْنَا ۔ مُؤَجَّلٌ ۔ مُؤَذِّنٌ ۔

قاعدہ (۳) : ہمزہ متوسطہ مضمومہ بعد سکون بشکل واؤ لکھا جاتا ہے جیسے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هَآؤُمُ– اَلتَّنَاؤُبُ– اَرْؤُسٌ–

قاعدہ (۴) : ہمزہ وسط کلام میں ہو، مضموم بعد فتحہ واقع ہو– ہمزہ سے پہلے یا بعد کوئی حرف لین یا حرف مدنہ ہو تو وہ ہمزہ مضمومہ بشکل واؤ لکھا جائے گا– جیسے (لَؤُ) یَؤُمُّ– اَؤُلْقِی– اَؤُوّلُ–

قاعدہ (۵) : ہمزہ متوسطہ مضمومہ بعد ضم بشکل واؤ لکھا جاتا ہے جیسے : نُؤُمٌ– شُؤُنٌ.

خلاصہ :

ہمزہ متوسطہ دوجگہ بشکل واؤ لکھا جاتا ہے–

(۱) جس وقت مضموم ہو اور ماقبل مفتوح یا مضموم یا ساکن ہو–

(۲) جس وقت مفتوح ہو یا ساکن ہو اور ماقبل مضموم ہو–

مبحث رابع :

وہ ہمزہ متوسطہ جو بشکل یا لکھا جاتا ہے–

ہمزہ متوسطہ سات حالتوں میں بشکل یا لکھا جاتا ہے–

قاعدہ (۱) : جس وقت ہمزۂ متوسطہ مضموم بعد الکسر ہو جیسے مِئُونْ، فِئُونْ– تُبَوِّئُہ.

قاعدہ (۲) : جس وقت ہمزہ متوسطہ مفتوح بعد الکسر ہو جیسے فِئَةٌ رِئَةٌ– نَاشِئَةٌ.

نوٹ : لفظ مِائَةٌ اور مِائَتَیْن میں ہمزہ بشکل یاء سے پہلے الف بھی لکھا جاتا ہے کیونکہ عدد ہے کوئی شخص جعل سازی کرتے ہوئے مِنْهُ سے تبدیل نہ کر دے–

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاعدہ (۳) : ہمزہ متوسطہ ساکنہ بعد الکسر ہو جیسے بِئْرٌ، بِئْسَ، ذِئْبٌ۔

قاعدہ (۴) : ہمزۂ متوسطہ مکسورہ بعد الکسر ہو جیسے مِئِیْنَ، فِئِیْنَ، اِلْطِئِیْ.

قاعدہ (۵) : ہمزۂ متوسطہ بعد ضمہ ہو جیسے سُئِلَ، رُئِیَ

قاعدہ (۶) : ہمزۂ متوسطہ مکسورہ بعد (فتح ہو) فتحہ ہو جیسے مُطْمَئِنٌّ۔ یَئِنٌّ

قاعدہ (۷) : ہمزہ متوسطہ مکسورہ بعد سکون ہمیشہ بشکل یا لکھا جاتا ہے خواہ وہ ساکن صحیح ہو یا حرف علت جیسے اَسْئِلَةٌ۔ مَسَائِلُ اَفْئِدَةٌ۔ ضَوْئِیْ.

خلاصہ :

ہمزۂ متوسطہ دو حالتوں میں بشکل یا لکھا جاتا ہے۔

(۱) جب ہمزہ مکسور ہو اور اس کے ما قبل فتحہ یا کسرہ یا ضمہ یا سکون ہو۔

(۲) جب ہمزہ مفتوح یا مضموم یا ساکن ہو اور ما قبل مکسور ہو۔

مبحث خامس :

وسطِ کلمہ میں وہ ہمزہ جو مفرد لکھا جاتا ہے :

وسطہ کلمہ میں دو حالتوں میں ہمزہ مفرد لکھا جاتا ہے۔ یعنی کسی حرف علت کی صورت میں نہیں لکھا جاتا۔ بلکہ رَأْسُ الْعَیْنِ (عین کا سرا) کی صورت میں لکھتے ہیں پہلا نام علماء رسم عثمانی کے یہاں رائج ہے۔ اور دوسرا علماء لغت کے یہاں بہر حال ہمزہ کی اس شکل کے موجد خلیل بن احمد ہیں۔

قاعدہ (۱) : ہمزہ متوسطہ مفتوح ہو اور اس کے ما قبل حرف مد یا حرف لین ہو تو ہمزہ مفرد لکھا جاتا ہے۔ جیسے : تَفَاءَ لَ۔ اَلسَّمَوْءَ لُ ۔ جَزَاءَ انِ.
جُزْءَیْنِ۔ قِرَاءَ اتٌ۔ تَرَاءَ تْ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاعدہ (۲) : ہمزہ متوسطہ جس کے بعد حرف مدہ واقع ہو جیسے سُوْءٰ ی- رُءُوْسٌ- رَءُوْفٌ- اِسْرَاءِیْلُ- جِبْرَاءِیْلُ- اَلْجَاءِ یْ-

پہلا قاعدہ جمہور کے یہاں ہے اس کے مطابق یوں لکھا جائے گا خَطِیْئَةٌ- مَشِیْئَةٌ.

لیکن اکثر متاخرین یوں فرماتے ہیں کہ یہ ہمزہ جب بعد یاء ساکنہ کے واقع ہو تو ہمزہ کے لیے ایک شوشہ بنایا جائے اور اس شوشہ پر ہمزہ بصورت ''ء'' لکھا جائے گا- یعنی مَشِیْئَةٌ- خَطِیْئَةٌ- رَدِیْئَةٌ- شَیْئَان-

اسی طرح دوسرے قاعدہ میں وہ ترمیم کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر ہمزہ کے بعد یا ہو تو ہمزہ بصورت یا لکھ کر اس پر ہمزہ بنایا جائے- جیسے اَلنَّسَائِیْ- اَلنَّائِیْ- عِزْرَائِیْلُ- مِیْکَائِیْلُ- رَئِیْسٌ-

مبحث سادس :

ہمزہ کلمہ کے آخر میں :

وہ ہمزہ جو کلمہ کے آخر میں ہو اس کے چار حال ہیں :

قاعدہ (۱) : ہمزہ متطرفہ یعنی وہ ہمزہ جو کلمہ کے آخر میں ہو اور اس کے ما قبل فتحہ ہو' وہ بصورت الف لکھا جاتا ہے- جیسے قَرَاَ- مَلْجَاَ- صَدَاَ- یَمْلَاْ- یَقْرَاُ- یُنْشَاُ- یَتَفَیَّاُ- اَتَوَکَّاُ-

قاعدہ (۲) : ہمزہ متطرفہ جس کا ما قبل مضموم ہو- بصورت واؤ لکھا جاتا ہے جیسے لُؤْلُؤٌ- هُزُؤٌ-

قاعدہ (۳) : ہمزہ متطرفہ جس کا ما قبل مکسور ہو بصورت یاء لکھا جاتا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسے اُبَرِّئُ، مُنْشِیئٌ، قَارِئٌ، مُبْتَدِئٌ ۔

نوٹ :

تینوں قاعدوں کا حاصل یہ ہوا کہ ہمزہ متطرفہ کا ماقبل متحرک ہو تو وہ ہمزہ اپنے حرف ماقبل کی حرکت کے موافق حرف مد کی صورت میں لکھا جاتا ہے۔

قاعدہ (۴) : ہمزہ متطرفہ محذوف الشکل ہوگا صرف راسُ العین لکھا جائے گا۔

اس کی دو شکلیں حسب ذیل ہیں :

(الف) ہمزہ متطرفہ کا ماقبل ساکن ہو (خواہ صحیح ہو یا حرف علت) جیسے : جُزْءٌ، جَزَاءً، بِسُوْءٍ، مِلْءٌ، صَفَاءٌ، هَنَاءٌ، يُعِنْئُ، دَنِیْءٌ، یَجِیْءٌ، بَرِیْءٌ، قُرْءٌ، دِفْءٌ ۔

(ب) ہمزہ متطرفہ کا ماقبل واؤ مشدد ہو جیسے اَلتَّبَوُّءُ، یَتَبَوَّءُ .

یہاں ہمزہ کے مباحث ختم ہوئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب دوم ----- الف کا رسم :

یعنی الف کی لکھائی کے قیاسی اصول

اس باب میں پانچ مباحث ہیں

(الف)

اہل اصول اس کو الف لینیہ کہتے ہیں یعنی نرمی سے پڑھا جانے والا۔

مقصود یہ ہوتا ہے کہ ہمزہ سے احتراز ہو جائے جو جھٹکے سے پڑھا جاتا ہے اور اپنی بہت سی شکلوں میں بشکل الف ہی لکھا جاتا ہے' جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے۔

یاد رہے کہ الف ہمیشہ ساکن ما قبل مفتوح ہوتا ہے اور نرمی سے ادا ہوتا ہے۔

الف لینیہ کا بیان پانچ مباحث پر مشتمل ہے۔

مبحث اول : (الف)

الف لینہ جو ہمیشہ ساکن ما قبل مفتوح ہوتا ہے جیسے سَمَا' اَلْعُلَا اس کا محل وقوع ہمیشہ یا وسط کلمہ ہوتا ہے یا آخر۔ گویا شروع میں نہیں ہوتا۔

قاعدہ (ا) : جو الف وسط کلمہ میں ہو وہ ہمیشہ بشکل الف ہی لکھا جاتا ہے۔ عام اس سے کہ اس کا توسط اصلی ہو جیسے قَالَ' عَامِرٌ یا عارضی ہو جیسے فَتَاكَ' يَخْشَانِيْ' رَمَانِيْ اور جیسے اِلَامَ' عَلَامَ' حَتَّامَ' عَتَّاكَ ۔

تشریح :

الیٰ' علیٰ' حتی تینوں حروف جارہ ہیں جو مَا استفہامیہ پر داخل ہیں تخفیفاً

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَا کا الف حذف کر دیا گیا- بعض مرتبہ اس مَ پر ہائے سکتہ لاحق کی جاتی ہے تو اس لکھائی کی اصلی صورت ہی ہو گی یعنی اِلٰی مَهْ، عَلٰی مَهْ، حَتّٰی مَهْ -

مبحث ثانی :

آخر کلمہ میں الف بشکل الف ہی لکھا جاتا ہے اس کے لیے حسب ذیل الفاظ ہیں :

قاعدہ (۱) : الف حروف معانی کے آخر میں ہو جیسے لَوْ لَا، لَوْمَا، اَلَا، کِلَا، اِذَا، خَلَا، عَدَا، حَاشَا -

تنبیہ : اس قاعدہ سے چار حرف مستثنیٰ ہیں ان کا الف بشکل یا لکھا جاتا ہے اور وہ حسب ذیل ہیں :

اِلٰی، عَلٰی، حَتّٰی، بَلٰی-

قاعدہ (۲) : اسماء مبنیہ کے آخر میں بھی الف بشکل الف ہی مرسوم ہوتا ہے جیسے اَنَا، ذَا، مَهْمَا، هُنَا -

تنبیہ : اس سے پانچ الفاظ مستثنیٰ ہیں-

اَنّٰی، مَتٰی، لَدٰی، اُوْلٰی (اسم اشارہ) اُلٰی (اسم موصول)

قاعدہ (۳) : منادی میں یا متکلم کے عوض میں بدل کر جو الف لایا جاتا ہے وہ بشکل الف ہی لکھا جاتا ہے-

منادی کے ساتھ، مندوب اور مستغاث کا بھی یہی اصول ہے جیسے یَاغُلَامَا، وَارَاْسَا، یَادَبَّا-

نوٹ : الف اطلاق، الف اشباع، نون تنوین یا نون تاکید سے بدلے ہوئے الف بھی بشکل الف ہی لکھے جاتے ہیں-

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاعدہ (۴) : فعل ثلاثی یا اسم ثلاثی میں واؤ سے بدلا ہوا الف بھی بشکل الف ہی لکھا جاتا ہے جیسے :

عَصَا ، اَقْصَا ، ذُرَا ، سَمَا ، دَعَا۔

قاعدہ (۵) : اسماء عجمی کے آخر میں الف ہمیشہ بشکل الف ہی لکھا جاتا ہے خواہ ثلاثی ہو یا غیر ثلاثی۔ اور عام ہے کہ اسماء اشخاص ہوں یا اسماء بلاد و طیور وغیرہ ہوں۔ جیسے اغا ، یَهُوْذَا ، زُلَیْخَا ، طَنْطَا ، طَهْطَا ، اَلْمَانِیَا ، رُوْسِیَا بَیْغَا ، مُوْسِیْقَا۔

تنبیہ : اس اصول سے صرف چار اسماء مستثنٰی ہیں مُوْسٰی ، عِیْسٰی ، کِسْرٰی ، بُخَارٰی۔

قاعدہ (۶) : ہر وہ لفظ (غیر علم) جس کا آخر الف ہو اور اس الف سے پہلا حرف یا ہو تو وہ بشکل الف ہی لکھا جاتا ہے۔ جیسے اِسْتَحْیَا ، اَحْیَا ، سَجَایَا ، عَیَا ، زَوَایَا ، تَزَیَّا۔

اور اگر علم ہو تو الف بشکل یا لکھا جاتا ہے جیسے یَحْیٰی۔

مبحث ثالث :

دو حالتوں میں آخری الف کو بشکل یا لکھا جاتا ہے۔

قاعدہ (۱) : جب الف یاء سے بدلا ہوا ہو اور لفظ اسم ثلاثی یا فعل ثلاثی ہو جیسے سَعٰی ، رَمٰی ، یُوْحٰی ، فَتٰی ، هَوٰی۔

قاعدہ (۲) : اسماء و افعال رُباعیہ کے آخر میں الف بصورت یاء لکھا جاتا ہے جیسے صُغْرٰی ، کُبْرٰی ، سَلْمٰی ، عَذَارٰی ، اَغْنٰی ، زَکّٰی ، اٰوٰی ، اِهْتَدٰی ،

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسْتَغْفٰی -

مبحث رابع :

یہ مسئلہ کہ الف واؤ سے بدلا ہوا ہے یا یاء سے کتب لغت سے حل ہو سکتا ہے- تاہم اسماء میں تثنیہ یا جمع سے معلوم ہو سکتا ہے جیسے عَصَا' قَطَا کہ ان کا تثنیہ عَصَوَان' قَطَوَان آتا ہے اور جیسے فَتٰی - رُحٰی ان کا تثنیہ فَتَیَان' رُحَیَان ہے- اور افعال میں تا' نون اور نا کے الحاق سے اصل معلوم ہو سکتی ہے جیسے رَمٰی میں رَمَیْتَ' رَمِیْنَ' رَمِیْنَا ہے اور دَعَا میں دَعَوْتُ' دَعَوْنَ' دَعَوْنَا -

بعض افعال واوی اور یائی دونوں طرح آئے ہیں جیسے عَزَا کہ عَزَوْتُ اور غَزَیْتُ دونوں صحیح ہیں لہذا (دیکھنے) لکھنے میں بھی اختیار ہے کہ الف بشکل یا اور بشکل الف دونوں طرح لکھنا صحیح ہے اسی طرح کَنَا' صَفَا' مَحَا' نَمَا' جَلَا' طَحَا' واوی اور یائی دونوں اصل ہیں-

مبحث خامس :

اسم ثلاثی یا فعل ثلاثی میں پانچ علامات میں سے کسی علامت کا ہونا الف کے یائی الاصل ہونے کی دلیل ہے-

(۱) امالہ : یعنی بین الفتح والکسر پڑھنا جیسے کَفٰی' اَلْعُلٰی

(۲) کلمہ واؤ سے شروع ہو- جیسے وَعٰی' اَلْوَرٰی

(۳) کلمہ کے وسط میں واؤ ہو جیسے غَوٰی - اَلْهَوٰی

(۴) کلمہ کی ابتداء ہمزہ سے ہو رہی ہو جیسے اَبٰی' اَتٰی' اَلْاَذٰی

(۵) کلمہ کے وسط میں ہمزہ ہو جیسے رَاٰی' اَللّٰاٰی (بمعنی نیل گائے)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب سوم:

مقطوع و موصول

مقطوع و موصول کی اہمیت

قاری و مقری کے لیے مقطوع اور موصول کا جاننا انتہائی ضروری ہے۔ اس لیے کہ جہاں دو کلمے مصاحف عثمانیہ میں مقطوع یعنی علیحدہ علیحدہ لکھے ہوئے ہیں۔ وہاں پہلے کلمہ پر وقف جائز ہے۔ بخلاف موصول کے کہ پہلے کلمہ پر وقف جائز نہیں کیونکہ قراء کے نزدیک وقف کی تعریف یہ ہے کہ اخیر کلمہ غیر موصول پر سانس توڑ کر ٹھہرنا۔ نیز وقف میں قانون ہے کہ وقف تابع رسم الخط ہوتا ہے۔ جب قاری کو مقطوع اور موصول کا علم ہوگا۔ تو وقف صحیح طور پر کر سکے گا۔ اگر علم نہیں ہے تو وقف کرنے میں غلطی کرے گا۔ لہذا قاری و مقری کے لیے مقطوع اور موصول کا جاننا ضروری ہوا۔

نیز مقطوع اور موصول کا جاننا اس لیے بھی ضروری ہے کہ تجوید کے بعض قواعد کا تعلق بھی مقطوع اور موصول سے ہے۔ جیسا کہ نون ساکن کے بعد لام۔ را میں سے کوئی حرف آئے تو علامہ جزریؒ کے نزدیک ادغام بالغنہ بھی جائز ہے جیسے اَنْ لَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰهَ. اگر موصول یعنی ملا کر لکھا گیا ہے جیسے اَلَّا تَعْبُدُوْا تو اس وقت غنہ جائز نہیں ہوگا اس قانون پر عمل کرنے کے لیے بھی مقطوع اور موصول کا جاننا ضروری ہے۔

لہذا انہی امور کے پیش نظر ہم اپنی کتاب میں مقطوع اور موصول کی بحث تفصیل کے ساتھ کرتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وصل و قطع کی تقسیم اور بعض قواعد

قطع : کلمہ کو جدا لکھنا کہ ما قبل اور مابعد دونوں سے جدا ہو-

وصل : دو یا زیادہ کلموں کو ملا کر اس طرح لکھنا کہ بمنزلہ ایک کلمہ کے ہو جائیں-

ابتدائی اصول :

(۱) ہر وہ کلمہ کہ اس سے ابتدا کرنا اور اس کے آخر میں وقف کرنا دونوں صحیح ہوں-واجب ہے کہ اس کلمہ کو ما قبل و مابعد سے ملائے بغیر جدا لکھا جائے-
جیسے اسماء ظاہرہ اور ضمائر منفصلہ (مرفوع منفصل اَنَا' نَحْنُ' اَنْتَ' منصوب منفصل اِیَّاكَ اِیَّاہُ)

لہذا ان ضمائر منفصل کو اسماء یا افعال یا حروف کسی کے ساتھ بھی متصل کر کے لکھنا صحیح نہیں- مگر حروف سے وہ حروف مراد ہیں جو یک حرفی نہ ہوں یک حرفی ہوں تو ملا کر ہی لکھیں گے جیسے كَنَحْنُ-

قاعدہ (۲) : ہر وہ کلمہ کہ اس سے ابتدا کرنا تو صحیح ہو مگر اس پر وقف نہ کیا جاتا ہو یا اس کے بر عکس ایسا کلمہ جس پر وقف تو کیا جا سکے مگر اس سے ابتدا نہ کی جاتی ہو' واجب ہے کہ ایسے کلمہ کو دوسرے کلمہ سے ملا کر لکھا جائے وصل سے وہ دوسرے کلمہ کا بمنزلہ جز کے ہو جائے گا-وصل و قطع کے باب میں آگے پانچ بحثیں آتی ہیں-

مبحث اول :

وہ کلمات جن سے ابتدا تو ہو سکے مگر ان پر وقف نہ کیا جاتا ہو' واجب ہے کہ ان کو مابعد سے ملا کر لکھا جائے-

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) حروف جو وضعی طور پر ہی ایک ایک حرف ہیں جیسے :

اَلْبَاءُ ' اَلتَّاءُ ' اَللَّامُ ' اَلْكَافُ ' اَلْفَاءُ ' اَلسِّیْنُ

مثلاً عِلْمٌ بِلَا عَمَلٍ كَشَجَرَةٍ بِلَا ثَمَرٍ

(۲) اَل جیسے اَلْكِتَابُ ' اَلْمَدِیْنَةُ ' اَلْعِلْمُ

(۳) اذ منونہ کی طرف مضاف ہونے والے ظروف جیسے :

یَوْمَئِذٍ ' لَیْلَتَئِذٍ ' سَاعَتَئِذٍ

(۴) مرکب مزجی جیسے بَعْلَبَكُّ ' مَعْدِیْكَرَبُ مگر اَحَدَ عَشَرَ وغیرہ اس میں داخل نہیں۔

(۵) اکائیوں کو لفظ مِائَةَ کی طرف مضاف کیا گیا ہو تو موصول لکھنا ضروری ہے مثلاً ثَلٰثُمِائَةٍ ' اَرْبَعُمِائَةٍ ' تِسْعُمِائَةٍ وغیرہ بمعنی تین سو' چار سو' نو سو۔

کسور کی اضافت مگر مِائَةٍ کی طرف ہو تو ملا کر نہیں لکھیں گے مثلاً ثُلُثُ مِائَةٍ (سو کا تہائی) رُبْعُ مِائَةٍ (سو کا چوتھائی) خُمْسُ مِائَةٍ (سو کا پانچواں حصہ)

مبحث ثانی :

وہ کلمات کہ ان پر وقف تو کیا جاسکے مگر ان سے ابتدا نہ کی جاسکتی ہو تو ضروری ہے کہ ان کو ما قبل سے ملا کر لکھا جائے۔ ایسے کلمات پانچ قسم کے ہیں :

(۱) تمام ضمائر متصل جیسے كَتَبْتُ ' كَتَبْنَا ' اَكْرَمَنِیْ ' اِنَّنَا ' اِنَّكَ ' اَذْبَحُكَ ' غُلَامِیْ نَفْسُهٗ ' كِتَابُكَ.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) علامت تانیث: جیسے مُؤْمِنَةٌ -

(۳) علامت تثنیہ: جیسے اَلرَّجُلَان.

(۴) علامت جمع مذکر و مؤنث سالم: جیسے المسلمون' المؤمنون'
اِنَّ الْمُؤْمِنَاتِ لَنَاجِيَاتٌ -

(۵) نون بنائے تاکید وغیرہ: جیسے لَنَسْفَعًا

مبحث ثالث:

وہ کلمات جو کبھی موصول اور کبھی مقطوع ہوتے ہیں ایسے کلمات چار ہیں:
مَا' مَنْ' اِنْ' اَنْ.

مَا کی دو قسمیں ہیں۔اسمیہ 'حرفیہ پھر اسمیہ کی پانچ قسمیں ہیں:

(۱) استفہامیہ (۲) شرطیہ (۳) تعجُّبِیَّۃ (۴) موصولہ (۵) موصوفہ۔

(۱) مَا استفہامیہ کو حسب ذیل حروف جارہ کے ساتھ ملا کر لکھا جاتا ہے:
مِنْ' اِلٰی' عَنْ عَلٰی' فِیْ' حَتّٰی' بَا' لَام جیسے مِمَّ تَشْكُرْ تجھے کس چیز کی شکایت ہے؟ اِلَامَ هٰذَا لَكَسْلُ کب تک یہ سستی؟ عَمَّ يَتَسَآءَ لُوْنَ یہ لوگ کس چیز کو پوچھتے ہیں؟ عَلَامَ تَسْتَنِدُ کس چیز پر سہارا کرتا ہے؟ فِيْمَ تُذَاكِرُ تو کس چیز میں مذاکرہ کر رہا ہے؟ حَتَّامَ تَتَهَاوَنُ کب تک سستی کرے گا بِمَ اُكَافِئُكَ میں تجھے کس چیز کا بدلہ دوں۔ لِمَ لَا تَحْتَرِمُ اِخْوَانَكَ تو اپنے دوستوں کا احترام کیوں نہیں کرتا۔

تنبیہ: مَا استفہامیہ کی طرف جو لفظ مضاف ہو تو وہ اپنے مضاف سے موصول لکھا جاتا ہے جیسے بِمُقْتَضَامَ فَعَلْتَ كَذَا تو نے کس تقاضا سے یہ کام کیا؟

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) مَا شرطیہ کی مثال جیسے وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ اس صورت میں حکم یہ ہے کہ ما کو مقطوع لکھا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ صدارت کلام کو چاہتا ہے اسی طرح فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ۔

(۳) مَا تعجبیہ جیسے مَا اَجْمَلَ هٰذَا الْخَط (یہ خط کس قدر خوب صورت ہے) یہ مَا کبھی کسی سے موصول نہیں ہوتا۔ مقطوع لکھا جاتا ہے۔

(۴) مَا موصولہ یعنی وہ جو بمعنی اَلَّذِیْ ہوتا ہے جیسے اِنَّ مَاقُلْتَهٗ مَلِيْحٌ جو بات تونے کہی وہ بڑی مزیدار ہے۔

اس کا حکم یہ ہے کہ اس سے پہلے اگر عَنْ یا فِیْ یا سَیٌّ ہو تو ملا کر لکھتے ہیں ورنہ مقطوع جیسے لَا سِيَّمَا۔

(۵) ما نکرہ موصوفہ ہو تو موصول لکھا جاتا ہے جیسے:

رُبَّمَا حَسَنٌ لَدَيْكَ قَبِيْحٌ عِنْدَ غَيْرِكَ۔

(بہت سی چیزیں ایسی ہیں کہ تیرے نزدیک اچھی اور دوسروں کے نزدیک بُری ہیں)

اور اگر یہ مَا ماقبل کی صفت ہو تو مقطوع ہوتا ہے۔ جیسے : اَعْطَيْتُهٗ عَطِيَّةً مَّا (میں نے اس کو کچھ تھوڑا بہت دے دیا)

اور جب یہ نِعْمَ کے ساتھ آئے اور اس کی عین کو کسرہ دے کر دونوں میموں کا ادغام کیا جائے تو موصول لکھا جائے گا جیسے نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ لیکن جب یہ کسرہ نہ دیا جائے اور ادغام بھی نہ کیا جائے تو فا کو مقطوع لکھیں گے جیسے نِعْمَ مَا يَقُوْلُ الْاَدِيْبُ (کیا خوب ہے وہ جو ادیب کہتا ہے)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبحث رابع :

ماحرفیہ کی بھی پانچ قسمیں ہیں۔(۱) نافیہ (۲) کافہ (۳) زائدہ (۴) مُهَيِّئَة (۵) مصدریہ۔

(۱) ان پانچ قسموں میں سے صرف پہلی قسم نافیہ کو مقطوع لکھا جاتا ہے جیسے وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ -

اور باقی تمام انواع میں یہ موصول ہوتا ہے چنانچہ :

(۲) کافہ عن العمل جیسے طَالَمَا نَصَحْتُكَ (میں نے تجھے بسا اوقات نصیحت کی) اِنَّما يُوْحٰى اِلَيَّ (بے شک مجھ پر وحی نازل کی جاتی ہے) اِنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ- كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ- لٰكِنَّمَا اَسْعٰى لِمَجْدٍ مُؤَثَّلٍ . (لیکن میں ایک پائیدار شرف کے لیے کوشش کرتا ہوں)۔ رُبَّمَا اِشَارَةٌ اَبْلَغُ مِنْ عِبَادَةٍ (بہت سے اشارے بولنے سے زیادہ بلیغ ہوتے ہیں) نادانی حِيْنَمَارَ اٰنِيْ (اس نے مجھے جس وقت دیکھا تو آواز دی) وغیرہ۔

(۳) زائدہ : یعنی جو عامل اور معمول کے درمیان زائدہ واقع ہو جیسے عَمَّاقَلِيْلٍ – مِمَّا خَطَا يَاهُمْ موصول ہونے کی وجہ سے عَنْ اور مِنْ کا نون نہیں لکھا جائے گا- اَيْنَمَا يَتَوَجَّهُ الْعَالِمُ يَلْقَ اِكْرَامًا (عالم جہاں بھی جائے عزت پاتا ہے) اِنْ شرطیہ کے ساتھ ہو جیسے اِمَّا يَبْلُغَنَّ وصل کی بنا پر اِنْ کا نون حذف ہو گیا-

(۴) مُهَيِّئَة : یعنی وہ مَا جو رُبَّ کو فعل پر داخل ہونے کے لیے تیار کرتا ہے جیسے رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا -

16875

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵) مصدریہ : اپنے مابعد کو مصدر کے معنی میں منتقل کرنا جیسے اِجْلِسْ کَمَا جَلَسَ الْاَمِیْرُ یعنی کَجُلُوْسِہٖ۔

ما حسب ذیل تمام صورتوں میں موصول ہوتا ہے۔

(۱) لفظ کُلٌّ منصوب علی الظرفیۃ کے ساتھ جیسے کُلَّمَا اَضَاءَ لَهُمْ۔

(۲) لفظ مثل کے ساتھ جیسے مِثْلَمَا اَنَّکُمْ تَنْطِقُوْنَ.

(۳) لفظ رَیْثَ کے ساتھ جیسے مَا وَقَفْتُ عِنْدَهٗ اِلَّا رَیْثَمَا کَتَبَ الْجَوَابَ (میں نے اسکے پاس صرف اتنی ہی دیر قیام کیا کہ جتنی دیر میں اس نے جواب لکھا)

مبحث خامس :

قاعدہ (۱) : مَنْ خواہ استفہامیہ ہو، موصولہ ہو، موصوفہ ہو یا شرطیہ ہو۔ جب اس پر حرف جارہ میں سے مِنْ یا عَنْ داخل ہو تو وصل ہو گا اور مِنْ اور عَنْ کے نون حذف کیے جائیں گے جیسے مِمَّنِ اشْتَرَیْتَ هٰذَا۔ عَمَّنْ تَسْاَلُ۔

قاعدہ (۲) : مَنْ استفہامیہ کے شروع میں فِيْ حرف جار داخل ہو تو وصل ضروری ہے جیسے فِیْمَنْ تَرْغَبُ۔

قاعدہ (۳) : فِيْ، مِنْ، عَنْ اگر مَنْ کے بعد آئیں تو قطع ضروری ہے۔ جیسے مِنْ، مَنْ هٰؤُلَاءِ تَرْغَبُ۔

قاعدہ (۴) : لفظ مَنْ ذیل کے الفاظ کے ساتھ مقطوع ہو گا۔ مَنْ، کُلُّ، اَیُّ، ضمیر اسم اشارہ جیسے مِنْ مَّعَكَ، کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ۔ مَنْ اَیُّکُمْ۔ مَنْ هُوَ، مَنْ هٰذَا۔

قاعدہ (۵) : اِنْ شرطیہ کے بعد لَا ہو تو موصول لکھا جائے گا اور نون

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حذف ہوگا جیسے اِلَّا تَنْصُرُوْهُ -

قاعدہ (٦) : اِنْ شرطیہ کے بعد لَمْ یا لَنْ ہو تو مقطوع کہا جائے گا اور یہی حکم اَنْ (بفتح ہمزہ) کا بھی ہے جیسے وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ اور اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ.

قاعدہ (٧) : اَنْ کی تین قسمیں ہیں :

(١) ناصبہ مصدریہ (٢) مخفّفہ مِنَ المثقلہ (٣) مفسرہ ناصبہ مصدریہ' لَا کے ساتھ موصول لکھا جائے گا- اور وصل کی وجہ سے اَنْ کا نون نہیں لکھا جائے گا- خواہ اس سے پہلے لام تعلیلیہ آئے جیسے لِئَلَّا يَعْلَمَ یا نہ آئے جیسے يَجِبُ اَلَّا تُسْهِمُلَ فِي الْوَاجِبِ عَلَيْكَ (ضروری ہے کہ نہ کوتاہی کرے تو اس فرض میں جو تجھ پر عائد ہوتا ہے-)

باقی دونوں صورتوں میں مقطوع لکھا جاتا ہے- مخفّفہ من المثقلہ کی مثال جیسے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ-

مفسرہ جیسے بَشِّرْ نَفْسَكِ اَنْ لَّا تَخَافِيْ.

قاعدہ (٨) : لَا کو كَيْ یا بَلْ یا هَلْ کے ساتھ ملا کر نہیں لکھیں گے- جیسے كَيْ لَا يَكُوْنُ عَلَيْكَ حَرَجٌ اور كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ اور هَلْ لَّا يُقَالُ كَذَا-

تنبیہ : کلمہ هَلَّا جیسے هَلَّا كَتَبْتَ لِاَخِيْكَ؟ کلمہ بسیط ہے جو تخصیص اور جوش دلانے کے لیے موزوں ہے' یہ لفظ هَلْ اور لَا سے مرکب نہیں-

⌘⌘⌘

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقطوع و موصول کی مزید تفصیل :

مصاحف عثمانیہ میں اَنْ ناصبہ کو لَا نافیہ سے دس جگہ مقطوع لکھا ہے۔

١۔ اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ (سورہ توبہ)
٢۔ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (سورہ ہود)
٣۔ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ (سورہ یٰسٓ)
٤۔ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰهَ (سورہ ہود)
٥۔ اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ (سورہ ممتحنہ)
٦۔ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِهٖ (سورہ حج)
٧۔ اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ (سورہ ن)
٨۔ اَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ (سورہ دخان)
٩۔ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ (سورہ اعراف)
١٠۔ اَنْ لَّا اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ (سورہ اعراف)

مذکورہ دس الفاظ بالاتفاق مقطوع ہیں۔ سورہ الانبیاء میں جو اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ہے وہ مختلف فیہ ہے اس کے علاوہ باقی تمام موصول ہیں۔ جیسے اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ، اَلَّا تُقَاتِلُوْا، اَلَّا تَذَرُ وغیرہ۔

اَنْ شرطیہ مَا مؤکدہ سے صرف ایک جگہ مقطوع ہے جو کہ سورہ رعد میں ہے وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ۔

اس کے علاوہ تمام مقامات پر موصول ہے جیسے وَاِمَّا تَخَافَنَّ، فَاِمَّا تَرَيِنَّ، وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ وغیرہ۔

اَمْ مَا اسمیہ سے تمام جگہ موصول ہے کسی جگہ بھی مقطوع نہیں ہے جیسے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ سورہ انعام میں اَمَّا ذَا كُنْتُمْ سورہ نحل۔

عَنْ، مَا سے صرف سورہ اعراف میں مقطوع ہے جیسے عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ اس کے علاوہ تمام مقامات پر موصول ہے جیسے عَمَّا تَعْمَلُوْنَ، عَمَّا يُشْرِكُوْنَ، عَمَّا قَلِيْلٍ وغیرہ۔

مِنْ جارہ مَا موصول سے دو جگہ مقطوع ہے۔ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ سورہ نساء میں اور مِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِنْ شُرَكَآءِ سورہ روم میں۔

وَاَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ میں اختلاف ہے۔باقی تمام جگہ موصول ہے جیسے مِمَّا نَزَّلْنَا وغیرہ۔

اَمْ۔ مَنْ استفہامیہ سے بالاتفاق چار جگہ مقطوع ہے اَمْ مَّنْ اَسَّسَ۔ سورہ توبہ میں، اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْ سورہ حم سجدہ میں، اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ سورہ نساء میں، اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا سورہ صافات میں، باقی سب جگہ موصول ہے جیسے اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وغیرہ۔

حَيْثُ، مَا سے دو جگہ مقطوع ہے۔ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ دونوں جگہ سورہ البقرہ میں ہیں۔

نوٹ : حَيْثُ مَا پورے قرآن میں دو جگہ ہی آیا ہے اور وہ مقطوع ہے۔

اَنْ مصدریہ لَمْ جازمہ سے پورے قرآن میں ہر جگہ مقطوع ہے جیسے ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ سورہ انعام میں وغیرہ۔

اِنَّ، مَا موصولہ سے صرف سورہ انعام میں مقطوع ہے جیسے اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ سورہ انعام میں۔ اور اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ، مختلف فیہ ہے بعض

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصاحف میں موصول اور بعض میں مقطوع ہے۔اس کے علاوہ پورے قرآن میں تمام جگہ موصول ہے جیسے اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سَاحِرٍ ' اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وغیرہ۔

اَنَّ مفتوحہ مَا موصولہ سے دو جگہ مقطوع ہے۔ وَاَنَّ مَايَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ۔ سورہ حج میں۔

وَاَنَّ مَايَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ. سورہ لقمان میں اور ایک جگہ وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ میں اختلاف ہے ان تینوں کے علاوہ ہر جگہ موصول ہے جیسے يُوْحٰى اِلَيَّ اَنَّمَا' اِنَّمَا اَنَا نَذِيْرٌ' اِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا. وغیرہ۔

كُلَّ ' مَا سے صرف ایک جگہ بالاتفاق مقطوع ہے جیسے مِنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ سورہ ابراہیم میں۔اور چار جگہ اختلاف پایا جاتا ہے جو کہ یہ ہیں : كُلَّمَا رُدُّوْا اِلَى الْفِتْنَةِ سورہ نساء میں' كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ سورہ اعراف میں' كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً سورہ مومنون میں' كُلَّمَا اُلْقِيَ سورہ ملک میں۔ مذکورہ مواقع کے علاوہ ہر جگہ موصول ہے جیسے اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ' كُلَّمَا نَضِجَتْ وغیرہ۔

بِئْسَ مَا كا رسم

بِئْسَ مَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖ اِيْمَانُكُمْ سورہ بقرہ میں اس بِئْسَ مَا کا رسم مختلف فیہ ہے۔جبکہ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْ بَعْدِيْ سورہ اعراف میں اور بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖ سورہ بقرہ میں بالاتفاق موصول ہے اور اسی طرح لَبِئْسَ مَا جو باللام ہو وہ ہر جگہ بالاتفاق مقطوع ہے اور یہ قرآن کریم میں چھ جگہ آیا ہے۔

۱۔ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖ اَنْفُسَهُمْ (سورہ بقرہ)

۲۔ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (سورہ بقرہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳- لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَصْنَعُوْنَ (سورہ مائدہ)

۴- لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُوْنَ (سورہ المائدہ)

۵- لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسَهُمْ (سورہ المائدہ)

۶- لَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ (سورہ آل عمران)

فِيْ کا مَا سے رسم

فِيْ مَا سے دس جگہ بالخلف اور ایک جگہ بلا خلف مقطوع ہے مختلف فیہ مواقع مندرجہ ذیل ہیں۔

۱- قُلْ لَّا اَجِدُ فِيْ مَا اُوْحِيَ اِلَيَّ (سورہ انعام)

۲- فِيْمَا اَفَضْتُمْ فِيْهِ (سورہ نور)

۳- فِيْمَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ (سورہ انبیاء)

۴- لِيَبْلُوَكُمْ فِيْمَا اٰتَاكُمْ (سورہ مائدہ)

۵- لِيَبْلُوَكُمْ فِيْمَا اٰتَاكُمْ (سورہ انعام)

۶- فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْ اَنْفُسِهِنَّ (سورہ بقرہ)

۷- نُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (سورہ واقعہ)

۸- مِنْ شُرَكَاءَ فِيْمَا رَزَقْنٰكُمْ (سورہ روم)

۹- يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْمَا هُمْ فِيْهِ (سورہ زمر)

۱۰- اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا (سورہ زمر)

فِيْ مَا بالاتفاق ایک جگہ سورہ شعراء میں مقطوع ہے جیسے فِيْ مَا هٰهُنَا آمِنِيْنَ۔ مذکورہ گیارہ مواقع کے علاوہ تمام بالاتفاق موصول ہیں جیسے فِيْمَا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَعَلْنَ فِیٓ اَنْفُسِہِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ سورہ بقرہ میں' فِیْمَ اَنْتَ' فِیْمَ کُنْتُمْ وغیرہ۔

اَیْنَ کا مَا سے رسم :

اَیْنَ' مَا سے دو جگہ موصول ہے۔(۱) فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ (سورہ بقرہ) (۲) اَیْنَمَا یُوَجِّہْہُ (سورہ نحل)

جبکہ تین مواقع میں اختلاف ہے۔(۱) اَیْنَمَا کُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ (سورہ شعراء) (۲) اَیْنَمَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتَ (سورہ نساء) (۳) اَیْنَ مَا ثُقِفُوْا (سورہ احزاب) مذکورہ پانچ کے علاوہ سب جگہ مقطوع ہو گا جیسے اَیْنَ مَا کُنْتُمْ وغیرہ۔

اِنْ کا لَمْ سے رسم :

اِنْ شرطیہ کا لَمْ جازمہ سے صرف سورہ ہود میں وصل ہے یعنی فَاِلَّمْ یَسْتَجِیْبُوا لَکُمْ اس کے علاوہ باقی سب جگہ اِنْ - لَمْ مقطوع ہے جیسے فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا' لَئِنْ لَّمْ تَنْتَھُوْا وغیرہ۔

اَنْ کا لَنْ سے رسم :

اَنْ مصدریہ کا لَنْ ناصبہ سے صرف دو جگہ بالاتفاق وصل ہے (۱) اَلَّنْ نَجْعَلَ لَکُمْ مَّوْعِدًا سورہ کہف میں۔(۲) اَلَّنْ نَجْمَعَ عِظَامَہٗ سورہ قیامہ میں۔ ان دو کے سوا تمام جگہ مقطوع ہے جیسے اَنْ لَّنْ یَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وغیرہ۔

کَیْ کا رسم لَا سے :

کَیْ کا لَا سے بالاتفاق چار جگہ رسم موصول ہے۔

۱۔ لِكَيْلَا تَحزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ (سورہ آل عمران)

۲۔ لِكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ (سورہ حدید)

۳۔ لِكَيْلَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا (سورہ حج)

۴۔ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ (سورہ احزاب)

مذکورہ بالا چار جگہ کے علاوہ باقی تمام جگہ بالاتفاق مقطوع ہے جیسے لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ (سورہ احزاب)

عَنْ کا مَنْ سے رسم :

عَنْ جارہ مَنْ موصولہ سے بالاتفاق دو جگہ مقطوع ہے۔

۱۔ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ (سورہ نور)

۲۔ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى عَنْ ذِكْرِنَا (سورہ نجم)

نوٹ : ان دونوں مواقع کے علاوہ قرآن میں اور کسی جگہ یہ لفظ نہیں آیا ہے۔

يَوْمَ کا هُمْ سے رسم :

تمام مصاحف يَوْمَ کا هُمْ کے ساتھ مقطوع ہونے پر متفق ہیں اور وہ یہ ہیں :

۱۔ يَوْمَ هُمْ بَارِزُوْنَ (سورہ غافر)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲- یَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ (سورہ ذاریات)

مذکورہ دونوں جگہ هُمْ ضمیر مرفوع ہے جو اِنْفِصَال کا تقاضا رکھتی ہے اسی وجہ سے هُمْ مجرور بالاتفاق موصول لکھی جاتی ہے جیسے يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ضمیر مجرور مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے موصول ہے۔

لام جارہ کا رسم :

لام جارہ اپنے مجرور کے ساتھ موصول ہوتا ہے جیسے فَمَا لَكُمْ، مَالَكَ لَاتَاْ مَنَّا، مَالِاَحَدٍ وغیرہ۔ مگر چار جگہ بالاتفاق مقطوع ہے۔(۱) مَالِ هٰذَا (سورہ کہف)(۲) مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ (سورہ فرقان)(۳) فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (سورہ معارج)(۴) فَمَالِ هٰؤُلَآءِ الْقَوْمِ (سورہ نساء)

لَاتَ کا حِيْنَ سے رسم :

مصحف الامام میں لَا تَحِيْنَ میں تا کے شوشہ کو حِيْنَ کے ساتھ موصول کیا ہے۔دیگر مصاحف میں لَاتَ حِيْنَ میں تَ حِيْنَ سے علیحدہ ہے۔

كَالُوْهُمْ اور اَوْوَّزَنُوْهُمْ کا رسم :

"كَالُوْهُمْ" اور "اَوْوَّزَنُوْهُمْ" میں واو جمع کے بعد الف فاصل مرسوم نہیں ہے گویا "هُمْ" ضمیر حکما موصول ہے اور واو جمع پر وقف جائز نہیں کیونکہ "هُمْ" ضمیر دونوں لفظوں میں موصول ہے۔

لام تعریف کا رسم :

لام تعریف اپنے مدخول پر موصول ہی ہوتا ہے جیسے "اَلسَّمَآءُ" میں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قطع جائز نہیں اس طرح "اَلْحَمْدُ، اَلْاَرْضُ، اَلْحَقُّ" وغیرہ۔

ہائے تنبیہ کا رسم :

ہائے تنبیہ اپنے مدخول سے ہمیشہ موصول ہوتی ہے جیسے هٰٓاَنْتُمْ وغیرہ۔

یا حرف ندا کا رسم :

"یا" حرف ندا اپنے منادیٰ سے جدا نہیں ہوتا بلکہ ملا کر موصول ہی لکھا جاتا ہے جیسے یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ، یٰاٰدَمُ، یٰبُنَیَّ وغیرہ۔

نوٹ : لام تعریف، یاء ندا اور ہائے تنبیہ پر وقف جائز نہیں اگر کوئی اضطراری حالت میں وقف کرے تو ما قبل سے اعادہ ضروری ہے مابعد سے ابتداء کرنا غلط ہے۔

تنبیہ : وہ حرف جن کا وجود ہی ایک حرف ہو، ضروری ہے کہ وہ اگلے کلمہ سے ملا کر لکھے جائیں جیسے باء کاف، لام وغیرہ۔

البتہ واؤ اور ہمزہ استفہام دو حرف ہیں کہ لکھنے میں تو مفصول ہوتے ہیں مگر حکماً موصول ہی ہوتے ہیں یعنی مانند جزو کلمہ کے ہوتے ہیں۔ اسی لیے ان پر وقف صحیح نہیں اور ان کے بغیر ابتدا کرنا بھی درست نہیں۔ اسی لیے واؤ یا ہمزہ استفہام کو آخر سطر میں لکھنا بہت معیوب ہے، مگر ہندو پاکستان کے مطبوعہ قرآنوں میں یہ غلطی عام ہے کہ واؤ کو سطر کے آخر میں بے تکلف لکھ دیتے ہیں۔ مثلاً

اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ سطر اول

اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۝ سطر دوم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب چہارم :

حروفِ زائدہ

اس میں تین بحثیں ہیں۔

مبحث اول :

الف زائدہ :

(بشکل الف) ہمزۂ وصل کا اضافہ اَلْ حرف تعریف کے شروع میں ہوتا ہے جیسے اَلْقَمَرُ اور حسب ذیل دس اسماء کے شروع میں :

اِبْنٌ ' اِبْنَةٌ ' اِبْنُمٌ ' اِسْمٌ ' اِمْرُؤٌ ' اِمْرَأَةٌ ' اِسْتٌ ' اِثْنَانِ ' اِثْنَتَانِ ' اَیْمُنٌ ۔ ؎۱

ثلاثی مزید سوائے افعال کے باقی خماسی یا سداسی کے شروع میں ہمزۂ وصل ہی ہوتا ہے۔ جیسے اجتناب وغیرہ۔

الف کا اضافہ وسط کلمہ میں یا آخر میں :

وہ بعض الفاظ جن کے وسط میں الف کا اضافہ ہوتا ہے اور پڑھنے میں نہیں آتا جیسے لفظ مِائَةٌ ہے۔ یہ زیادتی تثنیہ میں باقی رہتی ہے یعنی لکھا جاتا ہے مِائَتَان اور آحاد (اکائیاں) کے ساتھ مرکب ہونے کی حالت میں بھی جیسے ثَلٰثَمِائَة البتہ جمع میں نہیں ہوتا یعنی ایسے لکھا جائے گا مِئُوْنَ' مِئَاتٌ ۔

ضمیر کی واؤ متطرفہ (یعنی واو جمع) کے بعد الف زائدہ لکھا جاتا ہے۔ فعل

؎۱ اِبْنُمٌ بیٹا' اِسْتٌ سرین' اَیْمُنٌ قسم۔ یہ تینوں کلمات قرآن مجید میں نہیں ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماضی میں جیسے کَتَبُوْا، اَکَلُوْا فَعَلُوْا وغیرہ۔ صیغہ امر جمع میں جیسے اُقْتُلُوْا، کُلُوْا۔

صیغہ مضارع جمع میں جس کے آخر سے حالت نصبی یا جزمی کی وجہ سے نون اعرابی گر جائے جیسے فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا، وَلَنْ تَفْعَلُوْا۔

جمع مذکر سالم اور اس کے ملحقات میں یہ الف نہیں لکھا جاتا چنانچہ لکھا جائے گا مُھَنْدِ سُوْلَا ھوْرَ (لاہور کے انجینئر) ھُمْ اُولُو الْفَضْلِ — ھُمْ ذَوُ وْمَالِ (وہ لوگ مالدار ہیں) اور اسماء خمسہ اَبُوْ، اَفُوْ وغیرہ کے آگے بھی الف نہیں لکھا جائے گا۔

اور حسب ذیل الفاظ کے آخر میں الف زائدہ لکھا جاتا ہے۔

(۱) شعر کے آخر میں وزن بیت کو پورا کرنے کے لیے۔ اس کو الف اطلاق بھی کہا جاتا ہے۔

(۲) منصوب منون کے آخر میں جیسے قَرَاْتُ کِتَابًا جُزْءًا

مگر

(۱) تاء تانیث مربوطہ کے آخر میں یہ الف نہیں لکھا جاتا جیسے حَسَنَةً، شَجَرَةً.

(۲) ہمزہ منصوب منون، جو بشکل الف لکھا ہوا ہو جیسے مُتَّکَأً.

(۳) ہمزہ منصوب منون جو بعد الالف واقع ہو جیسے نِدَاءً، نِسَآءً۔

(۴) اسم مقصودنہ ہو جیسے مُشْتَرِیً.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبحث ثانی : (ھاءِ سکتہ)

جو ھاءِ ساکنہ کلمہ کے آخر میں بڑھائی جاتی ہے اس کو ھاءِ سکتہ کہتے ہیں مگر شرط یہ ہے کہ اس ھاء پر وقف کیا جائے لہذا وصل میں اس ھا کا تلفظ نہیں ہو گا۔
دوسری اہم بات یہ ہے کہ ھاء سکتہ ہمیشہ اس حرکت کے بعد بڑھائی جاتی ہے جو غیر اعرابی ہو۔

قاعدہ : حسب ذیل کلمات پر ھاء سکتہ کا اضافہ واجب ہے :

(۱) لفیف مفروق ۱؎ کے صیغہ امر واحد مذکر حاضر میں بشرطیکہ شروع میں واؤ یا فاء نہ ہو مثلاً وَفٰی سے فِهْ (وفا کر) وَعٰی سے عِهْ (یاد کر) لیکن وَفِهْ فَعِهْ میں ھاء سکتہ کا اضافہ واجب نہیں۔

(۲) رَاٰی سے کے صیغہ میں ھاء سکتہ کا اضافہ ضروری ہے کہ مثلاً رِهْ نَعْسَكَ وَلَا تَرِهْ عَدُوَّكَ۔

(۳) مَا استفہامیہ جو اضافت کی وجہ سے حالت جری میں ہو جب اس پر وقف کیا جائے تو ھاءِ سکتہ کا اضافہ واجب ہے جیسے فَعَلْتُ اَنَا کے جواب میں کہا جائے گا بِمُقْتَضٰی مَهْ (کس چیز کے تقاضا سے)

قاعدہ : ذیل کے کلمات میں ھاء سکتہ کا اضافہ جائز ہے۔

(۱) لفیفِ مفروق کے صیغہ امر پر جب وہ نونِ تاکید کے ساتھ ہو یا اس سے پہلے واؤ یا فا آ گئے ہوں جیسے فِيَنَّ سے فِيَنَّهْ اسی طرح مضارع مجزوم ہو جیسے لَمْ يَفِهْ بِوَعْدِهٖ ۔

(۲) فعل ناقص ۲؎ کے امر میں یا مضارع مجزوم میں جیسے اِسْعَهْ فِيْ

۱؎ وہ فعل جس کے فاء اور لام کلمہ میں حروف علت ہو جیسے وَقٰی - وَفٰی وغیرہ۔
۲؎ وہ فعل جس کے لام کلمہ میں حرف علت ہو جیسے غَزَا - رَمٰی - سَعٰی وغیرہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طَلَبِ الْمَعَانِیْ- هُوْلَمْ یَسْعَهْ فِیْ الْاِمْتِحَانِ -

(۳) کلمہ ما استفہامیہ پر جس وقت وہ کسی حرف کی وجہ سے حالت جری میں ہو جیسے لِمَهْ صَنَعْتَ هٰذَا (تو نے یہ کام کیوں کیا؟) عَمَّهْ تُسْاَلُ (تجھ سے کس چیز کا سوال ہوگا)

(۴) ایسے اسم پر جس کی انتہا صرف علت پر ہو مثلاً هُوَ هِیَ جیسے وَمَا اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ.

(۵) جس کے لفظ کے آخر میں یاء متکلم ہو جیسے مَا اَغْنٰى عَنِّی مَالِیَهْ- هَلَكَ عَنِّیْ سُلْطَانِیَهْ -

(٦) استغاثہ اور ندبہ میں جیسے یَارَبَّاهُ ' یَا وَیْلَتَاهُ وَ اوَلَدَاهُ -

مبحث ثالث : (واوزائدہ)

واوزائدہ کا اضافہ وسط یا آخر میں ہوتا ہے مگر اس کا تلفظ نہیں ہوتا-

قاعدہ : یہ واو حسب ذیل کلمات میں وسط میں زائد کی جاتی ہے-

(۱) اُولٰئِكَ ' اُوْلَآءِ (بالمد) اُولیٰ (بالقصر) یہ سب اسماء اشارہ ہیں-

(۲) اُولُوْ یا اُولِیْ میں جیسے اُولُو الْاَلْبَابِ- لِاُولِی النُّهٰى .

(۳) اُولَات بمعنی صاحبات جیسے وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ.

قاعدہ : عمرو جو بفتح عَیْن ہے عَلَم ہونے کی حالت میں آخر میں واو زائد ہوتی ہے تاکہ عمر بضم عین سے التباس نہ ہو- مگر شرط یہ ہے-

کہ یہ ضمیر کی مضاف نہ ہو قافیہ میں واقع نہ ہو مصغر نہ ہو معرف باللام نہ ہو'

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منصوب منون نہ ہو جیسے اِنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ ؓ هُوَ الَّذِیْ فَتَحَ مِصْرَ فِیْ عَهْدِ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ -

قاعدہ : میم جمع کے آخر میں واؤ زائد کا اضافہ جائز ہے اس کو واو صلہ کہتے ہیں جیسے فَاِنْ كُنْتُمُوْ لَمْ تَحْفَظُوْا لِمَوَدَّتِیْ -

❖❖❖❖❖

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب پنجم :

حذف حروف کا بیان

لکھائی میں تخفیف کے لیے اکثر نو حروف حذف کیے جاتے ہیں۔ ہمزۂ وصل، ہمزۂ قطعی، الف لینیہ، واؤ، یاء، تاء، لام، میم، نون۔

اس باب میں آٹھ بحثیں ہیں :

مبحث اول :

ہمزۂ وصل حسب ذیل کلمات میں نہیں لکھا جاتا ہے۔

(۱) اَلْ سے دو حالتوں میں

ایک اس وقت کہ جب اس پر ہمزۂ استفہام داخل ہو اور وجہ یہ ہے کہ اس وقت ہمزہ استفہام اَلْ کے ہمزۂ وصل کو الف مدہ میں تبدیل کر دیتا ہے اور ہمزۂ استفہام پر علامت مد بنائی جاتی ہے جس کی یہ صورت ہوتی ہے آ۔ جیسے اٰلْحَسَنُ جَاءَ (کیا حسن آیا ہے)

آللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ (اللہ بہتر ہے یا وہ مت کہ جن کو وہ اس کا شریک ٹھہراتے ہیں ؟)

دوسرے اس وقت جب کہ اَلْ سے پہلے لام تاکید یا لام جارہ داخل ہو[1] جائے۔ جیسے لِلْعِلْمُ خَيْرٌ (یقیناً علم بہترین ہے) حَضَرْتُ لِلْمَدْرَسَةِ (میں

---

[1] ہمزہ وصل کی دوسری اقسام میں لام تاکید یا لام جارہ داخل ہونے کی صورت میں 'ہمزہ وصل لکھائی سے حذف نہیں ہوتا جیسے قَصَدْتُ لِاِلْتِمَاسِ مَعْرُوْفِكَ میں تیرے احسان کے حصول کے لیے آیا ہوں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درسگاہ کیلئے آیا ہوں)۔ یہ حذف لکھائی اور تلفظ دونوں لحاظ سے ہے۔

(۲) جن مصادر اور افعال ماضی کے شروع میں ہمزۂ وصل ہو اور ان پر ہمزۂ استفہام داخل ہو جائے تو لکھائی میں وہ ہمزۂ وصل حذف کیا جاتا ہے جیسے اَصْطَفَی الْبَنَاتِ عَلَی الْبَنِیْنَ کیا اس نے لڑکوں کے مقابلہ میں لڑکیاں چن لی ہیں؟ اَضْطِرَ ارًا فَعَلْتَ کَذَا اَمِ اخْتِیَارًا کیا تو نے یہ کام مجبوراً کیا ہے یا اختیاری طور پر؟

(۳) لفظ اسم کا ہمزۂ وصل دو حالتوں میں نہ لکھا جاتا ہے اور نہ بولا جاتا ہے۔
اول یہ کہ اس پر ہمزۂ استفہام داخل ہو جائے مثلاً کہیں گے اَسْمُكَ عَلِیٌّ اَمْ خَالِدٌ؟

دوسرے اس وقت جب کہ یہ لفظ بِسْمِ اللّٰہ میں واقع ہو، بشرطیکہ باء کا متعلق ابتدا یا آخر میں مذکور نہ ہو، ورنہ ہمزۂ استفہام لکھا جائے گا۔ مثلاً اَفْتَتِحُ بِاسْمِ اللّٰهِ یا صرف لفظ بِاسْمِ اللّٰهِ لکھا جائے گا۔

مبحث ثانی:

ہمزۂ وصل و ہمزۂ قطع

ہمزۂ وصل:

لفظ اِبْنٌ کا ہمزہ وصل اس وقت لکھائی اور تلفظ دونوں میں حذف ہوگا جب کہ حسب ذیل تین احوال میں سے کوئی حال ہو۔

(۱) جبکہ اس پر ہمزۂ استفہام داخل ہو جیسے اَبْنُكَ هٰذَا کیا تیرا لڑکا یہ ہے؟

(۲) جبکہ اس پر یاء ندائیہ داخل ہو جیسے یَا بْنَ اٰدَمَ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) جب لفظ اِبْنْ دو ناموں کے درمیان میں آئے اور پہلا نام دوسرے کے ساتھ نسبت میں مشہور ہو جیسے عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ۔

بشرطیکہ پہلا علم مُنَوَّن نہ بولا جائے دوسرے یہ کہ لفظ اِبْنْ مفرد ہو اور پہلے نام کی صفت ہو اور درمیان میں کوئی فاصل واقع نہ ہو اور ضرورت وزن بیت کی وجہ سے مقطوع الہمزہ نہ ہو نیز شروع سطر میں واقع نہ ہو، اگر ان مذکورہ وجوہ میں سے کوئی بھی وجہ ہو گی تو پھر ہمزہ وصل لکھا جائے گا۔

اسی طرح ہمزہ وصل لفظ اِبْنَةٌ سے بھی حذف ہوتا ہے اور اس میں بھی وہی شرطیں ہیں جو لفظ ابن کے ہمزۂ وصل میں مذکور ہوئیں جیسے:

هٰذِهٖ فَاطِمَةُ بْنَةُ عَبْدِ اللّٰهِ.

ہمزۂ قطع:

ہمزہ قطع کلمہ کے شروع میں اس وقت نہیں لکھا اور بولا جاتا جبکہ اَخَذَ، اَكَلَ، اَمَرَ سے امر کا صیغہ حاضر ہو جیسے خُذْ، كُلْ، مُرْ۔

نیز ہر اس کلمہ کے وسط سے یہ ہمزہ محذوف الرسم ہو گا جہاں ساکن ہو اور اس سے پہلے ایک اور ہمزہ مفتوحہ واقع ہو اس وقت ہمزۂ ساکنہ الف سے بدل جاتا ہے اور لکھائی میں صرف پہلا ہمزہ لکھا جاتا ہے جس پر علامت مد (~) بنادی جاتی ہے مثلاً سَوْفَ آخُذُ حَقِّیْ، سَآكُلُ مَعَ اَخِیْ۔

اور وسط کلمہ یا آخر کلمہ سے ہمزہ حذف کر کے اس کی جگہ عین کا سرا (ء) بنایا جاتا ہے جیسا کہ ہمزہ کی لکھائی کے قواعد میں گزر چکا ہے۔

تنبیہ: ہمزہ بشکل راس العین (ء) ہمزۂ وصل پر نہیں بنایا جاتا البتہ ہمزۂ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قطعی پر بطور وضاحت جائز ہے جیسا کہ مصری مصاحف میں ہوتا ہے۔ مثلاً
أَعْطَيْنٰكَ.

مبحث ثالث :

حسب ذیل صورتوں میں بحالت توسط الف نہیں لکھا جاتا ہے خواہ توسط اصلی ہو یا عارضی ہو۔

(۱) ہر اس کلمہ میں کہ الف ایسے ہمزہ کے بعد واقع ہو کہ وہ ہمزہ بھی بشکل الف ہو اس صورت میں صرف علامت مد بنائی جائے گی[۱] جیسے اٰلْاٰن، آمَنَ، آثَرَ، آدَمَ، مآرِبُ، مآلٌ۔

(۲) لفظ رَحْمٰن اور حَارِث جب معرف باللام ہوں تو الف نہیں لکھا جائے گا مثلاً عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، حَکَی الْحٰرِثُ بْنُ هُمَامٍ۔

(۳) لفظ اُولٰٓءِ کے بعد جب کاف لاحق ہو تو الف نہیں لکھا جائے گا جیسے اُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○

(۴) لفظ لٰكِنْ کا الف نہیں لکھا جاتا خواہ مخفف ہو یا مشدد جیسے زَیْدٌ کَرِیْمٌ لٰكِنَّهٗ جَبَانٌ۔

(۵) اسم الجلالہ کا الف نہیں لکھا جاتا جیسے اَللّٰهُ رَبِّیْ.

(۶) کلمہ اِلٰهٌ کا الف بھی نہیں لکھا جاتا خواہ معرفہ ہو یا نکرہ جیسے اِلٰهُکُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔

(۷) لفظ سماء کی جمع الف و تا کے ساتھ ہو تو الف نہیں لکھا جاتا جیسے اَللّٰهُ خَالِقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔

---

[۱] لیکن جس وقت الف ضمیر تثنیہ ہو تو لکھا جاتا ہے مثلاً اَلرَّجُلَانِ قَرَآ ا۔ جیسے یُرْوٰی اَنَّ الْقَاضِیَانِ بَرَآ زَیْدًا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبحث رابع :

حسب ذیل کلمات میں الف نہیں لکھا جاتا۔

(۱) لفظ ثلاث جب مِائَة کے ساتھ مرکب ہو جیسے ثَلٰثمِائَةٍ۔

(۲) وہ اعلام جو مشہور اور بکثرت بولے گئے ہوں اور تین سے زائد حرفوں پر مشتمل ہوں اور حذف کی وجہ سے کسی اور لفظ سے التباس نہ ہوتا ہو جیسے اِسْحٰق، ھٰرُوْن، اِسْمٰعِیْل، اِبْرٰھِیْم۔

(۳) جائز ہے کہ طا ھا کو طٰهٰ اور یا سِیْن کو یٰسٓ لکھا جائے۔

(۴) ھا حرف تنبیہ کا الف نہیں لکھا جاتا لہذا ھا کو اگلے حرف سے ملا کر لکھتے ہیں مگر صرف تین حالتوں میں۔

(الف) اسم اشارہ کے ساتھ جب اس کے بعد کاف[۱] نہ ہو جیسے هٰذِهٖ، هٰذَا، هٰؤُلَاءِ اور هٰاكَ۔

(ب) جبکہ اس کے بعد اسم الجلالہ ہو جیسے هَا للّٰهُ خَبِیْرٌ○ لیکن واؤ قسمیہ یا با قسمیہ یا تا قسمیہ ہو تو الف لکھا جائے گا جیسے ھٰا واللّٰہِ لَا فْعَلَنَّ کَذَا۔

(ج) اگر ایسی ضمیر پر هَا داخل ہو جو ہمزہ سے شروع ہوتی ہو تو الف نہ لکھا جائے گا جیسے هٰاَنَا، هٰاَنْتُمْ لیکن هَا هُوَ میں الف لکھا جائے گا۔

مبحث خامس :

حسب ذیل کلمات میں الف نہیں لکھا جاتا۔

(۱) حروف ندا میں سے یَا کا الف جیسے یٰقَوْمِ، یٰاُخْتَ، یٰھٰرُوْنُ لیکن

---

[۱] مطلب یہ ہے کہ اگر صرف کاف ہو تو ھاء حرف تنبیہ الف کے ساتھ لکھیں گے ورنہ الف نہیں لکھیں گے مثلاً هَاكَ لیکن هٰكَذَا میں نہ لکھیں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَیُّھَا سے پہلے لکھا جائے گا جیسے یَا اَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ۔

اور اَللّٰہُ سے پہلے لکھا جائے گا یَا اَللّٰہُ۔

(۲) اَنَا ضمیر متکلم کا الف حذف ہوتا ہے جبکہ وہ ھَا اور ذَا اسم اشارہ کے درمیان واقع ہو جیسے ھَا نَذَا اَشْرَعُ (دیکھو میں یہ شروع کر رہا ہوں)

(۳) اَمَا مخففۃ الیم جو بمعنی حقا ہوتا ہے قسم کے ساتھ جب آئے تو الف لکھنے اور بولنے میں نہیں آتا جیسے اَمَ وَاللّٰہِ اِنَّ الْکِذْبَ ظُلْمٌ۔

لیکن یہ حذف بطور جواز ہے الف کا اثبات بھی آتا ہے جیسے

اَمَا وَاللّٰہِ لَوْ تَجِدِیْنَ وَجْدِیْ لَمَا وَسِعَتْكِ فِیْ بَغْدَادَ دَارٌ ؂۱

مبحث سادس :

(۱) بعض کلمات میں دو واؤ جمع ہو جاتے ہیں تو کبھی ایک حذف کر دی جاتی ہے (اور صحیح یہ ہے کہ دوسری حذف ہوتی ہے) اور کبھی دونوں لکھی جاتی ہیں۔ جیسے دَاوٗدُ لِتَسْتَوٗ وغیرہ۔ حسب ذیل کلمات میں دو واؤ لکھی جاتی ہیں ذُوْ کی جمع ذَوُوْ میں بمعنی والے جیسے ذَوُوْ قَبَائِلَ (قبیلوں والے)

(۲) ہر اسم منقوص واوی العین جمع مذکر سالم میں جیسے اَلرَّاوُوْنَ۔

(۳) فعول کے وزن پر ہو جیسے قَوُوْلٌ شَؤُوْنٌ کَؤُوْسٌ ؂۲

(۴) لفیف مقرون جب واؤ ضمیر جمع کے ساتھ ہو جیسے لَوَّوْا طَوَوْا

؂۱ ترجمہ: یقیناً اللہ کی قسم اگر تو میرے جیسا غم کرتی تو یقیناً بغداد میں کوئی گھر تجھے نہ سما سکتا

؂۲ قَوُوْلٌ بفتح قاف مبالغہ بہت بولنے والا۔ شُؤُوْنٌ اور کُؤُوْسٌ بضم اول شَانٌ. کَاسٌ کی جمع۔ اس قسم کی واؤ کا بیان ہمزہ کی لکھائی کے اصولوں میں بھی آچکا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رُوَوْا یَلْوُوْنَ وغیرہ۔

مبحث سابع :

حسب ذیل کلمات میں ایک یا لکھی جائے گی۔

(۱) دویاء کا ادغام ہونے کی وجہ سے ایک ہو جائے جیسے ھٰؤُلَآءِ جَوَارِیْ.

(۲) تعلیل کی وجہ سے یا حذف ہو جائے جیسے قَاضٍ' غَوَاشٍ قَرَاضٍ' جَاءٍ' رَاءٍ' دَارٍ ۔

البتہ حالت نصبی میں یا لکھی جائے گی جیسے کُنْ قَافِیًا اور مُعَرَّف باللام یا مضاف ہونے کی حالت میں بھی یاء لکھی جائے گی جیسے الْمُفْتِيْ' وَادِی النِّیْلِ' وَادِی النَّمْلِ ۔

مبحث ثامن :

دو حرف ایک کلمہ میں مدغم ہو جائیں اور ادغام تماثل کی وجہ سے ہوا ہو تو ایک ہی حرف لکھا جاتا ہے جیسے بَاتَ سے بِتُّ' نِعِمَّاءِ اِنِّیْ.

لیکن لام تعریف اہل لغت کے یہاں علیحدہ ہی شمار ہوتا ہے۔لہذا یہ لام لکھا جاتا ہے۔ جیسے اَللَّیِّنُ' اَللَّهْوُ' اَللَّعْبُ مگر حسب ذیل اسماء موصولہ پر لام تعریف داخل ہو کر مدغم ہو جانے کے بعد کثرت استعمال کی وجہ سے ایک ہی لام لکھا جاتا ہے۔

اَلَّذِیْ' اَلَّتِیْ۔ اَلَّیْل

لیکن ان معرف باللام کلمات پر اگر اور لام داخل ہو جائے تو تین لام کی بجائے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دو ہی لام لکھے جائیں گے جیسے لِلْمَرِيْضِ' لِلَّهْوِ' لِلَّذِيْنَ.

نوٹ : حسب ذیل اسماء موصولہ پر قاعدہ مذکور الصدر کے مطابق دو ہی لام لکھے جائیں گے۔

اَللَّذَيَا' اَللُّتَيَا— اَللَّذَانِ' اَلَّذِيْنِ' اَللَّتَانِ' اَللَّتَيْنِ' اَللَّاتِيْ' اَللَّوَاتِيْ' اَللَّائِيْ' لِلَّذِيْنَ وغیرہ میں تین کی جگہ دو ہی لام لکھے جائیں گے جیسا کہ گذرا ہے۔

قاعدہ : مِنْ اور عَنْ جب مَا یا مَنْ پر داخل ہوں تو نون نہیں لکھا جاتا یعنی مِمَّا' مِمَّنْ' عَمَّا' عَمَّنْ۔

⌘⌘⌘⌘

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ششم :

تاء تانیث کا بیان

تاء تانیث کی رسم قرآن کریم میں دو طرح سے ہے- لمبی تاء اور گول تاء' لمبی تاء کو مجرورہ اور تائے مطولہ کہتے ہیں- گول تاء کو تائے مدورہ اور مربوطہ کہتے ہیں- گول تاء پر تمام قراء بالاتفاق وقف بالھاء کرتے ہیں جس کو وقف بالابدال کہتے ہیں- گول تا قرآن مجید میں زیادہ ہے اور اس پر روم اور اشمام جائز نہیں- لمبی تاء قرآن کریم میں کم ہے- اور قراء کا اس پر وقف میں اختلاف ہے بعض بالھا اور بعض بالتاء کرتے ہیں- لہذا ہم یہاں لمبی تاء اور گول تاء کے قواعد اور تائے مطولہ کے وہ کلمات بیان کریں گے جو قرآن میں تاء مطولہ کے ساتھ مرسوم ہیں-

تاءِ تانیث

تاءِ تانیث جب متطرفہ ہو تو حسب ذیل حالات میں بشکل ھا تاء مربوطہ لکھی جاتی ہے-

جب اسم مفرد میں ہو اور مضاف الی ضمیر نہ ہو اور ماقبل متحرک ہو (خواہ متحرک ہونا حقیقتاً ہو' یا تقدیراً) وقف میں یہ تاء چونکہ ھا سے بدل جاتی ہے- اس لیے بشکل ہ لکھی جاتی ہے اور اسی لیے اسے ھاء تانیث کہتے ہیں- مثلاً فَاطِمَةٌ' طَلْحَةُ' فَتَاةٌ' مِائَةٌ' صِلَةٌ' اِبْنَةٌ' اِمْرَاَةٌ' خَاطِئَةٌ' نَاشِئَةٌ.

اور جب یہ تاء' قافیہ شعر میں واقع ہو تو اس پر نقطے بھی نہیں لگائے جاتے ہیں جیسے :

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ الشَّبَابَ وَالْفَرَاغَ وَالْجِدَهْ
مُفْسِدَةٌ لِلْمَرْءِ اَیَّ مُفْسِدَهْ

ترجمہ : جوانی' بے فکری اور دولت' انسان کے لیے بڑی تباہی کا سامان ہے۔

تاء تانیث حسب ذیل صورتوں میں لمبی لکھی جاتی ہے۔

(۱) اسماء میں مفرد ہوں یا جمع جیسے بِنْتٌ' اُخْتٌ' مُسْلِمَاتٌ' قَارِئَاتٌ' اَوْقَاتٌ' اَمْوَاتٌ' بَنَاتٌ۔

(۲) حروف میں صرف چار حروف ہیں جن کو یہ تاء لاحق ہوتی ہے۔
ثُمَّ عاطفہ ۱؎ مضمومۃ الاول' رُبَّ' لَعَلَّ' لَا جیسے ثُمَّتَ' رُبَّتْ' لَعَلَّتْ' لَاتَ۔

(۳) اور جب ضمیر کی طرف مضاف ہو جیسے رَحْمَتْ۔ نَعْمَتْ وغیرہ تو ایسے کلمات میں تاء بصورت تاء مطولہ ہی لکھی جائے گی۔

(۴) وہ کلمات جو اسم ظاہر کی طرف مضاف ہوں جیسے رَحْمَتَ اللّٰہِ۔ بِنَعْمَتِ رَبِّكْ وغیرہ۔

نوٹ : اس آخری قسم میں اکثر جگہ ھاء مدورہ کی صورت میں ہے اور بعض جگہ تاء مطولہ کی صورت میں لکھی جاتی ہے جیسے لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَحْمَتِ اللّٰہُ۔

اب ہم لمبی تاء سے قرآن میں وارد کلمات کو بیان کریں گے۔

ان کے علاوہ باقی سب تاء مربوطہ سے ہوں گے۔

لفظ رَحْمَتِ قرآن میں سات جگہ تاء مطولہ کے ساتھ ہے۔

۱۔ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰہِ (سورہ البقرہ)

۱؎ ثُمَّ ظرفیہ مفتوحۃ الاول کے آخر میں یہ تاء بشکل ہ گول ہی لکھی جاتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲- اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ (سورہ اعراف)

۳- رَحْمَتَ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ (سورہ ہود)

۴- ذِكْرُ رَحْمَتَ رَبِّكَ (سورہ مریم)

۵- اِلٰى اٰثَارِ رَحْمَتَ اللّٰهِ (سورہ روم)

۶- يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ (سورہ زخرف)

۷- وَ رَحْمَتُ اللّٰهِ خَيْرٌ (سورہ زخرف)

مندرجہ بالا سات مقامات کے علاوہ باقی سب جگہ یہ لفظ گول تاء سے ہے جیسے لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ. وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وغیرہ۔

لفظ نِعْمَتَ تاء مجرورہ کے ساتھ قرآن میں گیارہ جگہ ہے۔

۱- وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ (سورہ بقرہ)

۲- نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ (سورہ آل عمران)

۳- نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ (سورہ نحل)

۴- بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ (سورہ ابراہیم)

۵- تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ (سورہ ابراہیم)

۶- وَ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ (سورہ نحل)

۷- وَ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ (سورہ نحل)

۸- وَاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ (سورہ نحل)

۹- فِى الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ (سورہ لقمان)

۱۰- وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ (سورہ فاطر)

۱۱- فَمَا اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ (سورہ طور)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مندرجہ بالا گیارہ مقامات کے علاوہ سب جگہ یہ لفظ گول تاء کے ساتھ مرسوم ہیں جیسے وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ، وَمَا بِكُمْ مِنْ نِّعْمَةٍ وغیرہ۔

لفظ اِمْرَاَتٌ قرآن کریم میں سات جگہ تائے مطولہ کے ساتھ مرسوم ہے۔

۱۔	اِذْقَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرَانَ	(سورہ آل عمران)
۲۔	امْرَاَتَ الْعَزِيْزِ	(سورہ یوسف میں دو جگہ)
۳۔	امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ	(سورہ قصص)
۴۔	امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ	(سورہ تحریم)
۵۔	امْرَاَتَ نُوْحٍ	(سورہ تحریم)
۶۔	وَامْرَاَتَ لُوْطٍ	(سورہ تحریم)

مندرجہ بالا سات مقامات کے علاوہ باقی سب جگہ یہ لفظ گول تا کے ساتھ مرسوم ہیں جیسے اِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ وغیرہ۔

لفظ امْرَاَتْ جہاں کہیں بھی اپنے زوج کی طرف مضاف ہوگا وہ تا مجرورہ کے ساتھ مرسوم ہوگا۔

لفظ سُنَّتْ قرآن کریم میں پانچ جگہ تاء مطولہ کے ساتھ مرسوم ہے۔

۱۔	فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ	(سورہ انفال)
۲۔	اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ	(سورہ فاطر)
۳۔	فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا	(سورہ فاطر)
۴۔	وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا	(سورہ فاطر)
۵۔	سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ	(سورہ غافر)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مندرجہ بالا الفاظ کے علاوہ باقی سب جگہ تائے مربوطہ کے ساتھ یہ لفظ مرسوم ہے جیسے سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا وغیرہ۔

لفظ لَعْنَتْ قرآن کریم میں دو جگہ تاء مجرورہ کے ساتھ مرسوم ہے۔

۱۔ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ (سورہ آل عمران)

۲۔ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ (سورہ نور)

ان دو الفاظ کے سوا سب جگہ یہ لفظ تاء مدورہ کے ساتھ مرسوم ہے جیسے

اَنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِيْنَ، عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ.

لفظ مَعْصِيَتِ دو جگہ سورہ مجادلہ میں تاء مطولہ کے ساتھ مرسوم ہے۔

۱۔ وَيَتَنَاجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَ مَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ.

۲۔ فَلَاتَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَ مَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ.

نوٹ: لفظ مَعْصِيَتِ ان دو مقام کے علاوہ جو اوپر درج ہوئے ہیں قرآن کریم میں اور کسی مقام پر نہیں آتا۔

لفظ كَلِمَتْ قرآن کریم میں صرف ایک جگہ سورۃ الاعراف میں تاء مجرورہ کے ساتھ مرسوم ہے۔

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى

اس کے علاوہ باقی سب جگہ تائے مدورہ کے ساتھ ہے جیسے كَلِمَةٌ طَيِّبَةٌ وكَلِمَةٌ خَبِيْثَةٌ. وغیرہ۔

لفظ بَقِيَّتْ قرآن کریم میں صرف ایک جگہ سورہ ہود میں تاء مجرورہ کے ساتھ مرسوم ہے۔

یعنی بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ سورہ ہود میں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے سوا باقی سب جگہ یہ لفظ تائے مربوطہ کے ساتھ مرسوم ہے جیسے اُولُوا بَقِيَّةٍ. وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ وغیرہ۔

لفظ قُرَّتُ قرآن کریم میں صرف ایک جگہ تا مجرورہ کے ساتھ مرسوم ہے۔ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ. سورہ قصص میں اس کے علاوہ باقی تمام جگہ تاء مربوطہ کے ساتھ مرسوم ہیں۔ جیسے قُرَّةُ عَيْنٍ. سورہ فرقان میں۔

لفظ فِطْرَتَ قرآن کریم میں صرف ایک جگہ تاء مجرورہ کے ساتھ مرسوم ہے۔ فِطْرَتَ اللّٰهِ. سورہ روم میں۔

نوٹ : اس کے علاوہ قرآن میں لفظ فِطْرَتَ تاء مجرورہ کے ساتھ نہیں ہے۔

لفظ شَجَرَتُ قرآن کریم میں صرف ایک جگہ تائے مجرورہ کے ساتھ مرسوم ہے۔ اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ. سورہ دخان میں اور اس کے علاوہ باقی سب جگہ تاء مدورہ کے ساتھ ہے جیسے شَجَرَةِ الْخُلْدِ سورہ طٰہٰ میں۔

لفظ جَنَّتُ قرآن کریم میں ایک جگہ تاء مجرورہ کے ساتھ مرسوم ہے۔ وَجَنَّتُ نَعِيْمٍ. (سورہ واقعہ) اس کے علاوہ تمام تاء مدورہ سے ہے۔ وَجَنَّةُ نَعِيْمٍ. (سورہ معارج)

لفظ اِبْنَتُ قرآن کریم میں ایک جگہ تاء مجرورہ کے ساتھ مرسوم ہے۔ وَ مَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ. (سورہ تحریم)

نوٹ : تمام قرآن میں لفظ اِبْنَتُ تاء مجرورہ کے ساتھ صرف سورہ تحریم میں ہے۔

ایک قاعدہ کلیہ

ہر وہ کلمہ کہ جس میں تائے تانیث ہو اور اس کے واحد و جمع پڑھنے میں قراء کا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختلاف ہو تو وہ تاء مجرورہ مطولہ سے لکھا جاتا ہے۔ اسکی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ اٰیٰتٌ لِّلسَّآئِلِیْنَ. سورہ یوسف میں اس کو ابن کثیر نے واحد اور باقی نے جمع پڑھا ہے۔

۲۔ فِیْ غَیٰبٰتِ الْجُبِّ اور اَنْ یَّجْعَلُوْہُ فِیْ غَیٰبٰتِ الْجُبِّ دونوں سورہ یوسف میں۔ ان دونوں کو نافع جمع پڑھتے ہیں۔

۳۔ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ سورہ عنکبوت میں اس کو ابن کثیر، شعبہ، حمزہ اور کسائی واحد پڑھتے ہیں۔

۴۔ وَهُمْ فِی الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ سورہ سبا میں۔ اس کو امام حمزہ واحد پڑھتے ہیں۔

۵۔ فَهُمْ عَلٰی بَیِّنَتٍ مِّنْهُ سورہ فاطر میں۔ اس کو نافع، ابن عامر، ابو بکر اور کسائی نے جمع پڑھا ہے۔

۶۔ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ. سورہ مرسلات میں۔ اس کو حفص، حمزہ اور کسائی نے واحد پڑھا ہے۔

۷۔ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ. سورہ انعام میں۔ اس کو عاصم، حمزہ اور کسائی نے واحد پڑھا ہے۔

۸۔ كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ. سورہ یونس میں اس کو نافع، ابن عامر نے جمع پڑھا ہے۔

۹۔ اِنَّ الَّذِیْنَ حَقَّتْ عَلَیْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ. سورہ یونس میں۔ اس کو نافع، ابن عامر نے جمع پڑھا ہے۔

۱۰۔ وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَی الَّذِیْنَ كَفَرُوْا. اس کو نافع، ابن عامر نے جمع پڑھا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ہفتم :

یاء کے نقطہ کی بحث

یاء کی دو حالتیں ہیں (۱) نقطہ لگانا واجب ہے۔ (۲) بغیر نقطہ رکھنا واجب ہے۔ ذیل کے قواعد سے دونوں حالتوں کی توضیح ہوتی ہے۔

قاعدہ (۱) : یاء جب اولِ کلمہ میں واقع ہو یا وسط کلمہ میں واقع ہو اور ہمزہ بدل کر نہ آئی ہو تو نقطہ لگانا واجب ہے جیسے یَعِیْشُ' اَلْخَلِیْفَۃُ ۔

قاعدہ (۲) : بروزن مَفَاعِلِ یا اَفَاعِلِ معتلّۃُ العین جمع ہو جیسے مَضَایِقُ' مَشَایِخُ' مَعَایِشُ' اَطَایِبُ' ذَخَایِرُ۔

قاعدہ (۳) : مفاعلہ کے وزن پر معتلّۃُ العین یا واقع ہو تو نقطہ لگانا واجب ہے جیسے مُسَایَرَۃٌ' مُعَایَنَۃٌ ۔

اسی طرح اسم فاعل و مفعول میں مُسَایِرٌ' مُعَایِنٌ۔

قاعدہ (۴) : آخر کلمہ میں یا بے نقطہ لکھی جاتی ہے خواہ اصلی ہو یا بجائے الف لکھی ہو یا ہمزہ بشکل یاء ہو جیسے یَهْتَدِیْ' رَضِیَ' یَرٰی' سَعٰی' وَ فِیْ' بَلٰی' اِلٰی' عَلٰی' حَتّٰی' عَسٰی' بَرِیْءٌ' یُنْشِیءُ۔

قاعدہ (۵) : اسی طرح یاء متوسط جو ہمزہ کے عوض لکھی جائے گی اس کو خالص یاء سے بدلنا جائز نہ ہو جیسے وہ الفاظ جمع جو بروزن فعائل ہو مثلاً قَصَائِدُ' قَلَائِدُ' ذَبَائِحُ یا بروزن مفاعل ہو جیسے مَسَائِلُ یعنی عین کلمہ ہمزہ ہو۔

اسی طرح ثلاثی مجرد کے اجوف فاعل میں جیسے جَائِزٌ' بَائِعٌ' قَائِلٌ ۔

البتہ اگر الف سے پہلے ہمزہ ہو تو اس وقت یاء کو نقطے لگانا واجب ہے جیسے آیِبٌ' آیِلٌ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اثبات وحذف کا بیان

سورۃ الفاتحہ تا سورۃ الاعراف

صِرَاطِ- الصِّرَاطِ : پورے قرآن میں بالصاد لکھے جاتے ہیں۔

لفظ صِرَاطِ قرآن میں پینتالیس مقام پر آیا ہے۔ اصل میں یہ لفظ سِرَاطِ سین کے ساتھ ہے۔ طاء کی مجاورت کی وجہ سے سین صاد سے بدلا اہل زبان کے لیے مثل اصل لغت کے ہو گیا قنبل جو بالسین پڑھتے ہیں تو یہ قرآءت رسم کے خلاف نہ کہی جائے گی کیونکہ سین اصل ہے اور ظاہری رسم سے ہٹ کر رجوع الی اصل اللغت متعدد مواقع پر ثابت ہے۔

مٰلِكِ حذف الف سے لکھے جاتے ہیں۔

تمام قرآن میں لفظ مالِكِ بالالف صرف تین جگہ (فاتحہ- آل عمران- زخرف) میں پڑھا جاتا ہے اول میں اختلاف قرآءت ہے باقی دو میں باتفاق الف ہے۔ باقی سب جگہ اس کی قرآءت بغیر الف ہی ہے۔

فَادّٰرَءْتُمْ : (بقرۃ ع ۹) پہلے الف کے بعد فا سے متصل ہے اور ہمزہ وصلی کی صورت میں ان دونوں الفات کا حذف۔

مَسٰكِيْنَ : بالحذف الالف

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لفظ مَسٰكِيْنَ قرآن میں بارہ جگہ وارد ہے ان تمام میں حذف الف ہے البتہ سورۃ المائدہ کے دوسرے مَسٰكِيْنَ میں نصیرؒ نے خلف روایت کیا ہے اور نافعؒ سے حذف ہی ہے۔

يُخٰدِعُوْنَ : بالحذف الالف ہی پورے قرآن میں وارد ہے۔

وَقٰتِلُوْهُمْ- وَلَا تُقٰتِلُوهُمْ- يُقٰتِلُوْكُمْ- قٰتَلُوْكم : (بقرۃ ع ۲۴) یہ چاروں کلمات بالحذف الالف ہیں۔

وَيَبْصُطُ : (بقرۃ ع ۳۲) بِمُصَيْطِرٍ (غاشیہ) اَلْمُصَيْطِرُوْنَ (طور ع ۲) بالصاد لکھے جاتے ہیں- نیز بَصْطَةً (اعراف ع ۹) بھی بالصاد ہے۔

يَبْصُطُ اس جگہ کے علاوہ باقی قرآن میں ہر جگہ اصل کے مطابق بالسین ہے اور ان حروف کو بالصاد لکھنے کی وجہ صِرَاطِ میں بیان ہو چکی ہے۔

اِهْبِطُوْا مِصْرًا: (بقرہ ع ۷) تمام مصاحف میں بالالف ہے۔

مِيْكٰلَ : حذف الف کے ساتھ ہے (بقرہ ع ۱۲) اور یہ شمول قرآءت کے لیے ہے۔

وٰعَدْنَا: حذف الف کے ساتھ (بقرہ ع ٦- اعراف ع ۱۷- طٰہٰ ع ۴) وارد ہے۔

خَطِيْئٰتُهٗ : طا اور ھاء کے درمیان دو شوشے ہیں اول یاء کا اور دوسرا تاء کا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ہمزہ ساکن ہونے کی بنا پر اور الف شمول کی غرض سے محذوف ہے۔ (بقرہ ع ۹)

خَطٰیٰکُمْ : (بقرہ ع ٦) خَطٰیٰنَا۔ خَطٰیٰھُمْ میں الفات محذوف الشکل ہیں۔

اَلصّٰعِقَةُ۔ الرِّیٰحِ (بقرہ ع ٦ و ع ٢٠) میں حذف الف ہے۔ اور یہ شمول قرآءت کے لیے ہے۔

ذیل میں ہم قراء عشرہ کا اَلرِّیٰحِ اور اَلرِّیٰحِ کا اختلاف جدول کی صورت میں پیش کر رہے ہیں۔ (بشکریہ ایضاح المقاصد)

جدول القراءات العشر فی الریح والریاح

العدد	ایات وسور	سورہ	القارون جمعاً	القارون مفردا
١	و تصریف الریاح	بقرہ	نافع، مکی، بصری، شامی، عاصم، ابوجعفر، یعقوب	حمزہ، کسائی، خلف
٢	وتذروہ الریاح	کہف	ایضاً	حمزہ، کسائی، خلف
٣	و تصریف الریاح	جاثیہ	ایضاً	حمزہ، کسائی، خلف
٤	ومن یرسل الریاح بشرا	نمل	نافع، بصری، شامی، عاصم، ابوجعفر، یعقوب	مکی، حمزہ، کسائی، خلف
٥	وھو الذی یرسل الریاح	اعراف	نافع، بصری، شامی، عاصم، ابوجعفر، یعقوب	ایضا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

العدد	ایات وسور	سورہ	القارؤن جمعاً	القارون مفردا
۶	الله الذی ارسل الریاح	روم ثانی	نافع، بصری، شامی، عاصم، ابوجعفر، یعقوب	خلف
۷	والله الذی ارسل الریاح	فاطر	ایضاً	ایضاً
۸	وارسلنا الریاح لواقح	حجر	نافع، مکی، بصری، شامی، عاصم، کسائی، ابوجعفر، یعقوب	حمزہ، خلف
۹	اشتدت به الریح	ابراہیم	نافع، ابوجعفر	مکی، بصری، شامی، عاصم، حمزہ، کسائی، یعقوب، خلف
۱۰	ان یشا یسکن الریح	شوریٰ	نافع، ابوجعفر	ایضاً
۱۱	یرسل الریاح بشرا	فرقان	نافع، بصری، عاصم، حمزہ، کسائی، ابوجعفر، یعقوب، خلف	مکی
۱۲	ومن ایاته ان یرسل الریاح	روم اول	کلہم العشر	X
۱۳	اذا ارسلنا علیهم الریح العقیم	ذاریات	X	کلہم العشر
۱۴	قاصفا من الریاح	اسراء	ابوجعفر	کلہم السبعۃ و یعقوب وخلف
۱۵	ولسلیمان الریح عاصفة	انبیاء	ابوجعفر	ایضاً

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

العدد	ایات وسور	سورہ	القارؤن	القارون مفردا
١٦	اوتھوی به الریح	حج	خلف لابی جعفر	خلف لابی جعفر- باقین
١٧	ولسلیمان الریح غدوها	سبا	ابوجعفر	کلھم السبعۃ و یعقوب وخلف
١٨	فسخرناله الریح	ص	ابوجعفر	ایضاً

تُفٰدُوْھُمْ (بقرہ ع ١٠) حذف الف سے ہے- اور یہ شمول قرآءات کے واسطے ہے-

تَظٰھَرُوْن - اُسٰرٰی: (بقرہ ع٩) اَلْیَتٰمٰی تینوں حذف الف سے ہیں-

دِفٰعُ اللّٰہ : (بقرہ ع٣٣- حج ع٦) حذف الف سے ہے- اور یہ شمول قرآء ات کے واسطے ہے-

فَرِھٰنٌ : (بقرہ ع٣٩) مُضٰعَفَةً (آل عمران ع١٤) عٰهَدُوْا (بقرہ ع١٢- ع ٢٢) تَشٰبَهَ (بقرہ ع ٨) یہ سب کلمات بھی بالحذف ہیں- اول الذکرتین میں حذف الف شمول قرآءت کے لیے اور آخرالذکر ایک میں اختصار کے لیے ہے-

مگر تَشَابَهَ (آل عمران ع١) والا باثبات الف ہے-

یُضٰعَفُ : (جس کیفیت پر بھی آئے) یعنی فَیُضَاعِفَهُ لَهٗ (البقرہ) وَاللّٰهُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ (البقرہ) یُضَاعَفُ لَهُمُ العذاب (ہود)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ اور يُضٰعِفُ لَهُمْ (الحدید) میں ہر جگہ حذف الف ہے اور بعض نے خلف کہا ہے۔ كِتٰبِهٖ (بقرہ ع ۲۰) بالخلف ہے۔

كِتَابٌ میں چار جگہ الف کا اثبات (رعد ع ۶ - حجر ع ۱ - کہف ع ۴ کا دوسرا - نمل ع ۱ کا پہلا) بقایا میں حذف الف ہے۔

اِبْرٰهٖمُ : حذف الف کے ساتھ۔

سورۃ البقرہ میں لفظ اِبْرَاهِيْمَ پندرہ جگہ ہے اس کی رسم مصحف کوفی، مصحف بصری اور مصحف شامی میں بغیر الف ہے۔ یعنی اِبْرٰهٖمَ اور مصحف مکی۔ مدنی اور امام میں بالیاء ہے یعنی اِبْرٰهِيْمَ ۔ سورۃ البقرہ کے علاوہ باقی قرآن میں تمام مصاحف میں اس کی رسم بالیاء ہی ہے۔

یہ لفظ قرآن میں کل انہتر مقام پر آیا ہے مگر امام شاطبیؒ کے مطابق ان میں تینتیس مقام پر اختلاف قرآءات ہے۔

اَوْصٰی : امام شامی اور مدنی مصاحف میں واؤ سے قبل الف ہے اور بقایا مصاحف میں وَوَصّٰی ہے دو واؤ سے۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ (بقرہ ع ۱۴) واؤ کے حذف سے مصحف شامی میں ہے۔

نیز درج ذیل کلمات مصحف امام و مدنی میں اختلاف کے ساتھ ہیں۔ یعنی مصحف امام میں یہ کلمات اس طرح ہیں۔

سَارِعُوْا: (آل عمران ع ۱۵) کی بجائے وَسَارِعُوْا واؤ سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَقُوْلُ الَّذِيْنَ : (مائدہ ع ۸) وَيَقُوْلُ واؤ سے

مَنْ يَّرْتَدِدْ : (مائدہ ع ۸) کے بجائے مَنْ يَّرْتَدَّ ایک دال سے

اَلَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا: (توبہ ع ۱۳) کے بجائے وَالَّذِيْنَ واو سے

خَيْرًا مِنْهُمَا (کہف ع ۵) کے بجائے خَيْرًا مِنْهَا واو کے صیغہ سے

فَتَوَكَّلْ (شعراء ع ۱۱) کے بجائے وَتَوَكَّلْ واو سے

دِيْنَكُمْ وَ اَنْ (غافر ع ۳) کے بجائے دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ همزہ سے

بِمَا كَسَبَتْ (شوریٰ ع ۴) کے بجائے فَبِمَا كَسَبَتْ فا سے

تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسِ (زخرف ع ۷) کے بجائے تَشْتَهِي الْاَنْفُسُ

فَاِنَّ اللّٰهَ الْغَنِيُّ (حدید ع ۳) کے بجائے فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ

فَلَا يَخَافُ (شمس) کے بجائے وَلَا يَخَافُ۔

وَيُقَتِلُوْنَ الَّذِيْنَ (آل عمران ع ۳) بالخلف ہے۔ اس میں بھی حذف شمول قرآءت کے واسطے ہے۔

طٰئِرًا (آل عمران ع ۵ مائدہ ع ۱۵) حذف الف ہے اور یہ حذف بھی شمول قرآءت کے واسطے ہے۔

وَقٰتَلُوْا۔ ثُلُثَ۔ رُبُعَ۔ كِتٰبَ اللّٰهِ (ع ۴) ضِعٰفًا (ع ۱) عٰقَدَتْ (ع ۵) یہ چھ کلمات بھی حذف الف سے ہیں۔ آخر آل عمران میں قٰتَلُوْا وَ قُتِلُوْا میں امام حمزہ اور امام کسائی کے لیے تقدیم و تاخیر ہے یعنی قُتِلُوْا وَ قٰتَلُوْا اور دونوں قرآءتوں کا انطباق اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ الف دونوں فعلوں میں محذوف ہو۔ جبکہ ثُلُثَ وَ رُبُعَ۔ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اور ضِعٰفًا میں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حذف الف اختصار کے لیے ہے-اور عَقَدَتْ میں حذف الف شمول قرآءات کے واسطے ہے-

مُرٰغَمًا (ع ۱۴) فَلَقٰتَلُوْكُمْ (ع ۱۲) لٰمَسْتُمْ (نساء ع ۷- مائدہ ع ۲) اَلسَّلٰمِ (مائدہ ع ۳-انعام ع ۱۵) رِسٰلَتِهٖ (مائدہ ع ۱۰-انعام ع ۱۵) یہ پانچ کلمات بھی حذف الف سے ہیں-ان کلمات میں سے مُرٰغِمًا اور اَلسَّلٰمْ میں حذف اختصار کے لیے اور قٰتِلُوْا- لٰمَسْتُمْ اور رِسٰلَتِهٖ میں شمول قرآءات کے لیے ہے-یاد رہے کہ رِسٰلَتِهٖ میں لام کے بعد والا الف حذف ہو رہا ہے-

بٰلِغَ (مائدہ ع ۱۳) قِيٰمًا (نساء ع ۱-مائدہ ع ۱۳) اَلْاَوْلٰيٰنِ (مائدہ ع ۱۴) اَكّٰلُوْنَ (مائدہ ع ۶) حذف الف سے ہیں- بٰلِغُ اور اَكّٰلُوْنَ میں حذف الف اختصار کے لیے اور قِيٰمًا اور اَلْاَوْلٰيٰنِ میں شمول قرآءات کے لیے ہے-

اَلسَّلٰمَ لَسْتَ (نساء ع ۱۳) بھی حذف الف سے ہے-

مَسٰكِيْنَ (مائدہ ع ۱۳) حذف الف میں خلف ہے-اس کی تفصیل ہم پیچھے بیان کر آئے ہیں-

سٰحِرٌ (مائدہ ع ۱۵-یونس-ہود ع ۱) نصیر نے بالخلف روایت کیا ہے-اور ان تینوں میں اختلاف قرآءات ہے-

وَسَارِعُوْا (آل عمران ع ۱۵) بالاثبات الواؤ مکی-اور عراقی مصاحف کا رسم ہے اور مدنی و شامی میں حذف واؤ سے سارعوا ہے-

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِالْبَیِّنٰتِ وَ بِالزُّبُرِ (آل عمران ع ۱۹) اثبات باء سے شامی مصحف کا رسم ہے اور باقی مصاحف میں بالبینت وَ الزُّبُرْ ہے قَلِیْلًا مِنْهُمْ شامی مصحف کا رسم ہے بقایا میں قَلِیْلٌ مِنْهُمْ ہے۔

مَنْ یَرْتَدِدْ (مائدہ ع ۸) مدنی۔ شامی اور امام کی رسم ہے اور عراقی مصاحف میں مَنْ یَرْتَدَّ ہے۔ ایک دال سے۔

وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ عراقی مصاحف میں ہے اور باقی مصاحف میں واؤ کے حذف سے یَقُوْلُ الَّذِیْنَ۔

بِالْغَدٰوۃ (انعام ع ۶۔ کہف ع ۴) تمام مصاحف میں دال کے بعد واؤ مرسوم ہے۔ دراصل اس کلمہ میں دو قراءات ہیں بِالْغَدَاۃِ جو کہ ماسوا شامی تمام قراء کی قراءات ہے اور شامی نے اسے بِالْغُدْوَۃِ پڑھا ہے۔

فَرَقُوْا (انعام ع ۲۰۔ روم ع ۴) حذف الف سے ہے۔ اور یہ حذف الف شمول قرآءت کے لیے ہے۔

وَلَا طٰئِرٌ (انعام ع ۴) اَکٰبِرَ (ع ۱۵) ذُرِّیّٰتِهِمْ (ع ۱۰) تینوں الفاظ میں حذف الف ہے۔ اور ان تینوں کلمات میں حذف الف اختصار کے لیے ہے۔

فٰلِقُ الْحَبِّ لفظ فَالِقٌ میں اثبات الف قیاسی ہے اور حذف الف خلاف قیاس ہے تمام قراءات میں الف ہی سے پڑھا گیا مگر رسم میں فٰلِقُ الْحَبِّ میں خلف ہے اور فٰلِقُ الْاِصْبَاحِ میں باجماع اہل رسم حذف الف ہے۔ اور وَجٰعِلُ الَّیْلِ میں الف میں خلف ہے۔ جَعَلَ الَّیْلَ میں کوفیین نے بصیغہ ماضی معروف پڑھا ہے اور غیر کوفیین نے بصیغہ اسم فاعل اور برفع لام پڑھا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَئِنْ اَنْجَیْتَنَا (انعام ع ۸) کوفی مصحف میں تاء کے حذف سے اَنْجٰنَا ہے جیم اور آخری الف کے درمیان آخری الف کے درمیان دو شوشے ہیں پہلا یا سے بدلا ہوا الف اور دوسرا نون کا ہے۔ باقی مصاحف میں تین شوشے ہیں جو کہ یاء۔ تاء اور نون کے ہیں۔

وَلَدَارُ الْاٰخِرَۃِ کو ماسوا شامی مصحف کے دیگر سب مصاحف نے وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَۃُ یعنی دو لاموں سے روایت کیا ہے۔ جبکہ شامی مصحف میں وَلَدَارُ الْاٰخِرَۃِ ہے۔

اَوْلَادَھُمْ شُرَکَآئِھِمْ (انعام ع ۱۶ کا الف کے بعد والا ہمزہ) جو مصحف شامی میں ہے اور بقایا قرآنوں میں یہ ہمزہ واؤ کی صورت ہے یعنی اس طرح شُرَکَآؤُھُمْ۔

سورۃ الاعراف تا سورۃ مریم

بٰطِلٌ (اعراف ع ۱۶۔ ہود ع ۲) طٰٓئِرُھُمْ (اعراف ع ۱۶) کَلِمٰتِهٖ حذف الف سے روایت کیا ہے۔

خَطِیْٓئٰتُ۔ خَطِیْٓئٰتِکُمْ (اعراف ع ۲۰) خَطِیْٓئٰتِھِمْ (نوح ع ۲) حذف الف اور اثبات یاء کے ساتھ آیا ہے۔

اَلْخَبٰٓئِثُ (اعراف ع ۱۹۔ انبیاء ع ۵) حذف الف ہے۔

سٰحِرٍ (اعراف ع ۱۴۔ یونس ع ۸) میں بعض قرآنوں میں الف سین کے بعد اور بعض میں حاء کے بعد آتا ہے۔ اور یہ قراءات کے اختلاف کی وجہ سے اس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح لکھا گیا ہے۔

سَحَّارٍ (شعراء ع ۳) بالاتفاق حاء کے بعد اثبات الف سے ہے۔

وَرِيْشًا (الاعراف ع ۳) بعض قرآنوں میں یاء کے بعد بالالف ہے یعنی وَرِيَاشًا۔ گو باثبات الف کوئی قرآءت نہیں ہے مگر یہ رسم ملتا ہے۔

مَسَّهُمْ طٰئِفٌ (الاعراف ع ۲۴) میں طاء کے بعد الف میں خلف ہے۔ حذف الف والی رسم کو اختیار کیا جائے گا کیونکہ یہ حذف شمول قرآءات کا ہوگا۔

بَصْطَةً (الاعراف ع ۹) بالصاد لکھا جاتا ہے۔ بالصاد لکھنے کی وجہ صِرَاطِ میں مذکور ہو چکی ہے۔

وَقَالَ الْمَلَاُ (ع ۱۰) میں قال سے پہلے واؤ شامی مصحف میں ہے اور باقین میں بغیر واؤ کے مرسوم ہے یعنی قَالَ الْمَلَا

وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيْ (ع ۵) شامی مصحف میں حذف واؤ سے مَا كُنَّا ہے۔ دیگر مصاحف میں واؤ مرسوم ہے۔

قَلِيْلًا مَّا يَتَذَكَّرُوْنَ (ع ۱) شامی مصحف میں قَلِيْلًا مَاتَذَكَّرُوْنَ ہے۔

وَ اِذْاَنْجٰكُمْ شامی مصحف کا رسم ہے اور باقی مصاحف میں وَاِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ ہے بہر حال تمام مصاحف میں جیم اور نون کے بعد والا الف محذوف ہے۔

اَمٰنٰتِكُمْ (انفال ع ۳) لِاَمٰنٰتِهِمْ (قدافلح المؤمنون ع ۱)

جمع مونث سالم میں جب دو الف ہوں تو محذوف ہوں گے لہٰذا اَمٰنٰتٌ کے دونوں الفوں کا حذف قاعدہ کے مطابق ہے یاد رہے کہ سورۃ المومنون اور المعارج میں اس کلمہ کو مکی نے واحد اور باقین نے جمع سے پڑھا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَسٰجِدَ اللّٰہِ (توبہ ع ۳) جمع مکسر بروزن مفاعل کا الف محذوف ہوتا ہے لہٰذا مَسٰجِدَ کے الف کا حذف قاعدہ کے مطابق ہے اس کلمہ کو مکی اور بصریین نے مفرد اور باقین نے جمع پڑھا ہے۔ حضرت استاذ المکرمؒ اپنی شرح رائیہ میں فرماتے ہیں کہ امام شاطبیؒ کی تخصیص ذکری کی وجہ بھی یہی ہے۔ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ (ہود ع ۱۱) اس میں الف محذوف ہے۔

وَلَا اَوْضَعُوْا (توبہ ع ۷) میں لام کے بعد الف کی زیادتی تحریر میں لائی گئی ہے۔

لَا اَذْبَحَنَّہٗ (نمل ع ۲) میں بھی لفظ میں الف زائد لکھا گیا ہے۔

لَا اِلَی اللّٰہِ (آل عمران ع ۱۷) لَا اِلَی الْجَحِیْمِ (صافات ع ۲) میں الف زیادہ لکھنے میں خلف ہے۔

تَحْتَھَا الْاَنْھٰرُ کو مکی مصحف میں مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ (توبہ ع ۱۳) یعنی من جارہ کے اضافے سے لکھا گیا ہے۔

توبہ ع ۹ و ع ۱۱ میں بالاتفاق مِنْ تَحْتِھَا ہے۔

وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا کو شامی اور مدنی مصحف میں واؤ کے حذف سے اَلَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا لکھا ہے۔ (توبہ ع ۱۳)

یُسَیِّرُکُمْ (یونس ع ۳) کو شامی مصحف میں یَنْشُرُکُمْ لکھا گیا ہے۔

غَیٰبَتِ الْجُبِّ (یوسف ع ۲) اٰیٰتٌ لِّلسَّآئِلِیْنَ (یوسف ع ۲) اور عَلٰی بَیِّنٰتٍ (فاطر ع ۵) ان تینوں کلمات میں اول الذکر میں تو اجماعاً الف محذوف ہے اور ثانی الذکر دونوں کلمات میں خلف ہے مگر حذف مشہور ہے۔ اور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ حذف شمول قرآءات کے لیے ہے۔

حٰشَ لِلّٰہ (یوسف ع ۴-ع ۷) میں شین کے بعد الف حذف ہے۔اور یہ حذف شمول قرآءات کے لیے ہے۔

لَدَا الْبَابِ (یوسف ع ۳) والا الف سے ہے۔اور (غافر ع ۲) میں لَدَی الْحَنَاجِرِ میں خلف ہے یعنی الف اور یاء دونوں ثابت ہیں۔ مگر امام شاطبی نے حرز میں فرمایا ہے کہ ان دونوں مقام پر امالہ نہ ہوگا۔

نُجِّیْ (یوسف ع ۱۲-انبیاء ع ۶) کو ایک نون سے لکھا گیا ہے جبکہ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ (یونس ع ۱۰) بالاجماع دو نون سے ہے۔ سورۂ یوسفؑ اور الانبیاءؑ میں حذف نون شمول قرآءت کے واسطے ہے۔

وَسَیَعْلَمُ الْکُفٰرُ (یوسف ع ۶) میں حذف الف سے مرسوم ہے۔اور یہ حذف شمول قرآءات کے لیے ہے۔

لَاتَا یْئَسُوْا (یوسف ع ۱۰) لَایَایْئَسْ (یوسف ع ۱۰) لَمْ یَایْئَسْ (رعد ع ۴) اِذَا سْتَیْئَسْ (یوسف ع ۱۲) فَلَمَّا اسْتَیْئَسُوْا (یوسف ع ۱۰) پانچوں کلمات میں ہمزہ بے صورت ہے کیونکہ ساکن کے بعد ہے اور اول الذکر تین میں سب مصاحف میں تا اور یاء کے بعد الف مرسوم ہے اور باقی دو کلمات میں الف میں خلف ہے یعنی بعض مصاحف میں مرسوم ہے اور بعض میں مرسوم نہیں ہے۔ پہلے تین لفظوں میں روایت بزی کی صریح رعایت ہے اور دوسرے دو لفظوں میں غیر بزی کی قراءات کی رعایت ہے۔ان پانچوں لفظوں میں بزی کے لیے بالخلف الف کو یاء پر مقدم کر کے پڑھا گیا ہے یعنی تَایَسُوْا۔ یَایَس۔ اِسْتَایَسْ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِستَا یَسُوْا۔ اور دوسری قراءات جو باقین کی اور بزی کی دوسری وجہ ہے یاء ساکنہ کے بعد ہمزہ ہے۔

بِاَیّٰمِ اللّٰہ (ابراھیم ع ۱) کی یاء لکھنے میں خلف ہے۔ یعنی رسم دو طرح ہے ایک الف سے بِاَیَّامِ اللّٰہِ۔ دوسرے یاء کے ساتھ بِاَیِّیمِ اللّٰہ۔ اور اس رسم میں دو یاء کی شکلیں جمع ہیں اور تماثل کی بناء پر ایک یاء محذوف نہیں ہوئی بلکہ دونوں مرسوم ہیں۔

طٰئِرَہٗ فِیْ عُنُقِہٖ (اسراء ع ۲) بحذف الف ہے۔ اَوْ کِلٰھُمَا کے الف میں خلف ہے۔ کِلَاھُمَا کا رسم دو طرح صحیح ہے اور ایک طرح غلط صحیح یہ ہیں (۱) کِلَاھُمَا (۲) کِلٰھُمَا (۳) اور غلط یہ ہے کِلٰنھُمَا ۔بہر حال یہ حذف اختصار کے لیے ہے۔ کلاھما کے الف میں امام حمزہ و کسائی کے لیے امالہ ہے علامہ شاطبیؒ نے امالہ کی دو توجیہ بتلائی ہیں یہ کہ امالہ یا تو کاف کے کسرہ کی وجہ سے ہے یا اس کی وجہ الف کا یاء سے بدلا ہوا ہونا ہیں۔ اہل لغت کے دونوں قول ہیں یعنی الف مبدل عن الواؤ اور مبدل عن الیاء۔

سُبْحٰنَ قُلْ (اسراء ع ۱۰) میں حذف الف ہے۔ اور یہ شمول قرآءات کے لیے ہے۔

تَزّٰوَرُ (کہف ع ۲) زٰکِیَۃً۔ لَتَّخَذْتَ۔ کَلِمٰتُ رَبِّیْ تمام میں حذف الف ہے۔ پہلے تین کلمات میں حذف الف شمول قرآءات کے لیے ہے اور کَلِمٰتُ رَبِّیْ میں حذف الف اختصار کے لیے ہے۔

خَرْجًا (کہف ع ۱۱۔ مومنون ع ۴) فَخَرٰجُ (مومنون ع ۴) میں اول

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الذکر کے الف میں خلف ہے اور ثانی الذکر میں الف مرسوم ہے- یاد رہے کہ پاکستانی مطبوعہ قرآنوں میں فَخَرَاجُ میں الف مرسوم نہیں- دونوں کلمات مین حذف الف کی وجہ شمول قرآءات ہے-

اٰتُوْنِیْ (کہف ع ۱۱) میں ایک الف تماثل کی بنا پر محذوف ہے-

سوال : تمام مصاحف میں اٰتُوْنِیْ ہے اِیْتُوْنِیْ کہیں بھی نہیں تو پھر اِیْتُوْنِیْ قرآءات بھمزہ الوصل کا انطباق اٰتُوْنِیْ پر کیسے ہوگا- اِیْتُوْنِیْ ہمزہ وصل والی قرآءت کا تقاضہ ہے کہ ہمزہ اور تاء کے درمیان یاء بھی مرسوم ہو جو کہیں بھی مرسوم نہیں ؟

جواب : قرآءات کے رسم پر انطباق کی دو قسمیں ہیں :

(۱) حقیقی انطباق (۲) تقدیری انطباق

ہمزہ قطعی پڑھنے والوں کی قرآءت کا انطباق حقیقی ہے اور ہمزہ وصلی پڑھنے والوں کا انطباق تقدیری ہے- یعنی لکھنے والوں کے سامنے ملحوظ تو دونوں قرآءات تھیں مگر انہوں نے ایسا شمول کے لیے کیا-

اِیْتُوْنِیْ کے شمول کے لیے یہ توجیہ کی جائے گی کہ یاء تخفیفاً حذف کی گئی جیساکہ اِلٰفِھِمْ میں حذف کی گئی یعنی چونکہ اِلٰفِھِمْ ایک مثال موجود ہے لہذا اس پر قیاس کر کے توجیہ اختیار کی گئی-

نوٹ : انطباق تقدیری کا مطلب یہ ہے کہ بظاہر رسم پر کوئی قراءات اگر منطبق نہ ہو رہی ہو تو یہ فرض کرتے ہوئے کہ رسم عثانی لکھنے والوں کے سامنے یہ قرآءت بھی ملحوظ تھی مگر انہوں نے شمول کے لیے ایسا کیا اور پھر کسی معقول

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توجیہ کے ذریعہ اس غیر منطبق کا انطباق ثابت کیا جائے- جیسے یہاں الْفِهِمْ پر قیاس کے ذریعہ توجیہ اختیار کی گئی-

مَكَّنَنِيْ (کہف ع ۱۱) مکی مصحف میں دو نون سے ہے جبکہ بقایا مصاحف میں ایک نون سے ہے یعنی مَكَّنِّيْ-

لَاَ جِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا کوفی اور بصری مصاحف کا رسم ہے جبکہ مکی- مدنی اور شامی مصاحف میں مِنْهُمَا مرسوم ہے-

سورۃ مریمؑ تا سورۃ ص

خَلَقْنٰكَ- اِخْتَرْنٰكَ (مریم ع ۱- طٰہٰ ع ۱) یہ کلمات حذف الف سے ہیں- دراصل یہ خَلَقْتُكَ اور خَلَقْنٰكَ ہے- ایسے ہی اَخْتَرْتُكَ اور اَخْتَرْنٰكَ ہے- خَلَقْنٰكَ امام حمزہ اور کسائی نے پڑھا ہے جبکہ باقین نے خَلَقْتُكَ پڑھا ہے ایسے ہی اَخْتَرْنٰكَ امام حمزہ کی قرآءت ہے اور اَخْتَرْتُكَ باقین کی قرآءات ہے- درج بالا عبارت سے مفہوم ہوا کہ حذف الف شمول قرآءت کے لیے ہے-

لَا تَخٰفُ دَرَكًا (طٰہٰ ع ۴) میں حذف الف میں اختلاف ہے- مگر لَا تَخَفْ (طٰہٰ ع ۱- ع ۳) اور فَلَا يَخٰفُ (طٰہٰ ع ۶) میں حذف الف پر اجماع ہے- مگر بہتر ہے لاتخف درکا میں الف کا حذف ہی مانا جائے کیونکہ یہ حذف شمول قرآءت کے واسطے ہوگا-

تَسٰقَطْ (مریم ع ۲) میں الف محذوف ہے- اور یہ بھی شمول قرآءات

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے ہے۔

یُسٰرِعُوْنَ (انبیاء ع ۶۔ مومنون ع ۴) جذذا (انبیاء ع ۵)

وَحَرٰمٌ (انبیاء ع ۷) ان تمام میں حذف الف ہے۔ پہلے دو کلمات میں حذف الف برائے اختصار ہے یاد رہے کہ جذٰذًا میں پہلی ذال کے بعد والا الف کا محذوف ہونا مراد ہے۔ دوسرے ذال کے بعد والا الف نون تنوین کا ہے۔ جبکہ وَحَرٰمٌ میں حذف الف شمول قرآءت کے لیے ہے۔

قٰلَ رَبِّیْ (انبیاء ع ۱) قٰلَ رَبِّ احکم (انبیاء ع ۷) اور قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُکُمْ (زخرف ع ۲) سب میں الف محذوف ہے۔

نوٹ: پاکستانی مصاحف میں سورۃ الانبیاء والا قَالَ بحذف الف مرسوم ہے۔ بہتر تھا کہ مصحف کوفی کے مطابق باثبات الف لکھا جاتا کیونکہ کوفیین میں صرف شعبہ نے صیغہ امر قُلْ سے پڑھا ہے بقایا سب قَالَ پڑھتے ہیں۔ سعودیہ کے مطبوعہ مصاحف میں قَالَ باثبات الف مرسوم ہے۔ (قول مفید الشیخ المقری اظہار احمد التھانویؒ فی ایضاح المقاصد شرح رائیہ) ان تینوں مواقع پر حذف الف شمول قرآءت کے واسطے ہے۔

اَوَلَمْ یَرَالَّذِیْنَ (انبیاء ع ۳) کی مصحف میں حذف واؤ سے یعنی اَلَمْ یَرَالَّذِیْنَ مرسوم ہے۔

مُعٰجِزِیْنَ (حج ع ۷۔ سباع ۱۔ ع ۵) یُقٰتِلُوْنَ (حج ع ۶) میں الف محذوف ہے۔ اول کلمہ میں تو حذف الف شمول قرآءات کے لیے ہے اور دوسرے کلمہ میں اختصار کے لیے ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یُدٰفِعُ (حج ع ۵) کے الف میں خلف ہے۔

مکی اور بصریین نے یَدْفَعُ اور باقین نے یُدٰفِعُ پڑھا ہے۔

سٰمِرًا (مومنون ع ۴) عِظٰمًا اور اَلْعِظٰمَ (ع ۱) میں حذف الف ہے۔

قُلْ کَمْ اور قُلْ اِنْ لَّبِثْتُمْ (ع ۶ مومنون) کوفی مصاحف میں حذف الف سے ہے۔ سٰمِرًا میں حذف الف اختصار کے لیے ہے اور عِظٰمًا اور اَلْعِظٰمَ میں شمول قرآءت کے لیے ہے۔

قُلْ کَمْ اور قُلْ اِنْ میں دیگر مصاحف میں رسم بالالف ہے اول کو مکی۔ حمزہ اور کسائی نے قُلْ اور باقین نے قَالَ پڑھا ہے اور ثانی کو حمزہ اور کسائی نے قُلْ اور باقین نے قَالَ پڑھا ہے۔

البتہ بَلِ ادّٰرَكَ میں دال کے بعد والا الف شمول قرآءات کی وجہ سے حذف کیا گیا ہے کیونکہ اس میں ایک قرآءت ادرك بھی ہے۔

سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ کے آخری دو کلمات میں بصری مصحف میں الف کے اضافے سے سَیَقُوْلُوْنَ اللّٰهِ ہے۔ اول کلمے میں تمام مصاحف کا حذف الف پر اجماع ہے۔

فِیْهَا سِرٰجًا میں حذف الف میں خلف ہے۔ اور یہ حذف شمول قرآءات کے لیے ہے۔ ذُرِّیّٰتِنَا (فرقان ع ۶) نیز ذُرِّیّٰتْ کے ہر کلمے میں جو سورہ فرقان کے بعد آخر قرآن تک آئے ہیں۔ (یس ع ۳۔ غافر۔ طور ع ۱) سب میں حذف الف ہے۔ اور یہ حذف شمول قرآءات کے لیے ہے۔

نُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ (فرقان ع ۳) کی مصحف میں دو نون کے ساتھ نُنْزِلُ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْمَلٰئِكَةَ ہے۔

حٰذِرُوْنَ (شعراء ع ۴) فٰرِهِيْنَ (شعراء ع ۸) دونوں کلمات میں حذف الف ہے۔اور یہ حذف شمول قرآءات کے لیے ہے۔

وَتَوَكَّلْ (شعراء ع ۱۱) شامی اور مدنی مصحف میں واوٗ کے بجائے فاء سے فَتَوَكَّلْ ہے۔

اَوْلَيَاْتِيَنِّيْ (نمل ع ۲) مکی مصحف میں دو نونوں سے مرسوم ہے۔یعنی اَوْلَيَاْتِيَنَّنِيْ۔

اٰيٰتُنَا (نمل ع ۱) طٰئِرُكُمْ (نمل ع ۴) بَلِ ادّٰرَكَ (نمل ع ۵) تینوں کلمات حذف الف سے ہیں۔ اٰيٰتُنَا میں حذف الف قیاس رسمی کے مطابق ہے جمع مونث سالم کا الف نہیں لکھا جاتا۔لہذا یہ حذف اختصار کے لیے ہے۔اسی طرح طٰئِرُكُمْ میں بھی حذف الف اختصار کے لیے ہے۔

البتہ بَلِ ادّٰرَكَ میں دال کے بعد والا شمول قرآءت کی وجہ سے حذف کیا گیا ہے کیونکہ اس میں ایک قرآءت اَدْرَكَ بھی ہے۔

وَ اٰبَاؤُنَا اَئِنَّا (نمل ع ۶) کو شامی مصحف میں اِنَّنَا لکھا گیا ہے۔

بِهٰدِي الْعُمْيِ (نمل ع ۶-روم ع ۵) فَنٰظِرَةٌ (نمل ع ۳) سٰحِرٰنِ (قصص ع ۵) حذف الف میں خلف ہے۔تینوں کلمات میں قرآءت کا اختلاف ہے النمل اور الروم میں امام حمزہ نے تَهْدِي الْعُمْيِ اور باقین نے بِهَادِي الْعُمْيِ پڑھا ہے۔

فٰرِغًا (قصص ع ۱) میں الف کا حذف ہے۔اور یہ حذف الف جو فاء کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد ہے اختصار کے واسطے ہے۔

وَقَالَ مُوْسٰی (قصص ع ۴) میں مکی مصحف حذف واؤ سے قَالَ مُوْسٰی روایت کرتا ہے۔

عَلَیْهِ اٰیٰتٌ (عنکبوت ع ۵) میں الف کا حذف قیاسی ہے۔ کیونکہ قرآءت کا اختلاف ہے لہذا یہ حذف شمول قرآءات کے لیے مانا جائے گا۔

وَفِصٰلُهٗ (لقمان ع ۲ احقاف ع ۲) میں حذف الف ہے۔ اور یہ حذف شمول قرآءت کے واسطے ہے۔

تُصَعِّرْ (لقمان ع ۲) حذف الف سے ہے۔ اور یہ حذف شمول قرآءت کے واسطے ہے۔

تُظٰهِرُوْنَ (احزاب ع ۱) میں حذف الف ہے۔ اور یہ حذف شمول قرآءت کے واسطے ہے۔

یَسْاَلُوْنَ (احزاب ع ۲) کے حذف الف میں خلف ہے۔

یَسْاَلُوْنَ کا رسم دو طرح ملتا ہے۔

(۱) یَسْاَلُوْنَ (۲) یَسْئَلُوْنَ

یعنی اثبات الف اور حذف الف۔ یہ اختلاف رسم بھی شمول کے لیے ہے۔ اثبات الف خلاف قیاسی ہے کیونکہ قیاس یہ ہے کہ ہمزہ متحرکہ بعد حرف صحیح ساکن محذوف الشکل ہوتا ہے اسے رویس نے یَسَّآءَلُوْنَ اور باقین نے یَسْئَلُوْنَ پڑھا ہے۔ واضح رہے کہ یَسْئَلُوْنَ پر امام حمزہ کے لیے وقف قیاسی یہ ہوگا کہ نقل حرکت سے یَسَلُوْنْ پڑھا جائے اور جائز ہے کہ تخفیف رسمی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مطابق ہمزہ کا ابدال بالالف ہو یعنی یَسَالُوْنَ - بطور نکتہ یہ بھی توجیہ ہو سکتی ہے کہ اس جگہ ہمزہ کو بصورت الف بہ نیت تخفیف رسمی لکھا گیا ہے۔ (قال الشیخ اظہار احمد التھانویؒ)

عٰلِمُ الْغَیْبِ (سبا ع ۱) میں حذف الف ہے۔ اور یہ حذف شمول قرآءت کے واسطے ہے۔

بٰعِدْ (سبا ع ۲) میں حذف الف ہے۔ اور یہ حذف شمول قرآءت کے واسطے ہے۔

مَسٰکِنِهِمْ (سباء ع ۲) نُجٰزِیْ (سبا ع ۲) بِقٰدِرٍ (یٰس ع ۵۔ احقاف ع ۴) تینوں کلمات حذف الف سے ہیں۔ اور یہ حذف شمول قرآءت کے واسطے ہے۔

وَمَا عَمِلَتْ (یٰس ع ۳) کوفی مصاحف کی رسم ہے اور بقایا مصاحف میں وَمَا عَمِلَتْهُ مرسوم ہے۔

فٰکِهِیْنَ (دخان۔ طور ع ۱۔ تطفیف) فٰکِهُوْنَ (یٰس ع ۴) حذف الف میں خلف ہے۔ یہاں حذف الف بہتر ہے اور یہ شمول قرآءات کے لیے ہے۔

اٰثٰرِهِمْ (صافات ع ۲) میں حذف الف ہے جبکہ (یٰس ع ۱) والے میں خلف ہے۔

نافع سے اجماعی رسم نقل کیا گیا ہے کہ اٰثَارِهِمْ میں الف محذوف ہے علامہ دانی نے مقنع میں صافات والے کو صرف محذوف قرار دیا ہے۔ مگر دلیل الحیران شرح مورد الظمآن میں ہے کہ (الحدید۔ المائدہ۔ یٰسٓ اور صافات) تمام

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مواقع میں الف محذوف ہے-البتہ یہ فرق ضرور ہے کہ صافات والے میں الف کا حذف اجماعی ہے اور باقی میں راجح ہے-

اس میں قرآءت کا اختلاف تو نہیں لہذا کہا جائے گا کہ یہ حذف الف برائے اختصار ہے-

سورۃ ص تا آخر قرآن

كٰذِبٌ (زمر ع ۱) عِبٰدَهٗ (زمر ع ۴) میں اول کلمہ اجماعاً حذف الف سے ہے اور یہ حذف الف اختصار کے لیے ہے-اور ثانی میں حذف الف میں خلف ہے-اور یہ رسم کا اختلاف شمول قرآءت کے لیے ہے-

تَأْمُرُوْنِّیْ (زمر ع ۶) شامی مصحف میں دونون سے یعنی تَأْمُرُوْنَنِی مرسوم ہے-

اَشَدَّمِنْهُمْ (مومن ع ۳) شامی مصحف میں اَشَدَّمِنْكُمْ ہے-

دِیْنَكُمْ اَوْ اَنْ کوئی مصحف کا رسم ہے باقی مصاحف میں دِیْنَكُمْ وَاَنْ ہے-

كَلِمٰتُ (یونس ع ۴-ع ۱۰) بِكَلِمٰتِ (تحریم ع ۲) كَلِمٰتُ (مومن ع ۱) یہ چاروں مواقع پر حذف الف سے مرسوم ہے-اور یہ حذف الف شمول قرآءات کے لیے ہے-

اَلسَّمٰوٰتِ ، سَمٰوٰتٍ کے دونوں کلمات میں دونوں الف محذوف ہیں-یہ حذف الفات رسم قرآنی کے قیاس کے مطابق ہیں یعنی یہ کہ جمع مونث سالم کا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الف یا الفین محذوف ہوتے ہیں- البتہ اختلاف قرآءات والے الفاظ میں شمول قرآءت کا پہلو بھی ہوتا ہے-

مگر سورۂ فصلت کے سَمٰوٰتٍ میں کے دو الفوں میں سے دوسرا رسم میں ثابت ہے-

اسی طرح ثَمَرٰتٍ (فصلت ع ٦) میں بھی حذف الف ہے- اور یہ حذف الف شمول قرآءات کے لیے ہے-

اَسْوِرَةٌ (زخرف ع ٥) میں حذف الف ہے- اور یہ حذف الف شمول قرآءات کے لیے ہے-

فَبِمَا كَسَبَتْ (شوریٰ ع ٤) مدنی اور شامی مصاحف میں فاء کے بغیر بِمَا كَسَبَتْ ہے-

تَشْتَهِي الْاَنْفُسُ (زخرف ع ٧) مدنی اور شامی مصاحف میں ھاء کی زیادتی سے یعنی تَشْتَهِيْهِ مرسوم ہے-

يٰعِبَادِ لَا بھی مدنی اور شامی مصاحف میں یاء کی زیادتی سے يٰعِبَادِيَ لَا مرسوم ہے-

عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ (زخرف ع ٦) میں حذف الف پر اجماع ہے تاکہ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ والی قرآءۃ بھی شامل ہو سکے- جو کہ نافع- ابو جعفر- مکی- شامی اور یعقوب کی قرآءت ہے-

اِحْسَانًا (احقاف ع ٢) کوفی مصاحف میں حا قبل اور سین کے بعد الف مرسوم ہے اور باقی مصاحف میں حُسْنًا ہے دونوں الفات کے حذف سے-

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِقْدِرٍ (احقاف ع ۴) اَثٰرَةٍ (احقاف ع ۱) عٰهَدَ (فتح ع ۱)

خٰشِعًا (قمر ع ۱) ان چار کلمات میں اول الذکر تین میں حذف الف پر اجماع ہے اور چوتھے کلمہ میں الف کے حذف پر خلف ہے۔

بِقْدِرٍ میں حذف الف شمول قراءت کے لیے ہے۔ عٰهَدَ میں حذف الف اختصار کے لیے ہے ایسے ہی اَثٰرَةٍ میں بھی حذف الف اختصار کے لیے ہے اور خٰشِعًا میں حذف الف شمول قراءت کے لیے ہے۔

ذَا الْعَصْفِ (رحمٰن ع ۱) شامی مصحف کا رسم ہے باقی مصاحف میں ذُوالْعَصْفِ ہے۔

ایسے ہی ذِی الْجَلٰلِ (رحمٰن ع ۳) شامی مصحف میں بالواو ذُوالْجَلٰلِ مرسوم ہے۔

ذُوالْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ میں سب کے لیے بالواو رسم ہے۔

تُكَذِّبٰنِ۔ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ (واقعہ ع ۳) دونوں کے الف کے حذف میں خلف ہے۔ تُكَذِّبٰنِ میں الف تثنیہ کا حذف قیاس کے مطابق ہے اور مرسوم ہونا قیاس کے خلاف ہے کیونکہ اصول یہ ہے کہ الف تثنیہ شعر میں اختصاراً نہیں لکھا جاتا۔ جبکہ بِمَوٰقِعِ میں حذف الف شمول قراءت کے لیے ہے۔

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِیُّ شامی اور مدنی مصاحف میں هُوَ کے بغیر فَاِنَّ اللّٰهَ الْغَنِیُّ مرسوم ہے۔

وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ میں شامی مصحف کا رسم وَكُلٌّ وَّعَدَ اللّٰهُ حذف الف سے ہے۔ (حدید ع ۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِنْ تَظٰهَرَا (تحریم ع ۱) اَنْ تَدٰرَکَهٗ (ن ع ۲) دونوں کلمات میں حذف الف ہے- اول الذکر میں حذف شمول قرآءت کے لیے اور ثانی کلمہ میں اختصار کے لیے ہے-

بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَ الْمَغٰرِبِ (معارج ع ۲) عٰلِیَهُمْ (دھر ع ۱)

وَلَا کِذّٰبًا (نبا ع ۲) سب میں حذف الف ہے- اور ان تمام کلمات میں حذف اختصار کے لیے ہے-

قُلْ اِنَّمَا (جن ع ۲) کے لفظ قُلْ میں الف لکھنے میں اختلاف ہے- یعنی بعض میں قُلْ اور بعض مصاحف میں قٰلَ ہے اور یہ اختلاف قرآءات کی وجہ سے ہے-

جِمٰلَتٌ (مرسلات ع ۱) کے الف اول یعنی جو میم کے بعد ہے اس میں خلف ہے اور لام کے بعد والا الف اجماعاً محذوف ہے-

جِمٰلَتٌ میں الف ثانی کا حذف قیاساً بھی ہے اور شمول کے لیے بھی جبکہ پہلا الف کا حذف قیاساً واختصاراً ہے-

جایْءَ (زمر ع ۷- الفجر) میں جیم اور یاء کے درمیان ایک الف کا اضافہ ہے- یہ الف کی زیادتی غیر قیاسی ہے جس کی قرآن میں متعدد مثالیں ملتی ہیں جیسے لِشَایْءٍ وغیرہ-

خِتٰمُهٗ (تطفیف) تُصٰحِبْنِیْ (کہف ع ۱۰) کَبٰٓئِرَ (شوریٰ ع ۱- نجم ع ۲) عِبٰدِیْ (الفجر) سُکٰرٰی (حج ع ۱) ان پانچوں کلمات میں الف محذوف ہے-

ان پانچ کلمات میں تُصٰحِبْنِیْ اور عِبٰدِیْ میں حذف الف اختصار کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے ہے اور باقی تین میں شمول قرآءت کے لیے ہے- سورۃ صاد اور سورہ الفجر کے علاوہ ہر جگہ عِبَادِ کا الف مرسوم ہے مثلاً یَا عِبَادِیْ لَا خَوْفٌ عَلَیْکُمْ- سورۃ صافات میں وَاذْکُرْ عِبَادَنَا اِبْرَاهِیْمَ وَ اِسْحَاقَ وَ یَعْقُوْبَ میں مکی نے مفرد عَبْدَنَا اور باقین نے بالجمع پڑھا ہے-

وَلَا یَخَافُ میں شامی اور مدنی مصحف میں بالفاء فَلَا مرسوم ہے

بِضَنِیْنٍ (تکویر) بالضاد مرسوم ہے-

اس میں بالظاء اور بالضاد دو قرآءتیں ہیں مگر مرسوم تمام مصاحف میں بالضاد ہی ہے- لہذا ضاد والی قرآءت کا انطباق علی الرسم تحقیقی ہے اور ظاء والی کا انطباق تقدیری ہے-

اس کی توجیہ خاتمۃ القراء فی الہند حضرت شیخ العرب والعجم قاری عبدالرحمٰن مکی الہ بادیؒ نے یہ فرمائی ہے کہ قدیم مصاحف میں ظاء اور ضاد (متوسطہ) میں کوئی زیادہ فرق نہ تھا- فرق تھا بھی تو دقیق قسم کا تھا کہ ضاد کا سر اظاء کے مقابلہ میں چھوٹا ہوتا تھا یعنی یہ صورت تھی-

بِضَنِیْنٍ (بالضاد) بِظَنِیْنٍ (بالظاء) چنانچہ اتحاف میں ہے:

تمام مصاحف میں رسم ایک ہی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ضاد اور ظاء میں کوئی مخالفت نہیں البتہ ظاء کا سر اضاد سے قدرے بڑا ہوتا ہے-

علامہ جعبری فرماتے ہیں کہ لفظ بِضَنِیْنٍ میں گول دائرہ ہے جو درمیان میں واقع ہے- لہذا دونوں قرآءتوں کو محتمل ہے-

اَرَاَیْتَ- اَرَاَیْتُمْ- اَفَرَاَیْتَ- اَرَاَیْتَکُمْ ان تمام کلمات میں راء کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد والا الف محذوف ہے۔ البتہ رَاَیْت جس میں راء سے قبل ہمزہ استفہامیہ نہ ہو توراء کے بعد والا الف مرسوم ہے۔

مِهٰدًا کلمہ اَلْاَرْض کے بعد آئے (طہ ع ۲۔ زخرف۔ نباع ۱) ان تینوں مواقع پر الف محذوف ہے دیگر مواقع پر الف مرسوم ہے جیسے جَهَنَّمَ مِهَادٌ۔ وَ بِئْسَ الْمِهَادُ وغیرہم۔

اَلظُّنُوْنَا۔ اَلرَّسُوْلَا۔ اَلسَّبِیْلَا (احزاب ع ۲۔ ع ۸) تینوں کلمات بالالف ہیں۔ ان الفات کا اضافہ برائے رعایت فواصل ہے جیسا کہ رعایت فواصل کے لیے ھاء سکتہ بڑھائی جاتی ہے۔

ثَمُوْدَا (ہود ع ۲۔ نجم ع ۳۔ فرقان۔ عنکبوت ع ۴) تمام ان مواقع پر دال کے بعد الف مرسوم ہے۔

ثَمُوْدَا کے مذکورہ چاروں مواقع میں حفص، یعقوب اور حمزہ بغیر تنوین غیر منصرف پڑھتے ہیں اور بلا الف وقف کرتے ہیں جبکہ ابوبکر شعبہ نے ایسے صرف سورہ النجم میں پڑھا ہے جبکہ باقین چاروں مواقع پر تنوین کے ساتھ منصرف پڑھتے ہیں وقفاً وصلاً۔

سَلٰسِلَا ۔ قَوَارِیْرَا (دو مواقع پر) ان تینوں مقامات پر الف مرسوم ہے۔

سَلَا سِلَا میں دوسرے لام کے بعد اور دوسرے قَوَارِیْرَا میں دوسری راء کے بعد الف کے لکھے جانے میں اختلاف ہے۔ ہمارے یہاں تمام مصاحف میں دونوں الف سے ہیں۔

سَلَا سِلَا میں تمام قرآنوں میں دوسرے لام کے بعد الف ثابت ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن نصیر کی ایک روایت پر نیز سخاوی کی تصریح کی رو سے شامی میں حذف ہے اور دوسرے قَوَارِیرَ میں مدنی، کوفی اور شامی کے یہاں بالاتفاق اور مکی اور بصری مصاحف میں صرف ایک قول پر الف ثابت ہے۔

جب کہ مصحف امام میں یہ الف محذوف ہے مگر نصیر کی روایت کے مطابق مصحف امام میں دوسرے قَوَارِیْرَا میں یہ الف موجود تھا مگر اسے کسی نے مٹا دیا۔

پہلے قَوَارِیْرَا میں دوسری راء کے بعد بالاتفاق الف مرسوم ہے اور سَلَا سِلَا میں پہلے لام کے بعد والا الف بالاتفاق محذوف ہے اور دونوں قَوَارِیْرَا میں واؤ کے بعد والا الف بالاتفاق مرسوم ہے۔

اختلاف سَلَا سِلَا فی الوصل والوقف

قراء	فی الوصل	فی الوقف
نافع، ابو جعفر، ہشام، شعبہ اور کسائی	بالتنوین	بالالف
بزی، ابن ذکوان اور حفص	بغیر تنوین	خلف ؎
قنبل، حمزہ، رویس اور امام خلف	بغیر تنوین	بغیر الف
بصری اور روح	بغیر تنوین	بالالف

؎ خُلْف کی تفصیل اس طرح ہے:

پہلی وجہ پر یہ حضرات بصری اور روح کے مطابق ہیں اور دوسری وجہ پر یہ حضرات حمزہ، قنبل، خلف اور رویس کے مطابق ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختلاف قَوَارِيْرَا (اول)

فی الوقف	فی الوصل	قراء
بالالف	بالتنوین	نافع، ابو جعفر، مکی، شعبہ، کسائی اور خلف
بالالف	بغیر تنوین	بصری، شامی، حفص اور روح
بغیر الف	بغیر تنوین	حمزہ اور رویس

اختلاف قَوَارِيْرَا (ثانی)

وقف	وصل	قراء
بالالف	بالتنوین	نافع، ابو جعفر، شعبہ اور کسائی
بغیر الف	بغیر تنوین	مکی، بصری، ابن ذکوان، حفص، حمزہ، امام خلف اور رویس
بالالف	بغیر تنوین	ہشام

دونوں قَوَارِيْرَا کے آخر میں راء کے بعد ایک الف زائدہ مرسوم ہے۔ ان کا قاعدہ یہ ہے کہ روایت حفص میں وصلاً تو دونوں میں الف نہیں پڑھا جاتا اور وقفاً اول میں الف پڑھا جاتا ہے ثانی میں نہیں پڑھا جاتا دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ دوسری جگہ تو کسی حال میں الف نہیں پڑھا جاتا۔ اس دوسرے قَوَارِيْرَا میں الف زائد اس لیے لکھتے ہیں کہ یہ رسم تنوین والی قراءت کو بھی شامل ہو جائے اور اس میں وقفاً الف نہ پڑھنے کی حقیقی وجوہ تین ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) روایت و نقل کی اتباع

(۲) تنوین اور ترک تنوین والی دونوں قراءتوں میں فرق کرنا

(۳) کلمہ کی اصل ہیئت صیغہ اور حالت عربیہ کا اعتبار کرنا اور پہلی جگہ اگر وقف کرو تو الف پڑھا جائے گا اور وقف نہ کرو تو نہیں پڑھا جائے گا کیونکہ یہ ان کلمات میں سے ہے جن پر وقف رسم کے مطابق ہوتا ہے۔

اور اس پہلے قَوَارِيْرَا میں الف زائد اس لیے لکھتے ہیں کہ تنوین والی قراءت کو بھی شامل ہو جائے اور وقفاً الف کے ثابت رکھنے کی توجیہ فواصل (یعنی تَذْلِيْلًا، تَقْدِيْرًا) کی رعایت ہے اور چونکہ زیادہ عادت یہ ہے کہ پہلی جگہ وقف کرتے ہیں کیونکہ یہاں آیت ہے اور آیت کو وقف کے لیے سب سے بہتر موقع سمجھا گیا ہے اور دوسری جگہ وقف نہیں کرتے کیونکہ یہاں وقف کی علامات میں سے کوئی معتبر علامت نہیں ہے اس لیے اس صورت میں پہلی جگہ اتباعاً للرسم الف پڑھو اور دوسری جگہ اتباعاً للاصل الف مت پڑھو۔ (بشکریہ ایضاح المقاصد)

لُؤْلُؤًا بعض مواقع پر تو واؤ کے بعد الف ہے اور بعض مواقع پر نہیں

لفظ لُؤْلُؤ قرآن میں کل چھ جگہ آیا ہے۔

(۱) لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ (الطور ع ۱)

(۲) يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَ الْمَرْجَانُ (الرحمٰن ع ۱)

(۳) كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ (الواقعہ ع ۱)

(۴) اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا (الدھر ع ۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵) مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ لُؤْلُؤًا (الحج ع ۳)

(۶) مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ لُؤْلُؤًا (الفاطر ع ۴)

پہلے تین میں الف مرسوم نہیں، دلیل الحیر ان میں ہے کہ شیخین (علامہ دانیؒ و علامہ شاطبیؒ) کے نزدیک مرفوع و مجرور میں الف کی زیادتی نہیں ہے گو بعض نے ان میں بھی الف زیادہ کیا ہے آخری تین میں سے سورۃ الدہر اور سورۃ الحج والے کے آخر میں الف مرسوم ہے اور الفاطر والے میں مختلف فیہ ہے۔ (بشکریہ ایضاح المقاصد)

لَا تَاْمَنَّا میں ایک نون کو حذف کیا گیا ہے۔ اس کے متعلق علامہ شاطبی حرز الامانی میں فرماتے ہیں کہ اصل میں یہ لَا تَاْمَنُنَا ہے دو نونوں سے جن میں سے پہلا نون مضموم اور دوسرا مفتوح ہے اور لا نافیہ ہے سو اس میں محض ادغام اور محض اظہار جائز نہیں بلکہ دو وجوہ ہیں ایک ادغام مع الاشمام، ثانی اظہار مع الروم۔ امام ابو جعفر مدنی کے لیے خالص ادغام و تشدید ہے۔

وہ کلمات جن میں حذف ہے اور ان کے نظائر کو بھی انہیں پر قیاس کیا جائے

لٰكِنْ سے مشتق کلمات لٰكِنْ - اُولٰٓئِكَ - اُولٰٓئِكُمْ ایسے ہی لٰكِنِّیْ - اَلّٰٓئِ - اِلّٰی ایسے ہی ذٰلِكَ - كَذٰلِكَ - ذٰلِكُمَا - ذٰلِكُمْ - ذٰلِكُنَّ ایسے ہی هٰذَا - هٰذٰنِ - هٰذِهٖ - هٰٓؤُلَآءِ - هٰٓاَنْتُمْ - نیز یاء ندا والے جیسے يٰعِبَادِ - يٰنُوْحُ - يٰصٰلِحُ يٰمَرْيَمُ -

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَسٰجِدْ- اِلٰهُ- اَلْمَلٰئِكَةُ- تَبٰرَكَ- اَلرَّحْمٰنِ- مَسٰكِيْنَ- میں بھی حذف الف ہے۔

تثنیہ کا الف بھی حذف ہوتا ہے

سٰحِرٰنِ- اَضَلّٰنَا جیسے تثنیہ والے کلمات میں بھی حذف الف ہے مگر اگر الف کلمہ کے آخر میں ہو تو ثابت الرسم ہوتا ہے جیسے اَنْ تَفْشَلَا (آل عمران ع ۱۳) فَاسْتَقِيْمَا (یونس ع ۹) وغیرہ۔

جمع متکلم کے نون کے بعد والا الف کے حذف کا قاعدہ اور اس کی شرط :

جمع متکلم کے صیغہ میں بھی الف ہر جگہ حذف کیا جاتا ہے مگر وہ الف جو کلمہ کے آخر میں نہ ہو جیسے اٰتَيْنٰهُ- عَلَّمْنٰهُ- زِدْنٰهُمْ وغیرہ مگر کلمہ کے آخر میں آنے کی صورت میں یہ حذف نہیں ہوتا جیسے وَرَبَطْنَا- عُلِّمْنَا- اُوْتِيْنَا وغیرہ۔

نیز عٰلِمْ- اِيْلٰفِ- اِلْفِهِمْ- شَيْطٰنْ- شَيٰطِيْنَ- بَلٰغٌ- سُلْطٰنْ- اَلسَّلٰسِلْ وغیرہ میں بھی حذف الف ہے۔

اَللّٰعِنُوْنَ- اَللّٰتَ- اَنْهٰرُ- اَلْاَنْهٰرُ- وَاَنْهٰرًا میں بھی حذف الف ہے۔

يَتٰمٰى- نَصٰرٰى- تَعٰلٰى میں پہلا الف محذوف ہے اور دوسرا الف بالیاء مرسوم کیا گیا ہے۔

اَلْئٰنَ سورہ جن کے سوا ہر جگہ الف- لام- نون کے تین حروف سے لکھا ہوا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے لام کے بعد الف مرسوم نہیں ہے۔ سورہ جن میں الان (ع ۱) میں الف مرسوم ہے۔

مُبٰرَکًا۔ بٰرَکْنَا۔ یَلٰقُوْا۔ مُلٰقُوْہ۔ فَلٰمَقِیْہِ وغیرہ میں بھی الف محذوف ہے۔

عدد والے اسم میں حذف الف

ہر وہ اسم جو عدد ہو میں بھی الف محذوف ہے جیسے اَلثُّلُثْ۔ ثَلٰثَۃٌ۔ ثَمٰنِیَ۔ ثَلٰثِیْنَ۔ ثَمٰنِیْنَ وغیرہ۔

اَلْمِیْعٰدِ۔ تُرٰبًا وغیرہ بھی حذف الف سے ہے۔

اَیُّہَ الْمُؤْمِنُوْنَ (نور ع ۴) اَیُّہَ الثَّقَلٰنِ (رحمٰن ع ۲) یٰاَیُّہَ السَّاحِرُ (زخرف ع ۵) میں بھی ھا کے بعد الف محذوف ہے۔

لفظ کِتٰبٌ ہر جگہ حذف الف سے ہے ماسوائے ان چار مقامات کے اَجَلٍ کِتَابٌ (رعد ع ۶) وَلَھَا کِتَابٌ (حجر ع ۱) مِنْ کِتَابِ رَبِّكْ (کہف ع ۴) وَکِتَابٍ مُّبِیْنٍ (نمل ع ۱)

اٰیٰتُنَا ہر جگہ حذف الف سے ہے مگر یونس ع ۲۔ ع ۳ دو مواقع پر اٰیاتُنا یاء کے بعد الف سے ہے۔

قُرْاٰنٌ میں حذف الف

لفظ قُرْءٰنًا میں الف محذوف ہے البتہ اِلَیْكَ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ (یوسف ع ۱) نُزِّلَ ھٰذَا الْقُرْاٰنُ (زخرف ع ۳) میں الف مرسوم ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سٰاحِرٌ میں حذف الف

سٰحِرٌ کا کلمہ ہر جگہ محذوف الالف ہے ماسواء ذاریات کے دوسرے موقع کے کہ وہاں سٰاحِرٌ بالالف مرسوم ہے- علماء رسم سٰحِرٌ میں الف پر اختلاف بیان کرتے ہیں-

عجمی اسموں میں حذف الف

اِبْرٰھِمَ- اِسْمٰعِیْلَ- اِسْحٰقَ- ھٰرُوْنَ- لُقْمٰنَ- مِیْکٰلَ میں حذف الف ہے- جبکہ طَالُوْتُ- جَالُوْتَ- یَاجُوْجَ مَاجُوْجَ- ھَارُوْتَ- مَارُوْتَ- قَارُوْنَ- ھَامٰنٌ میں الف ثابت الرسم ہے-

نوٹ : ھَامٰنٌ کے پہلے الف کا ثابت الرسم ہونا بیان کیا جارہا ہے- میم کے بعد والا الف اجماعاً محذوف ہے ایسے ہی صٰلِحٌ- سُلَیْمٰنْ وغیرہ میں بھی الف محذوف ہے- دَاوٗدَ میں واوٗ کے بعد واوٗ ثانی محذوف الرسم ہے اور دال کے بعد الف ثابت الرسم ہے-

اِسْرَآئِیْلَ میں راء کے بعد والا الف ثابت الرسم ہے اور بعض مصاحف میں محذوف ہے یعنی اس الف میں خلف ہے-

جمع مذکر اور مونث سالم میں حذف الف

اَلْکَلِمٰتُ- اَلْبَیِّنٰتُ- اَلصّٰلِحِیْنَ- اَلضَّآلِّیْنَ- صَآفُّوْنَ- صٰفّٰتٍ- نَآئِمُوْنَ- قَآئِلِیْنَ- ثَیِّبٰتٍ- سٰئِحٰتٍ- وغیرہم میں الف

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محذوف ہے- رَوْضٰتْ- سٰھُوْنَ- طٰغُوْنَ- كٰتِبِيْنَ- ايٰتُنَا- ايٰتٌ- اَلصّٰئِمٰتِ- اَلصّٰلِحٰتِ- اَلسّٰئِلِيْنَ- وغیرہ سب حذف الف سے ہیں-

اَلصّٰفّٰتِ- اَلصّٰئِمٰتِ- اَلزّٰجِرٰتِ- اَلصّٰلِحٰتِ- جیسے کلمات میں دو الف ہیں اور دونوں محذوف ہیں- بعض جگہ دو یا تین الف جمع ہو جائیں تو ان سے صرف ایک الف تحریر میں آتا ہے- جیسے تَرَاءٰ (شعراء ع ۴) جَآءَ نَا- (زخرف ع ۴) اَنْ تَبَوَّا (یونس ع ۹) مَلْجَاً (توبہ ع ۷) مَآءً- نَا (اسراع ع ۹- فصلت ع ۶) رَا (مگر سورہ نجم کے دو مَارَاٰی اور لَقَدْ رَاٰی مِنْ اس سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ یہ دونوں الف اور یاء سے لکھے گئے ہیں) اَلسُّوْاٰی میں واؤ کے بعد ایک الف مرسوم اور دوسرا حذف ہے اور اس کی جگہ یاء لکھی گئی ہے-

کلمہ کے شروع میں دو یا تین الف جمع ہو جائے تو بھی ایک الف تحریر کیا جاتا ہے جیسے اٰلْئٰنَ- اٰتِی- ءٰامِنتُمْ- ءَ اَنْتَ وغیرہ ایسے ہی لَاَمْلَئَنَّ- اِشْمَاَزَّتْ (زمر ع ۵) اِمْتَلَأْتِ (ق ع ۳) وَاطْمَاَنُّوْا (یونس ع ۱) یہ چاروں کلمات عراقی مصاحف میں محذوف الالف اور بقایا مصاحف میں مرسوم بالالف ہیں-

پانچ اقسام جن میں ہمزہ وصلی محذوف الرسم ہوتا ہے

لِلدَّارْ- وَاْتُوْا- فَاْتُوْا- فَسْئَلُوْا- وَسْئَلُوْا- لِلَّذِیْ- لِلّٰہِ- فَأْتِ- فَأْوٗا- وَأْتَمِرُوْا- وَسْئَلْ- فَسْئَلْ- بِسْمِ اللّٰہِ وغیرہ میں الف محذوف ہے- ہاں بِاسْمِ رَبِّكْ- سَبِّحِ اسْمِ رَبِّكْ وغیرہ میں الف

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرسوم ہے۔

جمع اور واحد کے صیغہ کے آخری واؤ کے بعد ایک الف کا اضافہ :

بَنُوْا (یونس ع ۹) اٰمَنُوْا۔ کَفَرُوْا۔ کَذَّبُوْا۔ رُزِقُوْا۔ تَفْعَلُوْا۔ فَلْیَعْبُدُوْا۔ اَنِ اغْدُوْا۔ اَنْ تَعْفُوْا۔ فَاعْفُوْا۔ وَاصْفَحُوْا۔ مُلٰقُوْا رَبِّھِمْ۔ مُلٰقُوا اللّٰہِ۔ مُرْسِلُوا النَّاقَةَ۔ یَرْجُوْا۔ تَتْلُوْا۔ اَدْعُوْا۔ نَتْلُوْا۔ لِتَتْلُوْا۔ نَبْلُوْا۔ میں واؤ کے الف لکھتے ہیں لیکن ضروری ہے کہ اس جمع یا واحد کے واؤ کے بعد ضمیر یا نون اعرابی نہ ہو۔ بصورت دیگر الف مرسوم نہ ہو گا جیسے رَاوَدُوْہُ۔ رَاَوْہُ۔ کَالُوْھُمْ۔ اَوْوَزَنُھُمْ۔ اُدْعُوْھُمْ۔ اَدْعُوْکُمْ۔ یَرْجُمُوْکُمْ۔ مُتْرَفُوْھَا۔ یَدْعُوْنَ۔ تَقْتُلُوْنَ۔ وغیرہ یاد رہے کہ اُوْلُوْا کے بعد الف مرسوم ہے جیسے اُولُوالْعِلْمِ۔ اُوْلُوا قُوَّةٍ۔ مگر ذُوْ کے بعد الف مرسوم نہیں جیسے لَذُوْ فَضْلٍ۔ ذُوْ الْفَضْلِ وغیرہ۔

وہ سات کلمات جو اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہیں :

جَاؤُوْ۔ بَاءُوْ (بقرہ ع ۷۔ ع ۱۱۔ آل عمران ع ۱۲) فَآءُوْ (بقرۃ ع ۲۸) سَعَوْ (سبا ع ۱) عَتَوْ (فرقان ع ۳) ان پانچوں میں واؤ کے بعد الف نہیں ہے۔ نیز تَبَوَّءُوْ (حشر ع ۱) یَعْفُوْ عَنْھُمْ (نساء ع ۱۴) میں بھی حذف الف واؤ کے بعد ثابت ہے۔

نَدْعُوْا (کہف ع ۲) یَعْفُوْا۔ نَبْلُوْا۔ لِتَتْلُوْا۔ یَتْلُوْا جیسے مفرد

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صیغوں میں بھی الف واؤ کے بعد لکھا جاتا ہے۔

بعض کلمات میں الف یا نون کی زیادتی

لِشَاْیءٍ میں شین اور یاء کے درمیان الف زائد مرسوم ہے۔ مِائَتَیْنِ۔ مِائَةٍ میں بھی میم کے بعد الف کا اضافہ کیا گیا ہے۔ ایسے ابن اپنے ماقبل کی صفت ہو تو ہمزہ وصلی کا اثبات ہے جیسے عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمْ۔ عُزَیْرُ نِ ابْنُ اللّٰہِ۔ نَادٰی نُوْحُ نِ ابْنَہٗ وغیرہ البتہ یَابْنَؤُمَّ میں خلف ہے اسے یَبْنَؤُمَّ بھی تحریر کرتے ہیں لَنَسْفَعًا۔ لَیَکُوْنًا (یوسف ع ۴) اذا میں نون کی بجائے الف مرسوم ہے۔

وَکَاَیِّنْ میں عام قاعدہ کے خلاف تنوین کو بصورت نون لکھا گیا ہے۔

لَیْکَةَ (ص ع ۱۔ شعراء ع ۱۰) میں دو الفات کا حذف ہے۔ اور ان دونوں مواقع پر اختلاف قرآءت ہے لہذا حذف الفات شموم قرآءت کے لیے ہے۔ جبکہ باقی دو مواقع (حجر و ق) میں اختلاف قرآءۃ نہیں اس لیے وہاں الف مرسوم ہے اَلْاَیْکَةِ۔

حذف یاء اور مرسوم یاء کا بیان

فَارْھَبُوْنِ (بقرہ ع ۵۔ نمل ع ۷) اِتَّقُوْنِ (بقرہ ع ۵۔ ع ۲۵۔ نحل ع ۱۔ مومنون ع ۴۔ زمر ع ۲) تَکْفُرُوْنِ (بقرہ ع ۱۸) اَطِیْعُوْنِ (گیارہ جگہ آل عمران ع ۵۔ زخرف ع ۶۔ نوح ع ۱۔ شعراء ع ۶۔ ۷۔ ۸ میں دو دو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرتبہ ع ۹-ع ۱۰) فَاسْمَعُوْنِ (یٰس ع ۲) خَافُوْنِ (آل عمران ع ۱۸)
فَاعْبُدُوْنِ (انبیاء ع ۲-ع ۶- عنکبوت ع ۶)
نوٹ : یٰس ع ۴ میں وَاَنِ اعْبُدُوْنِیْ میں یاء مرسوم ہے- تَخْزُوْنِ
(ہود ع ۷- حجر ع ۴) وَعِیْدِ (ابراھیم ع ۳-ق ع ۱-ع ۳)ان تمام کلمات
میں یاء محذوف ہے-

وَاخْشَوْنِ (مائدہ ع ۱-ع ۷) نوٹ : وَاخْشَوْنِیْ وَلِاُتِمَّ (بقرہ ع ۱۸) ثابت الرسم ہے- تُکَلِّمُوْنِ (مومنون ع ۶) یُکَذِّبُوْنِ (شعراء ع ۲- قصص ع ۴) دُعَآءِ (ابراھیم ع ۶)نوٹ : دُعَاءِیْ اِلَّا (نوح ع ۱) میں یاء ثابت الرسم ہے- یَقْتُلُوْنِ (شعراء ع ۲- قصص ع ۴) میں بھی یاء محذوف ہے-

وَقَدْھَدٰنِ (انعام ع ۹)نوٹ : ھَدٰنِیْ (انعام ع ۲۰-زمر ع ۶) میں یاء مرسوم ہے- نَذِیْرِ (ملک ع ۲) نُذُرِ (قمر ع ۱-ع ۲ میں تین تین مرتبہ تَسْئَلْنِ (ہود ع ۴) نوٹ : تَسْئَلْنِیْ (کہف ع ۹)والا میں یاء مرسوم ہے-
یَأْتِ (ہود ع ۹) میں یاء محذوف ہے-

تَشْھَدُوْنِ (نمل ع ۳) اِرْجِعُوْنِ (مومنون ع ۶) اِنْ یُّرِدْنِ (یٰس ع ۲) نَکِیْرِ (حج ع ۶- سبا ع ۵- فاطر ع ۳- ملک ع ۲) یُنْقِذُوْنِ (یٰس ع ۲) مَاٰبِ (رعد ع ۵) مَتَابِ (رعد ع ۴) میں بھی یاء محذوف ہے-

عِقَابِ (رعد ع ۵- ص ع ۱- مومن ع ۱) لَتُرْدِیْنِ (صفت ع ۲) تُؤْتُوْنِ (یوسف ع ۸) تُعَلِّمَنِ (کہف ع ۹) وَالْبَادِ (حج ع ۳) اِنْ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَرَنِ (کہف ع ۵) کَالْجَوَابِ (سبا ع ۲) میں بھی یاء محذوف ہے۔

یَهْدِیَنِ (کہف ع ۴) نَبْغِ (کہف ع ۹) نوٹ : یَهْدِیَنِیْ (قصص ع ۳) اور نَبْغِیْ (یوسف ع ۸) میں یاء مرسوم ہے۔ اَخَّرْتَنِ (اسراء ع ۷) اَلْمُهْتَدِ (اسراء ع ۱۱- کہف ع ۲) میں یاء محذوف ہے۔

نوٹ : اَخَّرْتَنِیْ (منافقون ع ۲) اَلْمُهْتَدِیْ (اعراف ع ۲۲) میں یاء مرسوم ہے۔

یَهْدِیْنِ - یَسْقِیْنِ - یَشْفِیْنِ - یُحْیِیْنِ (شعراء ع ۴) یُؤْتِیَنِ شعراء ع ۵) یَسْتَعْجِلُوْنِ (ذاریات ع ۳) تَسْتَعْجِلُوْنِ (انبیاء ع ۳) میں بھی یاء محذوف ہے۔

تُفَنِّدُوْنِ (یوسف ع ۱۱) نُنْجِ الْمُؤْمِنِیْنَ (یونس ع ۱۰) نوٹ : نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ (انبیاء ع ۶) میں یاء ثابت ہے۔

لَهَادِ الَّذِیْنَ (حج ع ۷) بِهَادِ الْعُمْیِ (روم ع ۵) نوٹ : اس سے نمل ع ۶ خارج ہے کیونکہ اس میں یاء مرسوم ہے۔

وَادِ (نمل ع ۲) اَلْوَادِ (طہ - نازعات ع ۱- قصص ع ۴- الفجر) ان تمام میں بھی یاءات محذوف ہیں۔

اَشْرَکْتُمُوْنِ (ابراہیم ع ۴) اَلْجَوَارِ (شوریٰ ع ۴- رحمٰن ع ۱- تکویر) کَذَّبُوْنِ (مومنون ع ۲- ع ۳- شعراء ع ۶) فَاَرْسِلُوْنِ (یوسف ع ۶) صَالِ (صفّٰت ع ۵) تُغْنِ (قمر ع ۱ میں چھ مرتبہ) میں یاء محذوف ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَھَانَنِ — اَکْرَمَنِ (الفجر) یُؤْتِ اللّٰہُ (نساء ع ۲۱) یَحْضُرُوْنِ (مومنون ع ۶) یَقْضِ الْحَقَ (انعام ع ۷) یَسْرِ (الفجر) یُنَادِ — اَلْمُنَادِ (ق ع ۳) تَفْضَحُوْنِ (حجر ع ۵) تَرْجُمُوْنِ فَاعْتَزِلُوْنِ (دخان ع ۱) اَلَّاتَتَّبِعَنِ (طٰہٰ ع ۵) ان میں بھی یاء محذوف ہے۔

دِیْنِ (کافرون) نوٹ : مِنْ دِیْنِیْ (یونس ع ۱۱) لَهٗ دِیْنِیْ (زمر ع ۲) میں یاء ثابت ہے۔ اَتُمِدُّوْنَنِ (نمل ع ۳) لِیَعْبُدُوْنِ — یُطْعِمُوْنِ (ذاریات ع ۳) اَلْمُتَعَالِ — مَنِ اتَّبَعَنِ (آل عمران ع ۲)

نوٹ : وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ (یوسف ع ۱۲) میں یاء مرسوم ہے۔

ان تمام کلمات میں بھی یاء کا حذف ہے۔

اِتَّبِعُوْنِ — وَاتَّبِعُوْنِ — عِبَادِ (زمر ع ۲) اَلتَّلَاقِ — اَلتَّنَادِ (غافر ع ۲ - ع ۴) تَقْرَبُوْنِ (یوسف ع ۸) تُنْظِرُوْنِ (اعراف ع ۲۴ - یونس ع ۸ - ہود ع ۵) میں بھی رسماً یاء حذف کی گئی ہے۔

اٰتٰنِ (نمل ع ۳) عَذَابِ (صٓ ع ۱) میں سے بھی یاء کا حذف ہے۔

تنوین کی وجہ سے حذف ہونے والی یاء

بَاغٍ — عَادٍ (بقرہ ع ۲۱ - انعام ع ۱۸ - نحل ع ۱۵) مُوْصٍ (بقرہ ع ۲۲) تَرَاضٍ (بقرہ ع ۳۰ - نساء ع ۵) حَامٍ (مائدہ ع ۱۴) لَاٰتٍ (انعام ع ۱۶ - عنکبوت ع ۱) غَوَاشٍ — اَیْدٍ (اعراف ع ۵ - ع ۲۴) ھَارٍ (توبہ ع ۱۳) لَعَالٍ (یونس ع ۹) نَاجٍ (یوسف ع ۵) ھَادٍ پانچ جگہ (رعد ع ۱ - ع ۵ -

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمر ع ۳-ع ۴-غافر ع ۴) وَاقٍ تین جگہ (رعد ع ۵ میں دو- غافر ع ۳) مُسْتَخْفٍ- وَالٍ (رعد ع ۲) وَادٍ (ابراہیم ع ۶- شعراء ع ۱۱) بَاقٍ- مُفْتَرٍ (نحل ع ۱۳-ع ۱۴) لَیَالٍ (مریم-حاقہ ع ۱-الفجر) قَاضٍ (طہٰ ع ۳) زَانٍ (نور ع ۱) جَازٍ (لقمٰن ع ۴) بِکَافٍ (زمر ع ۴) مُعْتَدٍ (ق ع ۲-ن ع ۱- تطفیف) فَانٍ- انٍ- دَانٍ (رحمٰن ع ۲-ع ۳) مُهْتَدٍ (حدید ع ۴) مُلٰقٍ (حاقہ ع ۱) رَاقٍ (قیامہ ع ۱)

منادی کے آخر سے بھی یاء کا حذف ہوتا ہے جیسے:

یٰقَوْمِ- یٰرَبِّ- یٰعِبَادِ- قَالَ رَبِّ- سوائے سورہ زمر ع ۶ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا- عنکبوت ع ۶ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وغیرہ- زخرف ع ۷ کے یٰعِبَادِ لَاخَوْفٌ میں خلف ہے- اِلٰفِهِمْ (قریش) میں یاء محذوف ہے لِاِ یْلٰفِ میں بھی یاء لکھی جاتی ہے-

وَرِءْ یًا (مریم ع ۵) خٰطِئِیْنَ- وَالْاُمِّیّٖنَ میں دو یاء کی بجائے ایک یاء تحریر کی گئی ہے-

مَنْ حَیَّ- (انفال ع ۵) یُحْیِ- اُحْیِ- نُحْیِ- یَسْتَحْیِ جس طرح بھی آئے ان سب میں بھی دو یاء ہیں مگر ایک تحریر کی گئی- مگر هَیِّئْ- یُهَیِّئْ- عِلِّیِّیْنَ میں دو یاء ہی مرسوم ہے- ایسے ہی یُحْیِیْکُمْ- یُحْیِیْنِ- اَفَعَیِیْنَا- اَحْیَیْنٰهَا- حُیِّیْتُمْ بھی دو یاء سے مرسوم ہے-

سَیِّئٰتٌ- اَلسَّیِّئٰتِ جمع میں ایک یاء ہے- سَیِّئَةٌ میں بھی دو یاء ات

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ سَيِّئًا۔ اَلسَّيِّئُ میں بھی دو یاء ہیں۔

بِاٰيَةٍ۔ بِاٰيٰتٍ میں بھی ایک ہی یاء مرسوم ہے۔ اَلْمُنْشَئٰتُ (رحمٰن ع ۱) میں بھی یاء بشکل ہمزہ مرسوم ہے۔

وہ کلمات جن میں یاء زائد مرسوم ہے

اَوْمِنْ وَرَآئِ حِجَابٍ (شوریٰ ع ۵) تِلْقَآئِ نَفْسِيْ (یونس ع ۲) وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ (طٰہٰ ع ۸) وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى (نمل ع ۱۳) بِاَيِّكُمْ (ن ع ۱) بِاَيْدٍ (ذاریات ع ۳) اَفَاِئْن مَّاتَ (آل عمران ع ۱۵) اَفَاِئْن مِّتَّ (انبیاء ع ۳) میں یاء کی زیادتی ہے۔

مِنْ نَّبَاِئِ الْمُرْسَلِيْنَ (انعام ع ۴) مَلَائِهٖ۔ مَلَائِهِمْ۔ مَلَائِ میں بھی یاء زائد مرسوم ہے۔

بِلِقَآئِ۔ وَلِقَآئِ (روم ع ۱۔ع ۲) اَلّٰئِ میں بھی یاء کا اضافہ کیا گیا ہے۔

واؤ کا حذف واثبات

سُبْحٰنَ الَّذِيْ (اسراء ع ۲) اَلسَّاعَةُ (قمر ع ۱) يَدْعُ الْاِنْسَانُ۔ يَدْعُ الدَّاعِ (شوریٰ ع ۳) يَمْحُ اللّٰهُ۔ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ (علق) میں واؤ کا حذف ہے۔

اُولُوْ۔ اُولِيْ۔ اُولَاتِ۔ اُولٰئِكَ۔ اُولٰئِكُمْ میں واؤ زیادہ کی گئی ہے۔

سَاُورِيْكُمْ (اعارف ع ۱۷۔انبیاء ع ۳) لَاُوصَلِّبَنَّكُمْ میں اول الذکر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں واوٗ کی زیادتی اجماعاً ہے اور ثانی میں واوٗ کی زیادتی میں خلف ہے۔ دَاوٗدَ۔ وٗرِیَ۔ تُؤْیْهِ۔ مَسْؤُلًا۔ اَلْمَوْءُ وْدَةُ۔ تَلْوٗنَ۔ اَلْغَاوٗنَ۔ لَاَ یَسْتَوٗنَ تمام میں دوواوٗ کی بجائے ایک واوٗ لکھا گیا ہے۔

نیز یَؤُسًا۔ یُؤُدُہٗ۔ یَدْرَؤُنَ۔ فَادْرَؤُا۔ لِیَسُوْءُ ا۔ لِیُطْفِؤُا اَنْبِؤُنِیْ وغیرہ میں بھی دوواوٗ کی بجائے ایک واوٗ لکھا گیا ہے۔

اِنِ امْرُؤٌا (نساء ع ۲۴) الربوا میں واوٗ مرسوم ہے اور الف بھی۔

ہمزہ والے ان حروف کا بیان جن کا رسم عام قواعد کے خلاف ہے

هٰؤُلَاءِ۔ یَابْنَؤُمَّ (طٰہٰ ع ۵) دونوں میں ہمزہ واوٗ کی شکل میں مرسوم ہوا ہے۔

اَئِنَّکُمْ (عنکبوت ع ۳ کا ثانی انعام۔ فصلت ع ۲۔ نمل ع ۴)

اَئِذامِتْنَا (واقعہ ع ۲) اَئِنَّ لَنَا (شعراء ع ۳) اَئِنَّا لَتَارِکُوْا (صافات ع ۲) اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ (نمل ع ۶) میں ہمزہ بصورت یاء مرسوم ہے باقی مواقع پر ہمزہ محذوف الرسم ہے۔ اَءِ نَّا کی شکل پر۔

اَئِمَّةَ۔ اَئِنْ ذُکِّرْتُمْ (یٰس ع ۲) اَئِفْکًا (صافات ع ۳) یَوْمَئِذٍ لِئَلَّا۔ حِیْنَئِذٍ۔ وَلَئِنْ وغیرہ میں بھی ہمزہ بصورت یاء لکھا گیا ہے۔

اَؤُنَبِّئُکُمْ (آل عمران ع ۲) اَلرُّءْ یَا۔ رُءْیَا۔ وَرِءْ یَا (مریم ع ۵) پہلی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثال میں ہمزہ واؤ کی شکل میں اور بقایا میں محذوف الرسم ہے۔

اَلنَّشْاَۃَ (عنکبوت- واقعہ ع ۲- نجم ع ۳) میں ایک ہمزہ محذوف ہے الف اور تاء کے درمیان- مَوْئِلًا (کہف ع ۸) میں بھی ہمزہ بصورت یاء مرسوم ہے۔

اَنْ تَبُوْاَ (مائدہ ع ۵) اَلسُّوْاٰی (روم ع ۱) لَتَنُوْۗاُ (قصص ع ۷) میں ہمزہ الف کی شکل میں مرسوم کیا گیا ہے۔

اَنْبٰٓؤُا مَا (انعام- شعراء ع ۱) شُفَعٰٓؤُا (روم ع ۲) وَمَادُعٰٓؤُا (غافر ع ۵) مَانَشٰٓؤُا (ہود ع ۸) میں ہمزہ بصورت واؤ تحریر کیا گیا۔

جَزٰٓؤُا (حشر ع ۲- شوری ع ۴- مائدہ ع ۵- طٰہٰ ع ۳- کہف ع ۱۱) ہمزہ بصورت واؤ ہے- جبکہ زمر ع ۴ والا میں خلف ہے۔

نَبٰٓؤُا- اَلْعُلَمٰٓؤُا (فاطر ع ۴) اجماعاً واؤ مع الالف ہے۔

اَلْمَلَؤُا (مومنون ع ۲- نمل ع ۲- ع ۳) ہمزہ بصورت واؤ ہے۔

تَفْتَؤُا (یوسف ع ۱۰) یَتَفَیَّؤُا (نمل ع ۲) اَلْبَلٰٓؤُا (صافات ع ۳) لَا تَظْمَؤُا- اَتَوَکَّؤُا (طٰہٰ ع ۷- ع ۱) یَبْدَؤُا (یونس ع ۱- ع ۴- نمل ع ۵- روم ع ۲) یَدْرَؤُا (نور ع ۱) عُلَمٰٓؤُا (شعراء ع ۱۱) یَعْبَؤُا (فرقان ع ۶) اَلضُّعَفٰٓؤُا (ابراہیم ع ۳- مومن ع ۵) بَلٰٓؤٌا مُبِیْنٌ (دخان ع ۲) شُرَکٰٓؤُا (انعام ع ۱۱- شوری ع ۳) اَبْنٰٓؤُا اللّٰہِ (مائدہ ع ۲) یُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ (قیامہ ع ۱) اَوَمَنْ یُّنَشَّؤُا (زخرف ع ۲) وغیرہ میں بھی ہمزہ بصورت واؤ مرسوم ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز بُرَءٰ ؤُا (ممتحنہ ع ۱) لُؤْلُؤًا وغیرہ میں بھی ہمزہ بصورت واؤ ہے۔

اَوْلِيَاءُ جب غائب هُمْ یا حاضر كُمْ کی طرف مضاف ہوگا تو ہمزہ محذوف الرسم ہوگا جیسے اَوْلِيٰئِهِمْ (بقرہ ع ۳۴-انعام ع ۱۵) اَوْلِيٰئُكُمْ (فصلت ع ۴) اوْلِيٰئِهِمْ (انعام ع ۱۴) اَوْلِيٰئِكُمْ (احزاب ع ۱) وغیرہ۔

الف کو واؤ کی صورت پر لکھنا

اَلزَّكٰوةَ۔ كَمِشْكٰوةٍ (نور ع ۵) مَنٰوةَ (نجم ع ۱) اَلنَّجٰوةِ (مومن ع ۵) اَلصَّلٰوةِ۔ اَلْحَيٰوةِ (جب ان کے ساتھ اَل ہو۔ بصورت دیگر صَلَاتُكَ۔ صَلَاتَهُمْ۔ لِحَيَاتِي۔ حَيَاتُنَا الف مرسوم ہوتا ہے) ان میں ہمزہ بصورت واؤ مرسوم ہے۔

* صَلَوٰاتٍ جمع کے الف میں خلف ہے۔

یائی اور واوی کلمات کا رسم

هُدٰى۔ رَمٰى۔ مُوْسٰى۔ عِيْسٰى۔ نَصٰرٰى وغیرہ اِجْتَبٰهُ۔ هَدٰنَهُ۔ فَاَرٰنَهُ۔ لَنَرٰهَا۔

وہ کلمات جن میں یاء سے بدلا ہوا الف یاء کی بجائے الف کی شکل پر ہے:

وَنَحْيَا۔ وَاَحْيَا۔ خَوَايَا سب میں الف ہے۔ نیز كِلْتَا (کہف ع ۵) تترا (مومنون ع ۳) بھی مرسوم بالالف ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خَطٰیٰنَا۔ خَطٰیٰکُمْ۔ خَطٰیٰھُمْ ان سب میں طاء کے بعد والا الف اکثر محذوف ہے بعض قرآنوں میں مرسوم ہے اور یاء کے بعد والا اجماعاً محذوف ہے۔

تُقٰۃً (آل عمران ع ۳) محذوف الالف ہے۔ مگر حَقَّ تُقَاتِہٖ (آل عمران ع ۱۱) میں عراقی مصاحف میں الف مرسوم ہے۔ یٰوَیْلَتٰی۔ یٰاَسَفٰی (یوسف ع ۱۰) حَتّٰی۔ عَلٰی۔ اِلٰی۔ اَنّٰی۔ عَسٰی۔ بَلٰی یٰحَسْرَتٰی میں بھی الف کو بصورت یاء تحریر کیا گیا ہے۔

وَالضُّحٰی۔ ضُحٰی (اعراف ع ۱۲۔ طٰہٰ ع ۳) ضُحٰھَا (نزعٰت ع ۲۔ الشمس) اَلْقُوٰی (نجم ع ۱) دَحٰھَا (نازعات ع ۲) تَلٰھَا طَحٰھَا (الشمس) سَجٰی (الضحیٰ) مَازَکٰی (نور ع ۳) میں الف واؤ سے بدلا ہے مگر رسم یاء سے ہے۔

دو لاموں میں سے ایک کا حذف

اَلَّتِیْ۔ اَلّٰئِیْ۔ اَلّٰتِیْ۔ اَلَّذِیْ۔ اَلَّذٰنِ۔ اَلَّذِیْنَ۔ اَلَّذِیْنَ۔ وَالَّذٰنِ۔ اَلَّیْلُ میں دو لام تلفظ میں ہیں لیکن مرسوم ایک ہے۔ اگر اَلْ تعریفی کسی لام کلمہ والے پر داخل ہو تو دو لام ہی لکھے جاتے ہیں جیسے : اَللّٰہُ۔ اَللَّھْوِ۔ اَللّٰاعِنُوْنَ وغیرہ۔

الحمد للہ یہاں رسم قرآن کا بیان ختم ہوا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

❖❖❖❖❖

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم الضبط

علم رسم کے ساتھ ایک علم ضبط بھی ہے جس کا لغوی مطلب ہے۔ ضَبَطَهٗ (نَ ضَ) ضَبْطًا وَ ضَبَاطَةً چمٹنا۔ غلبہ پانا۔ قوی ہونا۔ پوری طرح حفاظت کرنا۔ اَلْعَمَلَ مضبوط کرنا۔

اَلْكِتَابَ صحیح کرنا کتاب پر حرکات لگانا۔

کلمہ ضبط قرآن مجید کو پکا یاد کرنے میں بھی استعمال کیا گیا ہے۔ اور قرآن کریم پر حرکات و سکنات مدات شدات لگانے کو بھی ضبط کہا گیا ہے۔ علم الرسم توقیفی ہے۔ بخلاف علم الضبط کے کہ وہ توقیفی نہیں ہے۔ اسی لیے عرب و عجم و بلاد مغرب میں مروج ضبط کی علامات ایک دوسرے کے خلاف ہیں۔

علم الرسم کے قواعد تو ان مصاحف سے حاصل کیے گئے ہیں جو مصاحف حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں لکھوا کر یمن۔ بحرین۔ بصرہ۔ کوفہ۔ شام۔ مکہ مدینہ بھجوائے اور ایک مصحف جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا ذاتی پڑھنے کے لیے رکھا تھا۔ مگر علم الضبط کے قواعد علماء نے "الطراز علی ضبط الخراز" امام التنسی کی کتاب سے حاصل کیے ہیں۔ مشارقہ اور مغاربہ اور اندلس وغیرہ اسی کتاب کے مطابق اپنے مصاحف کو ضبط کرتے ہیں۔

آیات کے شمار میں اہل مکہ۔ اہل مدینہ۔ اہل شام۔ اہل بصرہ اور اہل کوفہ سبھی نے اختلاف کیا ہے۔

اہل مدینہ آیات قرآن کی دو تعداد ذکر کرتے ہیں۔

(۱) پہلی تعداد وہ ہے جس کو امام ابو جعفر یزید بن القعقاع اور امام شیبہ بن نصاح

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے قرار دیا ہے۔

(۲) دوسری تعداد وہ ہے جسے امام اسماعیل بن جعفر بن ابی کثیر انصاریؒ نے مقرر فرمایا ہے۔

اہل مکہ شمار آیات امام عبداللہ بن کثیرؒ سے لیتے ہیں جس کو امام مکی' مجاہدؒ سے اور مجاہد' حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے اور حضرت ابن عباسؓ سید القراء حضرت ابی بن کعبؓ سے اخذ فرماتے ہیں۔

اہل شام کی شمار آیات کو ہارون بن موسیٰ الاخفشؒ نے عبداللہ بن ذکوانؒ سے اور احمد بن یزید حلوانیؒ وغیرہ نے ہشام بن عمارؒ سے نقل کیا ہے اور ابن ذکوانؒ اور ہشامؒ نے ایوب بن تمیمؒ ذماریؒ سے اخذ کیا ہے ایوبؒ نے یحییٰ بن الحارث ذماریؒ سے اخذ کیا وہ فرماتے ہیں "یہی وہ تعداد ہے جس کو ہم اہل شام کی تعداد آیات مانتے ہیں اور اسی کو مشائخ نے صحابہ کرامؓ کی روایت سے ہم تک پہنچایا ہے اور اسی کو امام ابن عامر شامیؒ نے حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت کیا ہے"۔

اہل بصرہ کی تعداد آیات کا مدار عاصم بن العجاج الجحدریؒ کی روایت پر ہے۔

اہل کوفہ جس تعداد کو مانتے ہیں اس کی نسبت امام حمزہ کوفیؒ۔ امام کسائی کوفیؒ اور امام خلف بن ہشامؒ سے کی جاتی ہے۔ امام حمزہؒ نے فرمایا ہم کو یہ تعداد ابن ابی لیلیٰؒ نے بواسطہ عبدالرحمٰن السلمیؒ حضرت علی بن ابی طالبؓ سے سن کر بتلائی ہے۔ عدد آیات کے فن کے متعلق امام شاطبیؒ نے اپنے قصیدہ "ناظمۃ الزہر" میں قواعد بیان فرمائے ہیں۔ اس کے متعلق انشاء اللہ الگ سے کتاب تالیف کی جائے گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصطلاحات الضبط

الصفر المستدیر : (ہ)

یہ حرف علت پر لکھا جاتا ہے جو نہ وقفاً پڑھے جاتے ہیں- اور نہ وصلاً جیسے یَتْلُوْا صُحُفًا- مِنْ نَّبَاْیِٔ الْمُرْسَلِیْنَ- بَنَیْنٰھَا بِاَیْىْدٍ وغیرہ-

ہمارے پاکستان میں بعض مصاحف میں اس طرح کے کلمات پر کوئی نشان نہیں- اور بعض پر اس سے مختلف (ہ) گول نشان ہے-

الصفر المستطیل القائم : (ہ)

یہ علامت ایسے الف کے اوپر لکھی جاتی ہے- جس کے بعد حرف متحرک ہو گا اور اس الف کے زیادہ ہونے پر دلالت کرے گا- وصل کی حالت میں یہ الف نہیں پڑھا جائے گا- وقف کی حالت میں پڑھا جائے گا جیسے اَنَا۠ خَیْرٌ- لٰکِنَّا۠ اگر اس کے بعد حرف ساکن ہو گا تو اس الف پر کوئی علامت نہیں لگائی جائے گی جیسے اَنَا النَّذِیْرُ- اس کا حکم یہ ہے کہ وصلاً نہیں پڑھا جائے گا- وقفاً پڑھا جائے گا-

بعض پاکستانی مصاحف میں اس طرح کے کلمات پر بھی کوئی نشان نہیں ہو تا اور بعض مصاحف میں اس طرح کا گول نشان (ہ) ہو تا ہے-

راس خآءِ صغیرہ- (ح)

خا کا چھوٹا سر بغیر نقطہ کے- حرف کے اوپر ہو گا اور یہ دلالت کرتا ہے- حرف کے ساکن ہونے پر- یہ بڑی وضاحت کے ساتھ پڑھا جائے گا- جیسے مِنْ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خَيْرٍ ـ وَيَنْئَوْنَ عَنْهُ ـ قَدْ سَمِعَ ـ اَوَعَظْتَ ـ وَخُضْتُمْ ـ

اور جب اس حرف کا دوسرے حرف میں ادغام کیا جائے گا ـ تو سکون نہیں لکھا جائے گا ـ بلکہ مدغم فیہ مشدد لکھا جائے گا ـ جیسے اُجِيْبَت دَّعْوَتُكُمَا ـ يَلْهَثْ ذٰلِكْ ـ وَقَالَت طَّآئِفَةٌ ـ وَمَنْ يُّكْرِهْهُنَّ اور اَلَمْ نَخْلُقكُّمْ میں جزم لکھنا اور نہ لکھنا دو وجہیں ہیں ـ لیکن جزم نہ لکھنا زیادہ راجح ہے ـ جن حروف کا ادغام ناقص کیا جاتا ہے ـ وہاں مدغم پر جزم نہیں لکھی جاتی اور مدغم فیہ پر شد نہیں لکھی جاتی ہے ـ جیسے مَن يَقُوْلُ ـ مِنْ وَّالٍ ـ فَرَّطتُمْ ـ بَسَطتَ ـ

اور اسی طرح نون اور میم کے اخفاء میں بھی وہ حرف سکون سے خالی رہے گا ـ مِن تَحْتِهَا ـ مِن ثَمَرَةٍ ـ اِنَّ رَبَّهُم بِهِمْ ـ

ہمارے پاکستانی مصاحف میں جزم ذرا مختلف ہوتا ہے (ݙ) اور ادغام تام یا ناقص کیا جائے تو مدغم پر جزم اور مدغم فیہ پر شد ڈالی جاتی ہے ـ اور اسی طرح نون میم مخفات میں بھی نون میم پر جزم ڈالی جاتی ہے ـ

میم صغیرہ :

چھوٹی سی میم لکھی جائے گی ـ جہاں نون ساکن تنوین کے بعد باء آئے عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ـ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوا ـ مُّبَشِّرًاۢ ـ اور تنوین کی بجائے صرف ایک حرکت لکھی جائے گی ـ

پاکستانی مصاحف کا ضبط اس طرح ہے کہ نون ساکن و تنوین کے بعد اگر باء آجائے تو وہاں چھوٹی سی میم لکھی جاتی ہے ـ اور تنوین کی دونوں حرکات لکھی جاتی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔

ترکیب الحرکتین :

جب نون تنوین کے بعد حرف حلقی میں اظہار ہو تو اس وقت تنوین کی دو زبر دو زیر۔ دو پیش بالکل مساوی لکھے جاتے ہیں۔ جیسے سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ۔ وَلَا شَرَابًا اِلَّا۔ وَلِکُلِّ قَوْمٍ هَادٍ۔

ہمارے ہاں بھی ضبط اسی طرح ہے۔

اور تنوین کی حرکات کو فرق کے ساتھ لکھا جائے گا۔ جبکہ نون تنوین کا ادغام تام کیا جائے گا۔ اور وہاں مدغم فیہ پر شد بھی ڈالی جائے گی۔ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ۔ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۔ یَوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ اور اسی طرح تنوین کو فرق کے ساتھ لکھا جائے گا۔ جب تنوین کا ادغام ناقص ہو گا یا اخفا کیا جائے گا۔ مدغم فیہ پر شد نہیں ڈالی جائے گی جیسے وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ۔ رَحِیْمٌ وَّ دُوْدٌ۔ شِهَابٌ ثَاقِبٌ۔ سِرَاعًا ذٰلِكَ۔ بِاَیْدِیْ سَفَرَةٍ كِرَامٍ۔

ہمارے پاکستانی مصاحف میں ضبط اس طرح ہے کہ تنوین میں حرکات ثلاثہ کو پورے قرآن میں ایک ہی طرح لکھا جاتا ہے۔ مدغم نون تنوین کا اگر ادغام تام یا ناقص کیا جائے تو مدغم فیہ پر شد ضرور ڈالی جاتی ہے۔

الحروف الصغیرة :

بعض حروف بالکل چھوٹے لکھے جاتے ہیں۔ یہ رسم سے علیحدہ ہوتے ہیں جو کہ مصاحف عثمانیہ میں رسم میں نہیں لکھے جاتے۔ اور پڑھنے کے لیے انہیں لکھا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے- جیسے ذٰلِكَ الْكِتٰبُ- یَنْـُٔوْنَ اَلْسِنَتَهُمْ- اِنَّ وَلِیِّ یَ اللّٰهُ-
اِۦلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ- وَ كَذٰلِكَ نُـۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ-

نوٹ: علماء ضبط اس قسم کے حروف سرخ روشنائی سے لکھتے تھے لیکن اب چھپائی میں مشکل پیش آتی ہے اور ایک ہی رنگ پر اکتفا کیا جاتا ہے-

پاکستانی ضبط اس طرح ہے کہ ذٰلِكَ- یَنْؤنَ- اِلٰفِهِمْ میں حروف پر صرف کھڑا زبر- کھڑی زیر اور الٹا پیش لکھا جاتا ہے- باقی کلمات کا ضبط اسی طرح ہے کہ ان پر چھوٹا سا حرف لکھا جاتا ہے-

اگر حروف اصلیہ کتابت کے اندر نہ پڑھے جارہے ہوں تو ان کے نائب لگائے جاتے ہیں- اَلصَّلٰوةَ میں کھڑا زبر ڈالا ہے واوٗ نہیں پڑھا جارہا- الرِّبٰوا- وَاللّٰهُ یَقْبِضُ وَ یَبْصُۜطُ میں صاد لکھا ہے اور اس کے اوپر چھوٹا سا سین لکھا ہے- اور سین پڑھا جاتا ہے- اور اگر صاد کے نیچے سین لکھا جائے اس کا مطلب ہوتا ہے کہ صاد مشہور ہے- اَمْ هُمُ الْمُصَۣيْطِرُوْنَ -

پاکستانی الصَّلٰوةَ اور الرِّبٰوا کا ضبط اسی طرح ہے- جن حروف کو صاد سے لکھا ہے وہاں اگر سین پڑھا جارہا ہو- یا صاد یا دونوں پڑھ سکتے ہوں تو ان کے اوپر چھوٹا سا سین لکھا جاتا ہے نیچے نہیں-

(ـــٓ) یہ مد کا شوشہ دلالت کرتا ہے- اس پر جو اصلی مد سے زیادہ پڑھی جاتی ہو- آلٓـمّٓ جہاں مد بدل ہو وہاں اس قسم کا شوشہ نہیں ڈالا جاتا بلکہ ہمزہ اور اس کے بعد الف لکھا جاتا ہے- جیسے ءَ اٰمَنُوا

پاکستانی ضبط میں بھی مد کا شوشہ مد اصلی سے زیادہ مد کرنے کے لیے ڈالا جاتا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور بدل میں صرف کھڑا زبر ڈالا جاتا ہے۔

(۵) ایسا نقطہ جو درمیان سے خالی ہو۔ جہاں لکھا ہو وہاں امالہ کیا جاتا ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا یہ علامت بھی پہلے سرخ لکھی جاتی تھی لیکن اب ایک رنگ میں لکھی جاتی ہے۔ اور یہی علامت لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ ادغام مع الاشمام کے لیے بھی لکھی جاتی ہے۔ وہاں میم کے بعد اور نون سے پہلے بنائی جاتی ہے۔

پاکستانی ضبط میں ایسا کوئی نشان نہیں بنایا جاتا۔

(•) ایسا نقطہ جو درمیان سے بند ہو۔ اس ہمزہ پر دلالت کرتا ہے جس ہمزہ میں تسہیل ہے۔ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ پاکستانی ضبط میں ایسا کوئی نشان نہیں ہوتا۔

حرف سین اس کلمہ پر لکھا جاتا ہے۔ جن کلمات میں سکتہ کیا جاتا ہے۔ عِوَجَاس قَيِّمًا سورۃ الکھف مِنْ مَّرْقَدِنَاس سورۃ یٰس۔ منس رَاقٍ سورۃ القیامۃ۔ بَلْس رَانَ سورۃ المطففین پاکستانی ضبط میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔

مَالِيَهْس هَلَكَ سورۃ الحاقۃ میں دو وجہیں ہیں۔ اظہار مع السکت اور ادغام۔ پاکستانی ضبط میں ایسا کوئی علامت نہیں ہوتی۔

(و) واؤ چھوٹی سی لکھی جاتی ہے۔ جہاں ہائے ضمیر پر قاعدہ کے موافق ضمہ پر صلہ کیا جا رہا ہو۔

(ی) جس ہاء پر قاعدہ کے موافق کسرہ پر صلہ کیا جا رہا ہو۔ وہاں چھوٹی سی یاء لکھی جاتی ہے۔ اگر صلہ کے بعد ہمزہ ہو تو اس "و" "ی" پر چھوٹی سی مد بھی لکھی جاتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسے اِنَّ رَبَّهٗ وَ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا۔ وَاَمْرُهٗ وَ اِلَى اللّٰهِ
وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ

پاکستانی ضبط میں کھڑی زیر۔اور الٹا پیش لکھا جاتا ہے۔

ہائے ضمیر کے ماقبل یا مابعد اگر کوئی حرف ساکن ہو تو وہاں ہائے ضمیر میں صلہ نہیں ہوتا مگر ہمارے قرآنوں میں دو جگہ صلہ لکھا ہوا ہے۔ بِهِ انْظُرْ سورۃ الانعام۔

شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ج اجْتَبٰهُ سورۃ النحل۔ان دونوں جگہ ہائے ضمیر میں عدم صلہ ہے۔

ہائے ضمیر کے ماقبل اور مابعد حرف متحرک ہو تو ہائے ضمیر میں صلہ ہوتا ہے مگر يَرْضَهُ لَكُمْ سورۃ الزمر میں صلہ نہیں ہوتا۔

پاکستانی مصاحف میں بھی ضبط اسی طرح ہے۔

ہائے ضمیر کے ماقبل اگر کسرہ ہو تو ہائے ضمیر مکسور ہوتی ہے مگر اَرْجِهْ سورۃ الاعراف اور سورۃ الشعراء اور فَاَلْقِهْ سورۃ النمل میں ہائے ضمیر ساکن ہے۔

پاکستانی مصاحف میں بھی ضبط اسی طرح ہے۔

ہائے ضمیر کے ماقبل یا مابعد کوئی حرف ساکن ہو تو ہائے ضمیر میں صلہ نہیں ہوتا مگر وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا سورۃ الفرقان میں صلہ ہوتا ہے۔

پاکستانی مصاحف میں بھی ضبط اسی طرح ہے۔

سورۃ الروم لفظ ضَعْفٍ مجرور دو جگہ اور ایک جگہ ضَعْفًا منصوب ضاد کے فتحہ سے اور ضاد کے ضمہ سے دو دو جگہیں ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَکُم مِنْ ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَ شَیْبَةً ج

جبکہ ہمارے قرآنوں میں درمیان میں ضُعْفٍ دو جگہ مجرور اور ضُعْفًا ایک منصوب-تینوں ضاد کے ضمہ سے لکھے ہیں-اور حاشیہ میں ضاد کا فتحہ بھی لکھا ہوا ہے-

سورۃ النمل میں ءَ اتٰینِ یَ- میں وقفاً حفص کے لیے دو وجہیں ہیں-ایک اثبات یاء اور سکون سے ءَ اتٰنِ یْ-دوسری وجہ نون کے سکون سے ءَ ا تٰنْ

سورۃ الفجر میں لفظ سَلٰسِلَاْ میں بھی وقفاً دو وجہیں ہیں-

ایک آخر الف کے اثبات سے اور ایک وجہ آخری الف کے حذف سے-

یہاں علم الضبط کا بیان اختتام پذیر ہوا-اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرمائے-آمین

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمِ

خادم القرآن الکریم

قاری محمد ادریس العاصم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

عرض مولف	3
قرآن کی تعریف	6
قرآن کی جمع و تالیف	6
عہد نبویؐ میں جمع قرآن	7
مشہور کاتبین وحی	8
عہد صدیقیؓ میں جمع قرآن	8
دستور جمع صدیقیؓ	11
جمع عثمانیؓ	12
دستور جمع عثمانیؓ	14
مصاحف عثمانیہ کی تاریخ	14
آیات وسور قرآن	17
چوتھا دور نقاط واعراب	19
قرآن کا رسم الخط	20
تاریخ کتابت	23
ظہور اسلام کے وقت عربوں میں کون سا خط رائج تھا؟	29
رسم الخط توقیفی ہے	40
رسم الخط غیر توقیفی ہے	47

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتراضات کے جواب	51
رسم الخط توقیفی بھی غیر توقیفی بھی	57
نبویؐ دور کے بعد کا رسم	59
مختلف رسوم کے تصویری نمونے	61
خط اور رسم الخط کا فرق	70
فن رسم کی مبادیات	70
علم رسم کے واضعین	71
رسم الخط کی تین اقسام	73
بیان ہمزہ	75
ہمزہ مبتدیہ متوسطہ بالزوائد	75
وسط کلمہ میں ہمزہ بصورت الف	77
ہمزہ متوسطہ بشکل واؤ	77
وسط کلمہ میں وہ ہمزہ جو مفرد لکھا جاتا ہے	79
ہمزہ کلمہ کے آخر میں	80
الف کی لکھائی کے قیاسی اصول	82
مقطوع وموصول	86
وصل وقطع کی تقسیم اور قواعد	87
مقطوع وموصول کی مزید تفصیل	94
حروف زائدہ	102

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الف کا اضافہ وسط کلمہ یا آخر میں	102
ھاء سکتہ	104
واؤ زائدہ	105
حذف حروف کا بیان	107
ہمزہ وصل وہمزہ قطع	108
تاء تانیث کا بیان	115
ایک قاعدہ کلیہ	120
یاء کے نقطہ کی بحث	122
اثبات وحذف کا بیان	
سورۃ الفاتحہ تا سورۃ الاعراف	123
جدول القراءات العشر فی الریح والریاح	125
سورۃ الاعراف تا سورۃ مریمؑ	132
سورۃ مریمؑ تا سورۃ ص	138
سورۃ ص تا آخر قرآن	144
اختلاف سلاسلا فی الوصل والوقف	150
اختلاف قواریرا اول وثانی	151
وہ کلمات جن میں حذف ہے اوران کے نظائر کو بھی انہیں پر قیاس کیا جائے	153
تثنیہ کے الف کا حذف	154
عدد والے اسم میں حذف الف	155

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قران میں حذف الف	155
ساحر — عجمی اسماء- جمع مذکر اور مونث سالم میں حذف الف	156
پانچ اقسام جن میں ہمزہ وصلی محذوف الرسم ہوتا ہے	157
جمع اور واحد کے صیغہ کے آخری واؤ کے بعد ایک الف کا اضافہ	158
وہ سات کلمات جو اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہیں	159
بعض کلمات میں الف یا نون کی زیادتی	159
حذف یاء اور مرسوم یاء کا بیان	162
تنوین کی وجہ سے حذف ہونے والی یاء	164
وہ کلمات جن میں یاء زائد مرسوم ہے	164
واؤ کا حذف و اثبات	164
ہمزہ والے ان حروف کا بیان جن کا رسم عام قواعد کے خلاف ہے	165
الف کو واؤ کی صورت پر لکھنا	167
یائی اور واوی کلمات	167
وہ کلمات جن میں یاء سے بدلا ہوا الف یاء کی بجائے الف کی شکل پر ہے	167
دو لاموں میں سے ایک کا حذف	168
علم الضبط	169
اصطلاحات الضبط	171

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآءت اکیڈمی کی مطبوعات درج ذیل مقامات پر بھی دستیاب ہیں

کراچی	علمی کتاب گھر اردو بازار کراچی
لاہور	ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور
	نعمانی کتب خانہ اردو بازار لاہور
	مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
بہاولپور	پاکستان بک کمپنی شاہی بازار بہاولپور
	مکتبہ صدیقیہ نور محل روڈ بہاولپور
کوئٹہ	مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ
	مکتبہ ماجدیہ عیدگاہ طوغی روڈ کوئٹہ
پشاور	کتب خانہ اکرمیہ محلہ جنگی قصہ خوانی پشاور
	مکتبہ رحمانیہ محلہ جنگی قصہ خوانی پشاور
صوابی	المکتبۃ الاظہاریہ اندرون جامعہ رحیمیہ ترکئی ضلع صوابی
راولپنڈی	کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی
گوجرانوالہ	مدینہ کتاب گھر اردو بازار گوجرانوالہ
منگورہ	مکتبہ رشیدیہ حسن مارکیٹ نیو روڈ منگورہ
	مکتبہ القرآن والحدیث نیو روڈ منگورہ
باغ آزاد کشمیر	مکتبہ خلفاء راشدین کچہری روڈ باغ آزاد کشمیر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآءت اکیڈمی کی ایک شاندار علمی پیش کش

شرح

فوائدِ مکیہ

فوائد مکیہ نصاب تجوید کی ایک اہم کتاب ہے۔ مصنف علیہ الرحمۃ خاتمۃ القراء فی الہند حضرت مولانا قاری عبدالرحمن مکی اللہ آبادی نے جس جامع انداز اور اختصار کے ساتھ مسائل تجوید کو بیان فرمایا ہے وہ اکابر اساتذہ کرام کے مفید حواشی کے باوجود موجودہ دور کے طالب علم کے لیے ذہنی الجھن کا سبب بنتے ہیں۔ طالب علموں کی انہی مشکلات کو پیش نظر رکھتے ہوئے فضیلۃ الشیخ المقری محمد ادریس العاصم فاضل مدینہ یونیورسٹی نے فوائد مکیہ کی شرح مرتب کی ہے۔

جو انشاء اللہ جلد شائقین کے علمی استفادے کے لیے منظر عام پر آرہی ہے۔

ناشر و طابع

قراءۃ اکیڈمی

۲۸-الفضل مارکیٹ ۱۷-اردو بازار لاہور ۲

16875

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصنف کی دیگر کتب

- ☆ سبحانی قاعدہ
- ☆ تجبیر التجوید
- ☆ زینۃ المصحف
- ☆ شرح فوائد مکیہ
- ☆ المقدمۃ الجزریہ معہ تحفۃ الاطفال (مترجم)
- ☆ الفوائد السلفیہ علی المقدمہ الجزریہ
- ☆ ابلاغ النفع فی القراءات السبع
- ☆ احسن المقال فی القراءات الثلاث
- ☆ متشابہات القرآن معہ معلومات قرآنی
- ☆ تدریب المعلمین یعنی رہنمائے مدرسین
- ☆ اہم مسائل قربانی

——— ملنے کا پتہ ———

قرآءت اکیڈمی الفضل مارکیٹ اردو بازار، لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ